
چھوٹے گناہوں اور نیکیوں کے آثرات
مسمّٰی بہ
اِستِعظَامُ الصَّغَائِر
مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیؔ وقت
حضرت مولانا مُحمّد مُوسیٰ رُوحانی بازی
طیّب اللّٰہ آثارہٗ و أعلیٰ درجاتہٗ فی دار السّلام

چھوٹے گناہوں اور نیکیوں کے اَثرات

مسمّٰی بہ

اِسْتِعْظَامُ الصَّغَائِر

اسمِ کتاب : چھوٹے گناہوں اور نیکیوں کے اثرات مسمّٰی به استعظام الصغائر
اسمِ مؤلف : محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ
طبعِ دهم : ۱۴۴۳ھ - ۲۰۲۲م

إدارہ تصنیف و أدب
مرکزی دفتر : القلم فاؤنڈیشن ۔ ۱۳ ڈی ، بلاک بی
سمن آباد ، لاہور ، پاکستان
فون : ۰۰۹۲ ۴۲ ۳۷۵۶۸۴۳۰
موبائل : ۰۰۹۲ ۳۰۰ ۴۱۰۱۸۸۲
إی میل : alqalam777@gmail.com
ویب : www.jamiaruhanibazi.org

Idara Tasneef wal Adab
(Institute of Research and Literature)
Alqalam Foundation
Address: Head Office: 13-D, Block B,
Samanabad, Lahore, Pakistan.
Phone: +92-42-37568430
Cell: +92-300-4101882
Email: alqalam777@gmail.com
Web: www.jamiaruhanibazi.org



الناشر
إدارة التصنيف والأدب

چھوٹے گناہوں اور نیکیوں کے اثرات

مسمّٰی بہ

اِستِعظامُ الصَّغائِر

مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت

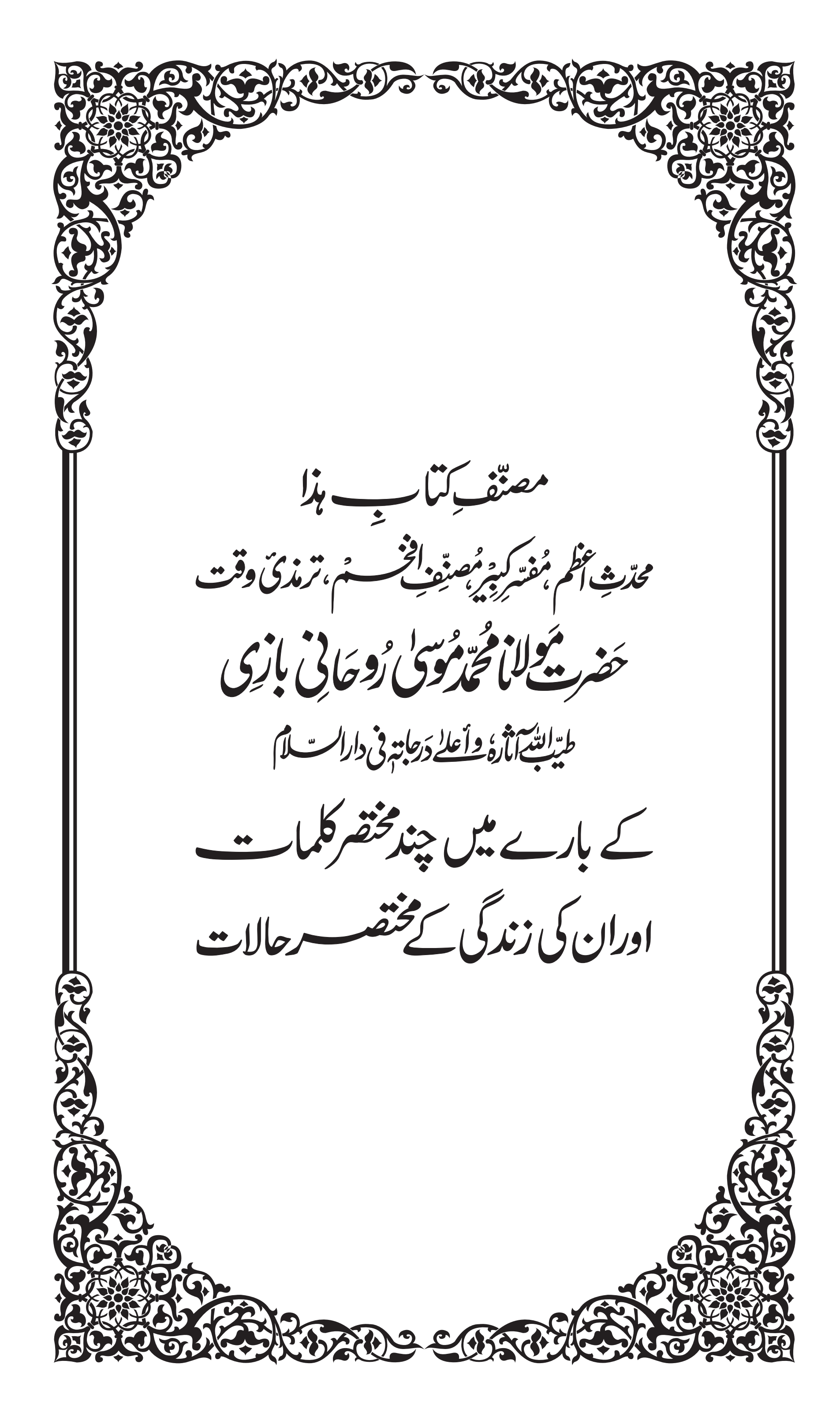
حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازِی

طیّب اللہ آثارہ و أعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

إدارۂ تصنیف و أدب



ناشر
إدارۂ تصنیف وأدب
جامعہ محمد موسیٰ روحانی بازی
برہان پورہ، نزد اجتماع گاہ، عقب گورنمنٹ ہائی سکول، رائیونڈ، لاہور
منگوانے کا پتہ »» مرکزی دفتر: القلم ٹرسٹ، 13 ڈی، بلاک بی، سمن آباد، لاہور۔
موبائل: 0300-4101882 فون: 042-37568430
www.jamiaruhanibazi.org
Email: alqalam777@gmail.com



مصنّفِ کتابِ ہذا

محدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت

حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازِی

طیّب اللّٰہ آثارہٗ واَعلیٰ درجاتہٗ فی دار السّلام

کے بارے میں چند مختصر کلمات

اور ان کی زندگی کے مختصر حالات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔
أَمَّا بَعْدُ!

هَیْهَاتَ لَا یَأْتِی الزَّمَانُ بِمِثْلِہٖ
إِنَّ الزَّمَانَ بِمِثْلِہٖ لَبَخِیْلُ

ترجمہ "یہ بات بڑی بعید ہے، زمانہ ان جیسی شخصیت نہیں لائے گا۔ بیشک ایسی شخصیات کے لانے میں زمانہ بڑا بخیل ہے"۔

محدث اعظم، مفسر کبیر، فقیہ افہم، مصنفِ افخم، جامع المعقول والمنقول، شیخ المشائخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہٖ فی دارالسلام کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے عہد میں دنیا بھر کے ذہین لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی علمی مصروفیات قدرت نے آپ کی تسکین کیلئے پیدا کر رکھی تھیں۔

لاریب ! ان کی شخصیت سدا یادگار رہے گی۔ اس وقت ان کی موت سے چمنستانِ اسلام اجڑ گیا ہے، علماء یتیم ہو گئے ہیں اور اہل اسلام ان

کے علم و فقہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی باتیں بے شمار ہیں، ان کے سنانے والے بھی بے شمار ہیں۔ ان کی زندگی کے مختلف گوشے لوگوں کے سامنے ہیں اور زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہے۔

کچھ قمریوں کو یاد ہے کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کے ہیں

اللہ تعالیٰ کے دربارِ جلال و جمال میں حضرت محدث اعظمؒ کا مقام

حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کو عند اللہ جو مقام و مرتبہ حاصل تھا اور اس سلسلے میں آپ کو جن کرامتوں اور خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ذیل میں اختصاراً ایک دو واقعات ذکر کئے جا رہے ہیں۔

(ا) حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو کا پھوٹنا

تدفین کے بعد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ کی قبر اطہر کی مٹی سے خوشبو آنا شروع ہو گئی جس نے پورے میانی قبرستان کو معطر کر دیا۔ دُور دُور تک فضا انتہائی تیز خوشبو سے مہکنے لگی اور یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اس ولی اللہ کی قبر پر حاضری دینے کیلئے امڈ پڑا، ملک کے کونے کونے سے لوگ پہنچنے لگے اور تبرکاً مٹی اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے۔ قبر مبارک پر مٹی کم ہونے لگتی تو اور مٹی ڈال دی جاتی۔ چند ہی منٹوں میں وہ مٹی بھی اسی طرح خوشبو سے مہکنے لگتی۔ قبر کے پاس چند منٹ گزارنے والے شخص کا لباس بھی جنّتی خوشبو سے معطر ہو جاتا اور کئی کئی دن تک

اس لباس سے خوشبو آتی۔

یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ عالم اسلام کی چودہ صدیوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد حضرت شیخؒ تیسری شخصیت ہیں جن کی مرقد اطہر سے جنت کی خوشبو جاری ہوئی جو الحمد للہ سات ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک جاری ہے۔ حضرت شیخؒ اللہ تعالیٰ کے کتنے برگزیدہ اور محبوب بندے تھے ان کی اس عظیم کرامت نے اس بات کی تصدیق کردی۔ یہ عظیم الشان کرامت جہاں حضرت محدثِ اعظمؒ کی ولایتِ کاملہ کی واضح دلیل ہے وہاں مسلکِ دیوبند کیلئے بھی قابل صد فخر بات ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے محبت

اس زمین پر عرشِ بریں کے آخری نمائندہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت محدث اعظمؒ کی محبت وعقیدت عشق کی آخری دہلیز پر تھی۔ درسِ حدیث میں یا گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرماتے تو رِقّت طاری ہو جاتی، آنکھیں پرنم ہو جاتیں اور آواز حلق میں اٹک جاتی۔

ایک مرتبہ حضرت شیخؒ بمعہ اہل وعیال حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج کے بعد چند روز مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ مولانا سعید احمد خانؒ (جو کہ تبلیغی جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے) کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ کی بمعہ اہل خانہ اپنی مدینہ منورہ والی رہائشگاہ پر دعوت کی۔ دعوت کے دوران والد محترمؒ، مولانا سعید احمد خانؒ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص (جو کہ مدینہ منورہ ہی کا رہائشی تھا) آیا، اس نے جب محدثِ اعظم شیخ الشیوخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ کو اس مجلس میں تشریف فرما دیکھا تو

انہیں سلام کر کے مؤدبانہ انداز میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ حضرت میں آپ سے معافی مانگنے کیلئے حاضر ہوا ہوں، آپ مجھے معاف فرما دیں۔ والد ماجدؒ نے فرمایا بھائی کیا ہوا؟ میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں، نہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ تو کس بات پر معاف کروں؟ وہ شخص پھر کہنے لگا کہ بس حضرت آپ مجھے معاف کر دیں۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی وجہ بتلاؤ تو سہی؟ وہ شخص کہنے لگا کہ جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے میں بتلا نہیں سکتا۔ تو اپنے مخصوص لب و لہجہ میں والد صاحبؒ نے فرمایا اچھا بھئی معاف کیا، اب بتلاؤ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا حضرت میری رہائش مدینہ منورہ میں ہی ہے۔ میں اپنے رفقاء اور ساتھیوں سے اکثر آپ کا نام اور آپ کے علم و فضل کے واقعات سنتا رہتا تھا چنانچہ میرے دل میں آپ کی زیارت و ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمنا بڑھتی گئی مگر کبھی زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔

اتفاق سے چند دن قبل آپ مسجد نبوی میں نوافل میں مشغول تھے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھے اشارے سے بتلایا کہ یہ ہیں مولانا محمد موسیٰ صاحب جن کے بارے میں تم اکثر پوچھتے رہتے ہو۔ میں نے چونکہ اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہیں تھا اس لئے میرے ذہن میں آپ کے بارے میں ایک تصور قائم تھا کہ پھٹا پرانا لباس ہو گا، دنیا کا کچھ پتہ نہیں ہو گا تو جب میں نے نوافل پڑھتے ہوئے آپ کا حلیہ اور وجاہت دیکھی (حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا لباس سادہ سا ہوتا، سفید لمبا جبہ نما کرتا پہنتے، شلوار ٹخنوں سے بالشت بھر اونچی ہوتی، سر پر سفید پگڑی باندھتے اور پگڑی کے اوپر عربی انداز میں سفید رومال ڈال لیتے

مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے علمی جلال کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال اور رعب بھی بے انتہاء بخشا تھا، نیز نسبتاً دراز قامت بھی تھے اس لئے اس سادہ سے لباس میں بھی آپ کی وجاہت و شان کسی بادشاہِ وقت سے کم معلوم نہ ہوتی اور آپ کو نہ جاننے والے بھی آپ کی شخصیت سے انتہائی مرعوب ہو کر ادب سے ایک طرف ہو جاتے۔) تو میرے ذہن میں جو پھٹے پرانے لباس کا تصور تھا وہ ٹوٹ گیا اور میرے دل میں آپ کے بارے میں کچھ بدگمانی پیدا ہوگئی چنانچہ میں آپ سے ملے بغیر ہی واپس لوٹ گیا۔

اسی رات کو خواب میں مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ انتہائی غصے میں ہیں۔ میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ! مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوگئی کہ آپ ناراض دکھائی دے رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"تم میرے موسیٰ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو،
فوراً میرے مدینے سے نکل جاؤ"۔

میں خوف سے کانپ گیا، فوراً معافی چاہی، تو نبی کریم ﷺ فرمانے لگے۔

"جب تک ہمارا موسیٰ معاف نہیں کرے گا میں
بھی معاف نہیں کروں گا"۔

یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بیدار ہوگیا اور اس دن سے میں مسلسل آپ کو تلاش کر رہا ہوں مگر آپ کی جائے قیام کا پتہ نہیں لگا سکا۔ آج آپ سے یہاں

اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو معافی مانگنے کیلئے حاضر ہوگیا ہوں۔ حضرت شیخؒ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ پر رقّت طاری ہوگئی اور آپ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔

ان واقعات سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہایت بلند مقام و درجہ حاصل تھا۔ خاص طور پر مدینہ منورہ میں پیش آنے والا مذکورہ بالا واقعہ تو اس قدر عجیب و غریب ہے کہ قرونِ اولیٰ کے علماء و مشائخ کے تذکروں میں بھی اس جیسی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔

آپ تصور تو کیجئے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے کس قدر محبت ہو گی کہ آپ کے بارے میں مدینہ منورہ کے اس شخص کی معمولی سی بدگمانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا بلکہ سخت غضب کی وجہ سے اسے مدینہ سے ہی نکل جانے کا حکم فرمایا۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں اور ان عالی مرتبت اولیاء میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔

ترجمہ "جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، میں اس شخص سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں"۔

ذرا اس حدیثِ قدسی کو دیکھئے اور پھر مذکورہ واقعہ پر غور کیجئے بلکہ یہاں تو رنگ ہی نرالا ہے کہ اس شخص نے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ تو ہاتھ سے کوئی

تکلیف پہنچائی، نہ استہزاء کیا، نہ اہانت وتحقیر کی، نہ زبان سے کوئی برے الفاظ و کلمات ادا کئے بلکہ صرف دل ہی دل میں آپ کے بارے میں بدگمانی کی مگر دشمنی کے معمولی اثرات والی اس حالت و کیفیت پر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غضب حرکت میں آگیا اور اسے اپنے شہر کو چھوڑنے اور اس سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

مختصر حالاتِ زندگی

محدث اعظم، مصنف افخم، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات میں واقع ایک گاؤں کٹہ خیل میں مولوی شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کے والدِ محترم عالم وعارف اور زاہد و سخی انسان تھے، انکی سخاوت کے قصے گاؤں کے لوگوں میں زبان زدِ عام ہیں۔ آپ کے والدِ محترم مولوی شیر محمدؒ کی وفات ایک طویل مرض، پیٹ اور معدہ میں پانی جمع ہونے، کی وجہ سے ہوئی۔حضرت شیخؒ کی عمر اس وقت پانچ سال یا اس سے بھی کم تھی۔

والدِ محترم کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کی والدہ محترمہ نے کی جو کہ بہت ہی صالحہ، صائمہ اور قائمہ للہ تعالیٰ خاتون تھیں۔ آپ نے والدہ محترمہ کی نگرانی ہی میں دینی تعلیم حاصل کی، یہی آپ کے والدِ محترم کی وصیت بھی تھی۔

والدِ محترم مولوی شیر محمدؒ کی وفات کے بعد آپ ان کی قبر پر زیارت کیلئے حاضر ہوتے تو قبر میں سے قرآن حکیم کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی خصوصاً "سُورَةُ المُلك" کی تلاوت کی آواز آتی۔ حدیث شریف میں سورۂ ملک کے بارے

میں آیا ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کیلئے شفاعت کا باعث بنتی ہے۔

یہ ان کی عجیب وغریب کرامت تھی جسے والد ماجد محدثِ اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب ''آثمارُ التکمیل'' (یہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ بیضاوی شریف کی شرح ''اَزھارُ التسھیل'' کا دو جلدوں پر مشتمل مقدمہ ہے، اصل کتاب تقریباً پچاس جلدوں پر مشتمل ہے) میں بھی تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے جدامجد '' احمد روحانی رحمہ اللہ تعالیٰ '' بھی بہت بڑے عالم اور صاحبِ فضل وکمال انسان تھے۔ افغانستان میں غزنی کے مضافات میں پہاڑوں کے اندر اُن کا مزار اب بھی مرجع عوام وخواص ہے۔

حضرت شیخ محدثِ اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ نے ابتدائی کتبِ فقہ اور فارسی کی تمام کتابیں مثلاً پنج گنج، گلستان، بوستان وغیرہ گاؤں کے علماء سے پڑھیں، اس دوران گھر کے کاموں میں والدہ محترمہ کا ہاتھ بھی بٹاتے۔ گاؤں میں بارش کے علاوہ پانی کے حصول کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا، آپ بعض اوقات پانی لانے کیلئے تین تین میل کا سفر کرتے۔

گاؤں میں کتابیں پڑھنے کے بعد آپ بعض علماء کے حکم پر تحصیلِ علم کیلئے تقریباً گیارہ سال کی کم عمری میں عیسیٰ خیل چلے گئے۔ تحصیلِ علم کیلئے یہ آپ کا پہلا سفر تھا۔ یہاں پر چند ماہ میں ہی آپ نے علم الصرف کی کئی کتابیں زبانی یاد کرلیں۔

بعدۂ ابا خیل ضلع بنوں تشریف لے گئے اور دو سال میں علم الصرف کی تمام کتب فصول اکبری تک اور نحو کی کتابیں کافیہ تک اور منطق کی ابتدائی کتب مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ اور خلیفہ جان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ نگرانی ازبر کیں۔

اس کے بعد مفتی محمودؒ کے ہمراہ عبد الخیل آ گئے اور یہاں پر دو سال میں ان سے شرح جامی، مختصر المعانی، سلم العلوم تک منطق کی کتابیں، مقامات حریری، اصول الشاشی، میبذی شرح ہدایۃ الحکمۃ، شرح وقایہ اور تجوید و قراءت کی بعض کتب پڑھیں۔

مزید علمی پیاس بجھانے کیلئے آپ اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے تقریباً دو سال قیام کیا جس دوران آپ نے منطق کی تمام کتابیں ماسوائے قاضی مبارک اور فلسفہ کی تمام کتب، علم میراث، اصولِ فقہ اور ادب عربی کی کتب پڑھیں۔

سالانہ چھٹیوں کے دوران مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ تفسیر میں شرکت کیلئے راولپنڈی آ گئے۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخلے کیلئے تشریف لے گئے۔ قاسم العلوم میں داخلے کا امتحان صدرا، حمد اللہ اور خیالی جیسی مشکل کتابوں میں زبانی دیا۔ ممتحن نے حیران ہو کر قاسم العلوم کے صدر مدرّس مولانا عبد الخالق رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتلایا کہ ایک پٹھان لڑکا آیا ہے جسے سب کتابیں زبانی یاد ہیں۔ یہاں آپ تقریباً تین سال تک حصولِ علم میں مشغول رہے اور فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ، اصول اور علم تجوید و قراءتِ سبعہ کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت شیخؒ کو اللہ جل شانہ نے بے انتہاء قوتِ حافظہ اور سریع الفہم ذہن عطا کیا تھا۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی آپ اپنے تمام ہم جماعتوں پر فائق رہے۔ آپ کے اساتذہ آپ کی شدتِ ذکاوت، قوتِ حافظہ اور وسعتِ مطالعہ پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے۔ آپ مشکل سے مشکل عبارت اور فنی پیچیدگی کو،

جس کے حل سے اساتذہ بھی عاجز آجاتے، ایسے انداز میں حل فرماتے اور فی البدیہہ ایسی تقریر فرماتے کہ یوں محسوس ہوتا جیسے اس مقام پر کوئی اشکال تھا ہی نہیں۔

تدریس سے وابستہ ہونے کے بعد تمام کتبِ فنونِ عقلیہ و نقلیہ کے دروس میں آپ طلباء وعلماء کے سامنے اس فن کے ایسے مخفی نکات اور علومِ مستورہ بیان فرماتے کہ سننے والے یہ گمان کرنے لگتے کہ شاید آپ کی ساری عمر اسی ایک فن کے حصول و تدریس اور استحکام میں گزری ہے۔ تمام فنون میں آپ کے اسباق کی یہی کیفیت ہوتی اور آپ اس فن کی انتہائی گہرائی میں جاکر لطائف وبدائع کو ظاہر فرماتے۔

حضرت محدثِ اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جن علوم وفنون میں مکمل دسترس و مہارت حاصل تھی اس کا ذکر وہ خود بطور تحدیثِ نعمت اپنی بعض تصانیف میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”ومما منّ اللہ تعالی علیّ التبحّر فی العُلومِ کلّھا النقلیۃ والعقلیّۃ من علم الحدیث وعلم التفسیر وعلم الفقہ وعلم أصُول التفسیر وعلم أصول الحدیث وعلم أصول الفقہ وعلم العَقائد وعلم التاریخ وعلم الفِرَق المختلفۃ وعلم اللُّغۃ العربیۃ وعلم الأدب العربی المشتمِل علی اثنی عشرَ فنّاً وعِلماً کما صرّح بہ الأدباء وعلم الصرف وعلم الاشتقاق وعلم النحو وعلم المعانی وعلم البیان وعلم البدیع وعلم قرض الشعر وعلم المنطق وعلم الفلسفۃ الأرسطویۃ الیونانیۃ والإلٰھیّات من الفلسفۃ الیونانیۃ وعلم الطبیعیات من الفلسفۃ الیونانیۃ وعلم

السماء والعالم وعلم الرّياضيات من الفلسفة اليونانية وعلم تهذيب الأخلاق وعلم السياسة المدَنِية من الفلسفة وعلم الهندسة أى علم أقليدس اليونانی وعلم الأبعاد وعلم الأُكُر وعلم اللّغة الفارسيّة و الأدب الفارسی وعلم العروض وعلم القوافی وعلم الهيئة أی علم الفلك البطليموسی اليونانی وعلم التجويد للقرآن وعلم ترتيل القرآن وعلم القراءات".

آپ دوران درس خارجی قصے سنانا پسند نہیں فرماتے تھے مگر اس کے باوجود مشکل سے مشکل کتاب کا درس بھی جب شروع فرماتے تو مغلق سے مغلق عبارات ومقامات حل ہوتے چلے جاتے اور سننے والوں پر ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ جی چاہتا کہ درس جاری رہے کبھی ختم نہ ہو۔یوں معلوم ہوتا جیسے حضرت شیخؒ کے علم نے طلباء پر سحر کر کے انہیں مدہوش کر دیا ہے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں۔ درس جس قدر بھی طویل ہوتا چلا جاتا طلباء پہلے سے زیادہ ہشاش بشاش وتازہ دم نظر آتے اور ایسا لگتا جیسے آپ نے ان میں ایک علمی قوت بھر دی ہو۔

سب سے زیادہ شہرت آپ کے درسِ ترمذی اور درسِ تفسیر بیضاوی کو حاصل ہوئی۔ دُور دراز سے طلباء وعلماء آپ کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کیلئے کھچے چلے آتے۔آپ کا درسِ حدیث بعض اوقات پانچ چھ گھنٹوں تک مسلسل جاری رہتا۔شدید سے شدید بیماری میں بھی، جبکہ حضرت شیخؒ کیلئے بیٹھنا بھی مشکل ہوتا، یہی صورتِ حال رہتی اور بیماری کے باوجود کئی کئی گھنٹوں کی تقریر کے بعد بھی آپ پر تھکن کے آثار دکھائی نہ دیتے۔طلبہ سے

فرماتے ’’بھئی یہ سب علم حدیث کی برکات ہیں‘‘۔

خاص طور پر آپ کا درسِ ترمذی پورے پاکستان بلکہ پوری دنیا میں اپنی مثال آپ تھا جس میں آپ جامع ترمذی کی ابتداء سے لیکر انتہاء تک ہر ہر حدیث کا ترجمہ کرتے، مشکل الفاظ کی صرفی ونحوی تحقیق کرتے، مآخذ بتلاتے، محاوراتِ عرب کی تفاصیل سے مطلع فرماتے اور تمام مسائل پر انتہائی مفصل وسیر حاصل بحث بھی فرماتے۔ مسائل میں عام طریقۂ کار کے مطابق دو یا چار مشہور مذاہب بیان نہ فرماتے بلکہ اکثر مسائل میں آپ سات سات یا آٹھ آٹھ مذاہب بیان فرماتے، ہر فریق کی تمام ادلّہ ذکر کرتے اور پھر ہر دلیل کے کئی کئی جوابات احناف کی طرف سے دیتے۔ بعض اوقات فریقِ مخالف کی ایک ہی دلیل کے جوابات کی تعداد پندرہ بیس سے بھی بڑھ جاتی۔

آپ کے درس کی سب سے خاص بات ’’قَالَ‘‘ کیساتھ ’’أَقُوْلُ‘‘ کا ذکر تھا یعنی ’’میں اس مسئلے میں یوں کہتا ہوں‘‘۔ حضرت شیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے استخراجِ جوابِ جدید کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ اکثر مسائل ومباحث میں اپنی جانب سے دلائلِ جدیدہ وتوجیہاتِ جدیدہ ذکر فرماتے اور وہی جوابات وتوجیہات سب سے زیادہ تسلی بخش ہوتیں۔ بعض اوقات ایک ہی مسئلے میں صرف آپ کی اپنی توجیہات وجوابات کی تعداد اس مسئلے میں اسلاف سے مروی مجموعی توجیہات سے بڑھ جاتی اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے۔

’’مولانا یہ میری اپنی توجیہات واَدِلّہ ہیں اس مسئلہ میں،
روئے زمین کی کسی کتاب میں آپ کو نہیں ملیں گی۔ بڑی

دعاؤں و آہ و زاری اور بہت راتیں جاگنے کے بعد اللہ تعالیٰ
نے میرے ذہن میں ان کا القاء و اِلہام کیا ہے "۔

اس جلالتِ علمی کے باوجود عاجزی کا یہ عالم تھا کہ اپنے جوابات و توجیہات کی نسبت اپنی طرف کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی جانب فرماتے تھے کہ بندہ کچھ بھی نہیں، وہی ذات سب کچھ ہے۔ یہ عاجزی و انکساری ان کی سینکڑوں تصنیف شدہ کتابوں میں بھی نظر آتی ہے۔ مصنف حضرات عام طور پر اپنی تصنیفات پر اپنے نام کے ساتھ مختلف القاب بھی لگاتے ہیں مگر حضرت شیخؒ نے اپنی ہر تصنیف پر عاجزی و انکساری کی راہ اپناتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ عبدِ فقیر یا عبدِ ضعیف ـــــ (کمزور بندہ) لکھا جو اُن کی انکساری کی واضح مثال ہے۔ عجز و انکساری کا ساتھ حالتِ نزع میں بھی نہ چھوڑا اور ایسی حالت میں بھی زبان ادب کا دامن پکڑے انکساری و عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اس ذات وحدہ لاشریک لہ کو اس انداز میں پکارتی رہی۔

"إِلٰهِي أَنَا عَبْدُكَ الضَّعِيفُ".

یعنی "یا اللہ ! میں تیرا کمزور بندہ ہوں"۔

حضرت محدث اعظمؒ کے اوقات میں اللہ جلّ جلالہٗ نے بہت زیادہ برکت رکھی تھی۔ آپ قلیل سے وقت میں کئی گنا زیادہ کام کر لیتے جس کا اندازہ آپ حضرت شیخؒ کے درسِ ترمذی سے لگا سکتے ہیں کہ ترمذی کی ہر حدیث کا ترجمہ بھی ہو، تمام مشکل الفاظ کی صرفی و نحوی تحقیقات و مآخذ کی توضیح بھی ہو، پھر تمام

مسائل پر اتنی مفصل بحث ہو جیسا کہ ابھی بیان ہوا اور ان سب پر مستزاد یہ کہ آپ سب طلباء سے کاپیاں بھی لکھواتے، چنانچہ مسلسل تقریر کرنے کی بجائے ٹھہر ٹھہر کر املاء کے انداز میں طلباء کو مسائل لکھواتے جس دوران آپ ہر جملے کو کم از کم دو یا تین مرتبہ ضرور دہراتے مگر ان سب باتوں کے باوجود وقت میں اتنی برکت ہوتی کہ جامع ترمذی سالانہ امتحانات سے قبل ہی اطمینان و تسلی سے ختم ہو جاتی اور اس کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کے پاس آپ کی مکمل درسی تقریر بھی مستقبل کیلئے محفوظ ہو جاتی۔

آپ کی زندگی میں ہی آپ کے علمی تفوّق کا اقرار بڑے بڑے علماء کرتے تھے۔ امام کعبہ شیخ معظم محمد بن عبد اللہ السبیل مدّظلہ ایک مرتبہ علماء کرام کی مجلس میں فرمانے لگے۔

> "میں اس وقت دنیا کے مرکز (مکہ مکرمہ) میں بیٹھا ہوں۔ دنیا بھر کے علماء میرے پاس تشریف لاتے ہیں مگر میں نے آج تک شیخ روحانی بازی جیسا محقق و مدقّق عالم نہیں دیکھا"۔

تصنیف و تالیف کیساتھ ساتھ وعظ و تبلیغ و ارشاد کے میدان میں بھی اللہ جلّ شانہ نے آپ سے بہت کام لیا۔ اس سلسلے میں آپ خود اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں۔

"واللہ تعالی بفضلہ ومنّہ وفّقني للعمل بجميع أنواع الدعوة والإرشاد والحمد للہ والمنّة.

فقد أسلم بإرشادى وجهدى المسلسل فى ذلك أكثر من ألفى نفر من الكفار وبايعوا على يدى وآمنوا بأنّ الإسلام حق وشهدوا أنّ الله تعالى واحد لاشريك له ودخلوا فى دين الله فرادٰى وفوجًا.

حتى رأيت فى بعض الأحيان أسرة كافرة مشتملة على عشرة أشخاص فصاعدًا أسلموا وبايعوا للإسلام على يدى بإرشادى فى وقت واحد وساعة واحدة والحمد لله ثم الحمد لله.

وفى الحديث لأن يهدى الله بك رجلًا واحدًا خير لك مما تطلع عليه الشمس وتغرب.

خصوصًا أسلم بإرشادى وتبليغى نحو خمسين نفرًا من الفرقة الكافرة الملحدة القاديانية أصحاب المتنبى الكذاب الدجال مرزا غلام أحمد.

وأسلم غير واحد من الفرقة الكافرة طائفة الذكريين بإرشادى ونصحى وبما بذلت مجهودى و قاسيت المشقة الكبيرة فى الإرشاد والتبليغ.

والفرقة الذكرية فرقة فى بلادنا لا يؤمنون بكون القرآن كتاب الله تعالى ولا يحجّون إلى كعبة الله المباركة بل بنوا بيتًا فى ديار مكران من ديار باكستان يحجّون إليه ولهم عقائد زائغة.

وأمّا إرشادى المسلمين العُصاة التاركين لأداء الزكاة والصلوات والصوم وغيرها فله نتائج طيبة وأحسن. ولله الحمدُ والفضل ومنه التوفيق. فقد تاب آلاف من المجرمين المجاهرين

بالفسق من الرجال والنساء وأصبحوا من مقيمي الصلوات وتوجّهوا إلى أداء الزكاة والصوم والأعمال الصالحة.

وتبدلت حياتهم وانقلبت أحوالهم. ولا أحصي عدد هؤلاء التائبين لكثرتهم".

دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے آپ نے منکرین حدیث، اہل بدعت، روافض، قادیانیوں اور یہود و نصاریٰ سے کئی عظیم الشان مناظرے بھی کیے اور عالم اسلام کا سر فخر سے بلند کیا۔

ابتدائی حالات کا مشاہدہ کیجئے تو بظاہرِ اسباب کوئی شخص نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نونہال کا سایہ ایک عالم پر محیط ہو گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مشیتِ الٰہی، حفظِ دین اور پاسبانیٔ ملت کا انتظام، ظاہری اسباب سے بالاتر کرتی ہے اور لطفِ الٰہی خود ایسے افراد کا انتخاب کرتا ہے جن سے دینِ حنیف کی خدمت کا کام لیا جائے۔

وفات

بروز سوموار ۲۷ جمادیٰ الثانیہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء عصر کی جماعت میں حضرت محدثِ اعظم کو دل کا شدید دورہ پڑا اور علم و عمل کے اس جبلِ عظیم کو اللہ تعالیٰ نے اس پُرفتن دنیا سے نجات دیتے ہوئے دارِ قرار کی طرف بلا لیا اور اس دنیاوی آزمائش میں آپ کی کامیابی اور اپنی رضا کا اعلان آپ کی قبر سے پھوٹنے والی جنت کی خوشبو کے ذریعہ دنیا میں ہی کر دیا۔

تو خدا ہی کے ہوئے پھر تو چمن تیرا ہے
یہ چمن چیز ہے کیا سارا وطن تیرا ہے

حضرت شیخؒ نے تریسٹھ ۶۳ برس عمر پائی۔ آپ ایک عالم باعمل، عارف باللہ، باضمیر اور باکمال انسان تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "مؤمن وہ ہے جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے"۔ آپ کی نگاہِ پُرتاثیر سے دلوں کی کائنات بدل جایا کرتی تھی، آپ کی صحبت میں چند لمحے گزارنے سے اسلام کے عہد زرّیں کے بزرگوں کی صحبتوں کا گمان ہوتا تھا۔ حضرت شیخؒ میں قرونِ اولیٰ والی سادگی تھی۔ ان کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ آنکھوں میں تدبر کی گہرائیاں، آواز میں سنجیدگی و متانت کا آہنگ، دری پر گاؤ تکیے کا سہارا لئے حضرت شیخؒ کو معتقدین کے سامنے میں نے اکثر قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کھولتے دیکھا۔

یوں تو موت سنتِ بنی آدم ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں، یہاں جو بھی آیا جانے ہی کیلئے آیا۔ مگر کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی موت صرف فرد واحد کی موت ہی نہیں بلکہ پوری ملت کی موت ہوتی ہے۔

"مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ"

خصوصاً اگر رخصت ہونے والے کا وجود دنیا کیلئے باعثِ رحمت ہو، ان کی ذات سے عالمِ اسلام کی خدمات وابستہ ہوں تو ان کی جدائی کا صدمہ ایک عالَم کی بے بسی، بے کسی و محرومی اور یتیمی کا موجِب بن جاتا ہے۔

فروغِ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

حضرت شیخؒ کی رحلت سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ محفل اجڑ گئی، ایک باب بند ہو گیا، ایک بزم ویران ہو گئی، ایک عہد ختم ہو گیا، ایک روایت نے دم توڑ دیا، زندگی کو حرکت و عمل دینے والا خود ہی اس دنیا میں جا بسا جہاں سے کوئی واپس نہیں آیا اور جو دار العمل نہیں دار الجزاء کی تمہید ہے۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا　　اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر　　ہائے وہ میرِ کارواں نہ رہا

ایسے وقت میں جبکہ اسلام ہر طرف سے طرح طرح کے فتنوں میں گھرا ہوا ہے اور ایسی حالت میں جبکہ اہل اسلام کو انکی رہبری کی مزید ضرورت تھی، وہ اپنے بے شمار چاہنے والوں کو روتا دھوتا چھوڑ کر اس ظالم دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روٹھ گئے۔

داغِ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ حجاج بن یوسف کے "دستِ جفا" سے شہید ہوئے تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "البدایہ والنہایہ" میں ان کے بارے میں حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے۔

"سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال اس وقت ہوا جب روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اُن کے علم کا محتاج نہ ہو"۔

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت شہید ہوئے جب روئے زمین کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اُن کے علم کا محتاج نہ ہو"۔

آج صدیوں بعد یہ فقرہ محدثِ اعظم شیخ المشائخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ پر حرف بحرف صادق آرہا ہے۔ وہ دنیا سے اس وقت رخصت ہوئے جب اہل اسلام ان کے علم وفقہ کے محتاج تھے، اہل دانش کو اُن کے فہم و تدبّر کی احتیاج تھی اور علماء ان کی قیادت وزعامت کے حاجتمند تھے۔ اُن کی تنہا ذات سے دین وخیر کے اتنے شعبے چل رہے تھے کہ ایک جماعت بھی اس خلا کو پُر کرنے سے قاصر رہے گی۔

آپ نے جس طور کُل عالَم کی فضاؤں کو علمی و روحانی روشنی سے منوّر کیا اس کی بدولت اہل حق کے قافلے ہمیشہ منزلوں کا سراغ پاتے رہیں گے۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

عبدِ ضعیف محمد زہیر روحانی بازی عفا اللہ عنہ وعافاہ
ابن شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ
ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ مطابق جون ۱۹۹۹ء

چھوٹے گناہوں اور نیکیوں کے اثرات

مسمّٰی بہ

اِستعظامُ الصّغائِر

مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت

حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازِی

طیّب اللّٰہ آثارہٗ واعلیٰ درجاتہٗ فی دار السّلام

إدارۂ تصنیف وأدب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم

أمّا بعد .

فعن انس رضی الله تعالی عنه قال : إنکم لتعملون أعمالاً هی أدقّ فی أعینکم من الشّعر إن کُنّا لنعُدُّها علی عهد النبی ﷺ مِنَ المُوبِقاتِ . رواه البخاری ص۹٦۱ .

یعنی ” حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ وعظ و نصیحت کرتے ہوئے لوگوں سے) فرمایا کہ آج تم کئی گناہوں کو کرتے ہوئے ان کو بال سے بھی معمولی سمجھتے ہو حالانکہ ہم ان گناہوں کو نبی ﷺ کے زمانے میں نہایت مہلک سمجھتے تھے “ ۔

و قال الله تعالی حکایةً : ما لِهذا الکتٰب لا یغادر صغیرةً و لا کبیرةً إلاّ أحصاها . یعنی ” اللہ تعالیٰ (قرآن کریم میں) احوالِ قیامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (کہ جب قیامت کے روز آدمی کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائیگا جس میں اس کے تمام اعمال

درج ہونگے تو وہ حیران و پریشان ہوکر کہے گا) حیرت ہے اس اعمالنامہ سے کہ اس سے میرا کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ رہا نہیں ، سب اس میں درج ہیں "۔

حضرات ! اس جہانِ رنگ و بو میں انسان کا سب سے بڑا مقصد خدا کا قرب و رضا حاصل کرنا ہے مگر قربِ خدا کا جو مدار ہے وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ خدا کا قرب ایمانِ کامل سے ملتا ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے، کسی کو نظر نہیں آتا۔

ایمانی قندیل کی حفاظت

ایمان وہ قندیل ہے جس کی روشنی میں انسان جادۂ مستقیم پر چل کر منزلِ مقصود تک جا پہنچتا ہے۔ ایمانی قندیل کی حفاظت اعمال سے ہوتی ہے اور گناہوں سے اس کے بجھنے کا زبردست خطرہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ چراغ کی روشنی کی بقاء کے لئے وقتاً فوقتاً تیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اس پر پانی ڈالنے سے وہ بجھ جاتا ہے ، اسی طرح ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نیک عمل اس قندیل ایمانی کی روشنی تیز کرنے میں مُمد ہے اور گناہ اس کی روشنی کم کرتا ہے۔ مگر ہمیں تفصیلی طور پر کسی نیکی اور بدی کی مقدارِ تاثیر کا علم نہیں۔ ایمان کی طرح ان کی تاثیر بھی آنکھوں سے اوجھل ہے۔

چھوٹے گناہوں کے تباہ کن اثرات

قرآن و احادیث سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں گناہ بڑا ہے

اور فلاں چھوٹا، فلاں نیکی بڑی ہے اور فلاں چھوٹی ہے مگر تفصیلی طور پر ان کی تاثیر کا علم نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک بڑے گناہ کا انجام اتنا خطرناک نہ ہو جتنا اس سے چھوٹے گناہ کا انجام خطرناک ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر گاہے چھوٹا گناہ بڑے گناہ کے مقابلہ میں زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔

دیکھئے۔ کبھی انسان ایک خرمن لکڑیوں کو آگ لگا دیتا ہے مگر اس سے شہر نہیں جلتا اور کبھی ایک دیا سلائی سے سارا شہر راکھ بن جاتا ہے۔ خالی میدان پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور تنکوں اور مکان کے شہتیروں میں تھوڑی سی آگ لگ جانے سے سارا مکان جل جاتا ہے۔ اسی طرح بعض مقامات اور بعض اوقات میں چھوٹے گناہ سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ خدا پناہ دے۔

دیکھئے۔ جمعہ کی رات، شبِ قدر، یومِ عرفہ، یومِ عیدین، رمضان شریف اور حرمین شریفین میں چھوٹے گناہ پر بھی سخت گرفت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حرمین شریفین میں اقامت کو افضل قرار نہیں دیتے کیونکہ وہاں اگرچہ عبادت کا بہت ثواب ملتا ہے مگر گناہ کی سزا بھی بڑی سخت ہے۔ البتہ جو حضرات حرمین شریفین کا پورا اکرام کرتے ہیں ان کیلئے وہاں اقامت بڑی سعادت ہے۔ بہرحال نیکی سے شعلۂ ایمان بھڑکتا ہے اور گناہ سے معاملہ الٹا ہوتا ہے۔

الغرض ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ نیک اعمال کے ذریعے ایمان کی حفاظت کرو تاکہ اس کا شجر بار آور ہو اور

گناہوں کی ظلمتوں سے اسے بچاؤ اور دوسری طرف ہمیں نہ ایمان کی حالت نظر آتی ہے اور نہ نیکی و بدی کی تاثیر کا پتہ چلتا ہے۔

پس ان دونوں باتوں کو ملانے اور ان پر غور کرنے سے منطقی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمان کسی نیک عمل کو حتی المقدور نہ چھوڑے اور نہ اسے حقیر سمجھے۔ کیا پتہ اسی میں رضائے خدا پوشیدہ ہو۔ مگر افسوس کہ آجکل کے مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے سچے طالب بہت کم ہیں۔

دنیا میں آج حیف کہ بازارِ اتقاء
گرمیٔ مسکرات کے باعث پڑا ہے سرد
خوفِ خدا ہے دل میں نہ آنکھوں میں شرمِ دہر
اہلِ وطن کے حال پہ روتے ہیں اہلِ درد

مغربی تعلیم و تہذیب اِلحاد و گمراہی کا ایک طوفان ہے جو ہر طرف پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی ترقی تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا اِلحاد بھی ساتھ
گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

بددُعا اور اس کے خطرناک نتائج

بعض اوقات میں چھوٹے عمل کا نتیجہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ اس بات کی تصدیق بیشمار احادیث و واقعات سے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح حتی الوسع ہر گناہ سے بچنا چاہئے۔ کسی چھوٹے گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے، ممکن ہے کہ اس میں غضبِ خداتعالیٰ مستور ہو اور اسی ہی سے ایمان کا نور ختم ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد اور اپنے جانور کو بددعا نہ دے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مستجاب و مقبول ساعت ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ تھوڑے سے غصے کی وجہ سے اولاد پر لعنت کرتے ہیں، اگرچہ نیت بددعا و لعنت کی نہیں ہوتی لیکن یہ بڑے خطرے کی بات ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ بعض دنوں اور راتوں میں ایسے اوقات بھی ہوتے ہیں کہ بطورِ مذاق نکلی ہوئی بددعا بھی قبول ہوجاتی ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک غزا کے سفر کے دوران سنا کہ ایک شخص نے اپنی اونٹنی کو ڈانٹتے ہوئے اس پر لعنت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے مالک سے فرمایا کہ فوراً اس اونٹنی سے اتر جاؤ اور اسے جنگل میں چھوڑ دو، یہ اونٹنی ملعونہ ہوگئی ہے کیونکہ یہ ساعتِ مستجابہ تھی اور ہمارے ساتھ ملعونہ اونٹنی کا ہونا درست نہیں۔ چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ مدتوں تک وہ اونٹنی بیابان میں کُھلی چرتی پھرتی تھی، کوئی اسے چھیڑ نہیں سکتا تھا۔

کمالِ ایمان کی علامت

دوستو ! کمالِ ایمان کی علامت یہ ہے کہ چھوٹے گناہ میں بھی بڑا خطرہ محسوس ہو رہا ہو۔ بروز قیامت تمام چھوٹے بڑے گناہوں کے سیاہ اعمالنامے ہمارے ہاتھ تھمائے جائیں گے اور گنہگار افسوس کرتے ہوئے کہے گا ما لهذا الكتٰب لا يغادر صغيرة و لا كبيرة . یعنی " کیا مصیبت ہے کہ اس اعمالنامے میں میرے جملہ چھوٹے بڑے گناہ جمع ہیں "۔

قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے فمن يعمل مثقال ذرة خيرًا يره و مَن يعمل مثقال ذرةٍ شرًّا يره . یعنی " ہر شخص قیامت کے روز ذرّہ کے برابر عمل کو بھی ، بُرا ہو یا اچھا ، اپنے اعمالنامے میں پائے گا "۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے۔ إنكم لتعملون أعمالاً هى أدقّ فى أعيُنكم مِن الشَّعر إن كنّا لنَعُدّها على عهد النبى صلى الله عليه وسلم مِنَ الـمُوبقاتِ .

یعنی " آج تم کئی گناہوں کو کرتے ہوئے ان کو بال سے بھی کم سمجھتے ہو حالانکہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں ان کو مہلک گناہوں میں سے سمجھتے تھے "۔

نیز مسند امام احمد بن حنبلؒ اور سنن دارمی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال : يا عائشة ! إياك و

مُحقَّراتِ الذنوب فإنّ لها من الله عزّوجلّ طالبًا . صَحّحه ابن حبان .

یعنی " رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا اے عائشہ ! چھوٹے گناہوں سے بھی بچا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق بھی سوال فرمائیں گے " ۔

و فی حدیث سهل بن سعد رضی الله تعالی عنه مرفوعا : إیاکم و محقَّراتِ الذنوبِ کقومٍ نَزلوا فی بطن وادٍ فجاءَ ذا بِعُودٍ و جاء ذا بعُودٍ حتی أنضَجوا خبزَتَهم و إنّ محقَّرات الذنوب متی یؤخَذُ بها صاحبُها تُهلِکه . أخرجه أحمد بسند حسن .

یعنی " حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوٹے گناہوں سے بھی بچو۔ چھوٹے گناہوں کی مثال اس قافلے جیسی ہے جو ایک مقام پر نازل ہوا ہو۔ ان میں سے ہر شخص ایک ایک لکڑی لاکر جمع کرتا ہے (اس طرح لکڑیوں کا ایک خرمن جمع ہوا اور) پھر انہوں نے ان لکڑیوں سے اپنا کھانا پکا لیا۔ اور چھوٹے گناہ گرفت کے وقت تباہ کن ثابت ہوتے ہیں " ۔

دیکھئے۔ چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے خرمن جمع ہوگیا۔ اسی طرح چھوٹے گناہ بھی کثرت سے جمع ہوکر تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے گناہ کی تاثیر کا پتہ موت کے بعد چلے گا۔ یہ دنیا گرد و غبار کی جگہ ہے۔ آخرت میں حقیقتیں واشگاف ہوں گی۔

ستعلمها اذا انكشفَ الغبارُ
أَفرسٌ تحتَ رِجلِكَ أَمْ حِمارُ

یعنی " غبار کے اختتام پر تجھے معلوم ہوگا کہ تو گھوڑے پر سوار ہے یا گدھے پر " ۔

حدیث شریف ہے قال رسول الله ﷺ : أَعظم الذنوب عند الله تعالی أَصغَرُها عندَ الناس و أَصغرُ الذنوبِ عندَ الله أَعظمُها عندَ الناس .

یعنی " اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے لوگ چھوٹا سمجھیں اور سب سے چھوٹا گناہ وہ ہے جسے لوگ بڑا سمجھیں " ۔

مطلب یہ ہے کہ دل میں گناہ کی ہیبت اور خوف ہو تو توبہ کا خیال جلدی آتا ہے اور توبہ کے بعد بڑا گناہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور اگر گناہ پر اصرار ہو اور اس کے ارتکاب سے دل میں خوفِ خدا کا احساس نہ ہو تو چھوٹا گناہ بھی بڑا بن کر خطرناک اور تباہ کن ہوتا ہے۔ میدانِ محشر کی ہیبت اور اس کے خطرات اگر دل میں موجزن ہوں تو یقیناً ایک دھیلے کا حساب انسان کو بیقرار اور بے چین کرسکتا ہے اور جب تک اسے ادا نہ کر پائے اسے قرار نہ آئے گا۔

فکرِ آخرت میں ایک بزرگ کی حالت

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ تنبیہ الغافلین میں رقمطراز ہیں کہ کہمس ابن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ایک گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے جس پر

چالیس سال سے رو رہا ہوں۔

پوچھنے پر انھوں نے بتایا کہ میرا بھائی ایک مرتبہ مجھ سے ملاقات کیلئے آیا۔ میں نے اس کے لئے مچھلی پکائی۔ کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھونے کے لئے بیٹھا تو بغیر اجازت کے ہمسایہ کی دیوار سے مٹی لے کر ہاتھوں پر مَل لی۔ اس پر رو رہا ہوں کہ اگر خدا نے پوچھا۔ اے کہمس! بلا اجازت غیر کی چیز کیوں استعمال کی تو میں کیا جواب دوں گا۔ ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں۔

فصلِ بہار آئی چمن میں گزر گئی
دیوانہ کرنے آئی تھی دیوانہ کر گئی
شاید کسی نے آج الٹ دی نقابِ رُخ
ہر سمت مَوجِ نُور فضا میں بکھر گئی
بھٹکی ہوئی ہے راہِ محبت میں زندگی
اِک اِک سے پوچھتا ہوں کہ منزل کدھر گئی

گناہ کے بعد چار امور گناہ سے بھی بدتر ہیں

عوام بن حوشب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے أربع بعد الذنب شرّ مِن الذنب : الاستِصغَارُ و الاغتِرارُ و الاستِبشارُ و الإصرارُ .

یعنی ”گناہ کرنے کے بعد چار امور گناہ سے بھی بدتر ہیں (۱) گناہ کو کم خیال کرنا (۲) عذاب نہ آنے پر دھوکے میں آنا (۳) گناہ

پر خوشی کا اظہار کرنا اور (۴) گناہ پر اصرار کرنا (یعنی وہ گناہ بار بار کرنا)"۔

یہ چاروں امور اس وقت مسلمانوں میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

کروں کیا گلہ گردشِ آسماں کا
چلن جب سے بگڑا خود اہلِ جہاں کا
تعلق چُھٹا جب سے ربِّ جہاں کا
رہا رنگ باقی نہ وہ گلستاں کا
نہ نغمہ سرا عندلیبِ چمن ہے
جدھر دیکھئے شورِ زاغ و زغن ہے
عجب دینِ اسلام پر ابتلاء ہے
سفینہ شکستہ ہے موجِ بلا ہے
جو ہمدرد ہے درد میں مبتلا ہے
غمِ دل سے ہونٹوں پہ دم آچلا ہے

امام محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت امام محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک مختصر سی نصیحت ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کو کی تھی۔ وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں۔

يا بُنَيَّ ! إذا أَنعمَ اللهُ عليكَ نعمةً فَقُل "الحمدُلله" و إذا أَحزَنَكَ أمرٌ فَقُل " لا حولَ ولا قُوَّةَ اِلاّ بالله العلى العظيم ".

يا بُنَيَّ ! إنَّ الله خبَأَ ثلاثةَ أَشياءَ في ثلاثة أَشياءَ :
خبَأَ رِضاه في طاعته . فلا تُحقِّرَنَّ مِن الطاعة شيئًا فلعلَّ
رضاه فيه . و خبَأَ سخطَه في معصيتِهِ . فلا تُحقِّرَن من
مَعصيته شيئًا فلعلّ سَخطه فيه . و خبَأَ أولياءَه في خَلقه .
فلا تُحقِّرَن أحدًا فلعلّه ذلك الوليّ .

یعنی " اے بیٹے ! نعمت کے وقت الحمدُللہ پڑھا کرو اور
غم کے وقت لا حول ولا قوة إلاّ بالله العلی العظیم پڑھا
کرو۔

اے بیٹے ! اللہ تعالیٰ نے تین اشیاء تین چیزوں میں پوشیدہ رکھی
ہیں۔

(۱) اس کی رضاء اطاعت میں پوشیدہ ہے لہٰذا تم کسی نیکی کو حقیر
مت سمجھو۔ ممکن ہے کہ اسی میں رضائے خدا تعالیٰ ہو۔

(۲) اور اس کا غصہ و غضب معاصی (گناہوں) میں پوشیدہ ہے
سو کسی معصیت کو چھوٹا مت سمجھو۔ ہو سکتا ہے اسی میں آتشِ غیض و
غضب مستور ہو۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مخلوق میں پوشیدہ رکھا ہے۔
پس کسی انسان کو حقیر و ذلیل مت سمجھو کیا پتہ ہے کہ وہی خدا کا ولی ہو "۔

امام محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کتنا قیمتی ہے ، اس کی تصدیق کئی
احادیث اور واقعات سے ہوتی ہے۔

بنی اسرائیل کی ایک بدکردار عورت کا واقعہ

ایک حدیث شریف ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکردار عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس عمل کی بدولت بخش دیا کہ اس نے ایک مرتبہ ایک کنویں سے پانی پیا پھر اس کی نظر قریب ہی ایک کتے پر پڑی جو شدید پیاسا تھا اور پیاس کی شدت سے تر (گیلی) مٹی کھا رہا تھا۔ تو وہ عورت کہنے لگی هذا أصابه ما أصابني . یعنی "اس کتے کو پیاس سے وہ تکلیف پہنچی ہے جو مجھے پہنچی تھی"۔

پھر اس عورت نے اپنے جوتے کو دوپٹے سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا۔ اللہ کی ایک مخلوق پر شفقت و رحم کا اسے یہ صلہ ملا کہ اللہ تعالی نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے اور اس کو جنت میں داخل فرمادیا۔

ایک عورت کا بلّی کو باندھنا

ایک حدیث شریف ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ میں ایک عورت کو صرف اس وجہ سے جلتے ہوئے دیکھا کہ اس نے ایک مرتبہ ایک بلی کو باندھ لیا تا آنکہ وہ بلی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرگئی۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

دخلت امرأة النارَ فی هرّة ربَطتها فلم تُطعِمها و لم تدعها تأکُلُ من خَشَاش الأَرضِ . رواه البخاری .

یعنی " ایک عورت بلی پر ظلم کی وجہ سے جہنم میں داخل کی گئی کیونکہ اس نے ایک بلی کو باندھ لیا تھا۔ نہ تو اس نے اپنی طرف سے اسے کچھ کھلایا اور نہ اُسے کُھلا چھوڑا تاکہ وہ خود زمین کی چیزیں کھالے۔ (یہاں تک کہ وہ مرگئی)"۔

امام اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

تسمیہ کی بحث میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ امام المتکلمین حضرت ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کو موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ حالت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا کہ کس عمل کی برکت سے؟ امام اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب غور سے سننے کے قابل ہے۔

قال : بقولی " إنّ الله عَلَمٌ لذات الله تعالی ".

یعنی " فرمایا کہ صرف اس وجہ سے (اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا) کہ میرا مذہب تھا کہ اسم "اللہ" ذاتِ خداتعالیٰ کیلئے عَلَم (نام) ہے"۔

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اَشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کرے

زبان کی حفاظت

دوستو! کسی گناہ کے ارتکاب پر اس وجہ سے جرأت نہیں کرنی چاہیئے کہ بظاہر وہ چھوٹا ہے اور نہ کسی نیکی کو چھوٹا ہونے کی وجہ سے

چھوڑنا چاہئے۔

زبان کو سدا قابو میں رکھنا چاہئے۔ انسان بات کرے تو اچھی بات ہو ورنہ خاموش رہے۔

عن ابی شریح الخزاعی رضی الله تعالی عنه قال : سمع أذنای و وعاه قلبی النبیّ ﷺ یقول : الضیافة ثلاثةُ أیامٍ جائزته (أی اعطوا جائزته) . قیل : ما جائزتُه ؟ قال : یوم و لیلة . و من کان یؤمن بالله و الیوم الآخر فلیکرم ضیفَه . و من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیقل خیرًا أو لیسکت .

(رواه البخاری ص۹۵۹)

یعنی ” حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جسے میں نے یاد کرلیا کہ مہمان کا حق میزبان پر تین روز تک ہے اور مہمان کو اس کا انعام دے دو۔ عرض کیا گیا (یا رسول اللہ!) مہمان کا انعام کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات اس کا انعام ہے (یعنی اس کی خصوصی دعوت اور عزت کی جائے)۔

اور جو اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اِکرام کرے اور جو اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے “۔

کیا پتہ کوئی گناہ کی بات زبان سے نکلے جس کی پاداش میں دوزخ

کی اتھاہ گہرائیوں تک جا پہنچے۔

بخاری شریف ص ۹۵۹ پر ایک حدیث ہے جو اس مجلس کے لئے بڑی مفید ہے۔ عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول : إنّ العبدَ لیتکلم بالکلمة ما یتَبین فیها یزلُّ بها فی النار أبعد مما بین المشرق .

یعنی "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کبھی ایک بات سے انسان دوزخ کی اتنی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے جتنا مشرق مغرب سے دور ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : إن العبد لیتکلم بالکلمة من رضوان الله لا یُلقِی لها بَالاً یَرفَعه الله بها درجات . و انَّ العبدَ لیتکلّمُ بالکلمةِ مِن سخطِ الله لا یُلقِی لها بالاً یَهوِی بها فی جهنَّمَ . رواه البخاری .

یعنی "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ کبھی بندہ اللہ تعالی کی رضا کی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی اس کے نزدیک کوئی خاص وقعت نہیں ہوتی لیکن اس بات کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور کبھی کوئی ایسی بات اللہ تعالی کی ناراضگی کی کہہ دیتا ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا لیکن وہ اس بات کی وجہ

سے دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے"۔

اندازہ کریں ان احادیث کا اور آج کل کے مسلمانوں کے کردار کا۔ کئی نوجوان اور بوڑھے نماز کا مذاق اڑاتے ہیں، داڑھی سے استہزاء کرتے ہیں، شعائر اللہ سے ٹھٹھا کرتے ہیں، ان کے شبستانِ عیش و عشرت کی رونق نہیں بڑھتی جب تک دین کا استہزاء و مذاق نہ کرلیں۔ کتنے خطرے کی بات ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ لیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اس عہد میں یہی ہے بس داخل نکوئی
مذہب پہ نکتہ چینی ملت کی عیب جوئی
شوقِ عمل نہیں ہے فکرِ اَجل نہیں ہے
ناصح بنے ہیں اکثر عابد نہیں ہے کوئی

وقت نہایت قیمتی ہے

ایک منٹ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ کیا پتہ کہ اسی میں موت آجائے۔ لہٰذا تمام اوقات اللہ تعالیٰ کی مرضی میں صرف کرنے چاہئیں۔

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم

سانس ہے اک رہرو ملک عدم
دفعۃً اک روز یہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور

حضرت سلیمان بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبقات کبریٰ ص ۳۸ میں لکھا ہے کہ سلیمان بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ جونہی نیند سے اٹھتے وضوء کرتے۔ پانی نہ ہوتا تو تیمّم کرتے۔ وكان يقول : أخاف أن أموتَ على غير وضوء . و كان يقول : اما يخشى العاصى أن يثور من تلك المعصيةِ دخانٌ يُسوِّد وَجْهه .

یعنی " وہ کہتے تھے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں بے وضوء نہ مر جاؤں۔ اور کہتے تھے کہ کیا گنہگار انسان کو یہ خطرہ نہیں کہ گناہوں کے دھوئیں سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا "۔

ابن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ عمر بھر ان کی تکبیرِ اُولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ ان کی عمر ستر سال تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو عجیب اشعار

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ شاعر نہ تھے مگر اہل تواریخ نے ان سے یہ دو عجیب وغریب شعر نقل کئے ہیں۔

إغتَنِم فی الفَراغِ فضلَ ركوع
فعسى أَن يكون موتُك بغتهٗ
كم صحيح رأيتُ مِن غيرِ سُقمٍ
ذَهَبت نفسه الصحيحةُ فلته

(۱) یعنی " اوقاتِ فراغت میں رکوع یعنی نماز کو غنیمت سمجھ، ممکن ہے کہ تیری موت اچانک آجائے۔
(۲) میں نے کئی تندرست دیکھے ہیں کہ ان کی جان ناگہانی آفت سے بدن سے نکل گئی "۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قیمتی قول

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رکعتان مُقتَصِدَتان خیرٌ من قِیام لیلةٍ و القلبُ ساهٍ. یعنی " دو رکعت باخشوع بہتر ہیں ساری رات کی اس نماز سے جس میں خشوع نہ ہو "۔

دو رکعت اگر قبول ہو جائیں تو زہے خوشی۔

قليل مِنكَ يَكفِينِی ولكن
قليلُك لا يقال له قليلُ

یعنی " آپ کی تھوڑی چیز بھی میرے لئے کافی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ کی تھوڑی چیز کو قلیل (تھوڑی) نہیں کہا جاسکتا (کیونکہ ثمرات کے لحاظ سے وہ بہت زیادہ ہوتی ہے) "۔

حضرات ! امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی طاعت کو حقیر اور کم مت سمجھو شاید اسی میں رضائے خدا تعالیٰ پوشیدہ ہو اور کسی گناہ کو چھوٹا مت سمجھو ہوسکتا ہے اسی میں آتشِ غضبِ خدا تعالیٰ مستور ہو، اور کسی مسکین وغیرہ کو حقیر و ذلیل مت خیال کرو کیا پتہ یہ بزرگ ہو۔

شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

یعنی " ہر جنگل کے بارے میں یہ خیال نہ کرنا کہ وہ درندوں سے خالی ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ کسی خفیہ مقام میں چیتا سویا ہوا ہو "۔

کسی جنگل میں سفر کے دوران اگر ایک مرتبہ مسافر کو درندوں سے نقصان نہ پہنچے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں ہمیشہ یہاں سے بچ نکلوں گا، ہوسکتا ہے کہ دوسری مرتبہ شیر یا چیتا اسے پھاڑ کر کھا جائے۔ باغ میں اگر باغبان نظر نہ آئے تو اسے خالی تصور کر کے پھل توڑنے کی کوشش درست نہیں ہے، ممکن ہے کہ کہیں باغبان چھپا ہوا ہو۔ کسی مکان والوں کو ایک مرتبہ سویا ہوا پا کر چور یہ نہ سمجھے کہ یہ ہمیشہ سوئے رہتے ہیں اور میں اس مکان سے ہمیشہ چوری کرتا رہوں گا۔

شہرِ دہلی کا منتظم

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے بزرگ و عالم تھے۔ ایک مرتبہ کسی طالب علم نے پوچھا کہ حضرت! اس سال شہر دِلّی کا انتظام درست نہیں، گڑبڑ ہوتی رہتی ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا اس لئے کہ اس کا منتظم ایسا ہے۔ جو قطب شہر کے انتظام کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مأمور ہو اگر وہ بہترین منتظم ہو تو شہر کا انتظام درست ہوگا ورنہ نہیں۔ طالب علم نے پوچھا کہ حضرت! وہ کہاں ملے گا؟ فرمایا وہ قطب جامع مسجد دہلی کے دروازہ پر قاشیں اور خربوزے بیچتا ہے۔ جاؤ جا کر اُس کی بے انتظامی دیکھ لو۔

طالب علم وہاں گیا۔ دیکھا کہ ایک ملنگ بیٹھا ہے اور ایک ایک قاش ایک ایک پیسہ پر بیچ رہا ہے۔ یہ تھا دوستو! قطب اور منتظمِ دِلّی۔

طالب علم نے ایک پیسہ دے کر ایک دانہ لیا پھر توڑا اور کہا او ہو ملنگ صاحب! یہ تو خراب ہے، اور دو۔ اس نے دوسرا دیا۔ طالبعلم نے پھر اسے توڑا اور پھینک کر کہا یہ بھی خراب ہے، اور دو۔ اسی طرح کئی دانے ایک پیسے کے بدلے اس ملنگ بیچارے کے خراب کئے۔ طالبعلم سمجھ گیا کہ واقعی یہ غیر منتظم ہے کیونکہ چاہئے تو یہ تھا کہ جب طالب علم نے دوسرا دانہ مانگا تو وہ منتظم اس طالب علم سے پیسہ بھی دوسرا لیتا۔

پھر دوسرے سال طالبعلم نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اس سال تو شہر کا انتظام اچھا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ اس سال منتظم اچھا ہے۔ جاؤ دیکھو جامع مسجد دہلی کے دروازہ پر وہ منتظم اسی جگہ شربت کا ایک ایک گلاس ایک ایک پیسے سے دے رہا ہوگا۔

طالب علم فوراً گیا۔ اس نے ایک پیسہ دے کر ایک گلاس شربت کا لیا اور چکھ کر واپس کردیا اور کہا کہ او ہو ملنگ صاحب! یہ اچھا نہیں ہے، ایک اور شربت کا گلاس دو۔ اچھا، میٹھا اور ٹھنڈا ہونا چاہئے۔

ملنگ نے جواب دیا۔ جاؤ جاؤ اگر دوسرا گلاس شربت کا لینا چاہتے ہو تو ایک پیسہ بھی اور دینا ہوگا۔ میں گزشتہ سال والا ملنگ تھوڑا ہوں۔

دوستو! خدا کے نیک بندے اس طرح مستور و پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کس کا خیال ہوسکتا تھا کہ یہ ملنگ خدا تعالیٰ کا ولی اور بزرگ ہے اور تمام شہر دلی کا منتظم ہے۔

نہ تاج و تخت میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

عمدہ لباس معزز ہونے کی علامت نہیں

کسی کو اچھے لباس میں دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا درست نہیں کہ یہ بڑا آدمی ہے اور کسی کو خراب لباس کی وجہ سے حقیر و ذلیل سمجھنا بھی بیوقوفی ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ ایک بہت بڑا دولتمند آدمی نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مجلس پر گزرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا

خیال ہے؟

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا هو حريٌّ إن خَطبَ أَن ينكحَ و إن شَفعَ أَن يُشَفَّعَ و إن قال أن يُستمعَ .

یعنی " یہ آدمی (نہایت معزز ہے اور) اس بات کے لائق ہے کہ اگر کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے اور اگر بات کرے تو اس کی بات سنی جائے "۔

پھر اس مجلس پر ایک فقیر و مسکین اور بزرگ آدمی کا گزر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس شخص کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ هو حريٌّ إن خَطبَ أَن لا يُنكحَ و إن شَفعَ أَن لا يُشَفَّعَ و إن قال أن لا يستمعَ .

یعنی " یہ آدمی لائق ہے اس بات کے کہ نہ اس کا پیغامِ نکاح قبول کیا جائے ، نہ اس کی سفارش قبول کی جائے اور نہ ہی اس کی بات سنی جائے "۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هذا خيرٌ مِن مِلءِ الأَرضِ مثل هذا . یعنی " یہ آدمی پہلے آدمی جیسے لاکھوں انسانوں سے بہتر ہے "۔

چار خطرناک امور

تنبیہ الغافلین ص ۸۵ پر فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

قال بعضُ الحکماءِ : اربعٌ مَنْ کُنَّ فیه فهومحروم : المتطاول علی مَن تحته ، و العاقّ لوالدَیه ، و مَن یُحقِّرُ الغریبَ ، و یُعَیّر المساکینَ لِمَسکنتِه .

یعنی ''بعض دانا لوگوں کا قول ہے کہ چار قسم کے آدمی بڑے محروم ہیں (۱) اپنے ماتحت لوگوں پر تکبر کرنے والا (اور انہیں ذلیل و حقیر سمجھنے والا) (۲) والدین کا نافرمان (۳) مسافر کی تذلیل کرنے والا (۴) مسکینوں کو ان کی مسکینی اور غریبی پر عار دلانے والا اور طعنہ دینے والا''۔

آج کونسا گناہ ہے جو مسلمانوں میں موجود نہیں ہے۔ اگر زمین پر چند بزرگ اللہ اللہ کرنے والے نہ ہوتے تو چمنِ اسلام کا یہ تھوڑا سا حسن بھی باقی نہ ہوتا۔

بوئے گل لے گئی بیرونِ چمن رازِ چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن
عہد گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن
اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پروازِ چمن
ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم اب تک
اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم اب تک

حضرات ! کئی مسلمان بظاہر مسکین ، کمزور اور غریب نظر آتے ہیں مگر وہ خدا تعالی کے مقرب ہوتے ہیں۔ ان کی تذلیل و تحقیر سے بچنا چاہئے۔ ان کی ایک آہ بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج و تخت الٹ سکتی ہے۔

کہتا ہے کوئی نالۂ بلبل ہے بے اثر
پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہوئے

طاقت و شرافت کا تعلق ظاہر سے نہیں ، ایمان سے ہے اور ایمان کا مرکز دل ہے۔ دلوں کو حریمِ کبریا سے آشنا کرو گے تو یہ مقام ملے گا۔ اقبال نے ایسے موقعہ کے لئے کہا تھا۔

دلوں کو مرکز مہر و وفا کر
حریم کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تونے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

وصولئ قرض میں نرمی بخشش کا سبب بن گئی

کسی گناہ کو صغیرہ سمجھ کر اس کے ارتکاب کی جرأت کرنا نادانی ہے اور کسی نیکی کو چھوٹا خیال کر کے اس کی پرواہ نہ کرنا بھی حماقت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسی صغیرہ گناہ میں غضبِ خدا تعالیٰ مستور ہو اور اسی چھوٹی سی نیکی میں رضائے خدا تعالی پوشیدہ ہو۔

عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال : قال رسول الله ﷺ : تَلَقَّتِ الملائكةُ روحَ رَجُلٍ مِمَّن كان قبلكم

فقالوا : أَعَمِلتَ من الخير شيئًا ؟ قال : لا . قالوا : تَذَكَّر . قال : كنتُ أُداينُ الناسَ فآمر فتياني أَن يُنظِروا المعسر و يَتجوَّزوا عن المُوسِرِ . قال : قال الله عزّوجل : تجوّزوا عنه . رواه مسلم .

یعنی " حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے اگلی امتوں میں سے ایک شخص سے اس کے مرنے کے بعد پوچھا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔

فرشتوں نے کہا یاد کر شاید کوئی نیک کام کیا ہو۔ (اس کو اپنا ایک نیک عمل یاد آگیا اور) کہا کہ میں (دولتمند تھا) لوگوں کو قرضے دیتا تھا۔ پھر (میعاد کے اختتام پر) اپنے ملازموں کو (وصولی کے وقت) تاکید کرتا تھا کہ تنگدست کو مہلت دیا کرو اور آسودہ حال سے نرم برتاؤ کیا کرو۔ (پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدا آئی (اے فرشتو!) تم بھی میرے بندے سے درگزر کرلو"۔

ایک روایت ہے فقال عزّوجَلّ : أنا أحقّ بذا منك . یعنی " میں اس احسان کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں "۔

اندازہ کریں۔ مقروض کو مہلت دینے سے اللہ تعالیٰ اتنے خوش ہوئے کہ اس شخص کو بخش دیا حالانکہ اس عمل کے علاوہ اس کا کوئی نیک عمل نہیں تھا۔

راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا

راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ایک چھوٹا سا عمل ہے مگر اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

مسلم شریف ج ۲ ص ۱۴۲ پر ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه : أن رسول الله ﷺ قال : بينما رجل يمشي بطريق وجد غُصنَ شوكٍ على الطريق فأخَّرَه فشكرَ الله له فغفر له .

یعنی " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے راستے میں کانٹے دار شاخ دیکھ کر ہٹادی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو قبول فرما کر اسے بخش دیا "۔

دیکھئے۔ دریائے رحمتِ خدا تعالیٰ صرف ایک کانٹا ہٹانے سے حرکت میں آگیا۔ آج تو لوگ راستے میں کانٹے دیکھ کر گزر جاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ کانٹوں کا راستہ سے ہٹانا کارِ ثواب ہے مگر بہت کم لوگ اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ اس چھوٹے سے کام کا کیا ثواب ملے گا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ کسی نیکی کو حقیر و بے وقعت نہ سمجھو، اگر خدا چاہے تو ایک چھوٹی سی نیکی کئی گناہوں کا کفارہ بن سکتی ہے۔

کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے لا تعجِزَنَّ إن أسأتَ عشرًا أن تُحسِنَ واحدةً . یعنی " مسلسل دس گناہوں کے ارتکاب کے بعد اگر ایک نیکی کا موقعہ ملے تو گناہوں کے انبار کے مقابلہ میں اس نیکی کو حقیر و چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑو " ۔ کبھی ایک نیک عمل سے بھی اللہ تعالیٰ بخش دیتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے مَن جَلَسَ تُجاه القبلةِ فانحرفَ عنها إجلالاً لها لم يَقُم من مجلسه إلاّ و غُفِر له .

یعنی " جو شخص خانہ کعبہ کی جانب غلطی سے منہ کر کے پیشاب یا پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھ گیا، پھر بیٹھے بیٹھے خانۂ خدا کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری طرف پِھر گیا تو اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتے ہیں " ۔

دیکھئے۔ ایک نشست میں کیا کچھ نہیں ملا۔ اگر وہ اسی طرح بیٹھا رہتا اور اس نیکی کو حقیر سمجھ کر خانہ کعبہ کی طرف سے رُخ نہ موڑتا تو یہ نعمت اسے کہاں مل سکتی تھی۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ من تَفَلَ تُجاهَ القبلةِ جاء يوم القيامة و تَفلُه بين عينيه . یعنی " جو شخص خانہ کعبہ کی طرف (عمداً اس کی تذلیل کی نیت سے) تھوکے تو قیامت کے روز میدانِ محشر میں وہی گندگی اس کے چہرے پر پلید نشان کی طرح ہوگی " ۔

بزرگوں کی اپنے اعمال پر کڑی نظر ہوتی ہے

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے منہاج العابدین ص ۳۰ پر لکھا ہے۔ و ذکِرَ أن حسان ابن ابی سنان رحمه الله تعالی مَرَّ علی غرفةٍ بُنِيَتْ فقال : منذ کم بُنِيت هذه ؟ ثم اَقبلَ علی نفسِه وقال : یا نفسی الغرورة ! تسألین عما لا يَعنِيكِ . و عاقَبها بصَومٍ سنة .

یعنی ”حسان ابن ابی سنان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ ایک بالاخانے پر گزرے تو پوچھا کہ یہ کب بنایا گیا ہے؟ پھر پشیمان ہوکر اپنے نفس سے کہا۔ اے دھوکے باز نفس ! تو بے فائدہ چیز کے متعلق سوال کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے نفس کو پورا ایک سال روزے رکھنے کی سزا دی“۔

بزرگوں کی اپنے اعمال پر کتنی سخت نظر ہوتی ہے۔

مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے بیت الخلاء سے نکلتے وقت غلطی سے بایاں قدم باہر رکھ دیا تو فوراً بیہوش ہوگئے کہ حدیث کی مخالفت سرزد ہوگئی۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تو یہ ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں قدم پہلے اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالو۔ اور میں نے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھ دیا۔

مسجد کا حکم اس کے برعکس ہے یعنی مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہئے اور نکلتے وقت بایاں قدم پہلے نکالنا چاہئے۔

آخر کوئی وجہ تو تھی اور کوئی لگاؤ و محبت تو خدا و رسول سے تھی کہ تھوڑی سی غلطی کی وجہ سے بیہوش ہو گئے ، ورنہ میں اور آپ ہمیشہ ایسی غلطیاں کرتے رہتے ہیں اور ندامت بھی نہیں ہوتی۔ اگر ندامت ہو بھی تو بیہوشی یا خوفِ خدا تعالی سے گر پڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوستو! ایسے بزرگوں کے دل محبتِ خدا تعالی سے معمور و مخمور ہوتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور پر ان کے پاس تخت و تاج اور فوجیں نہیں ہوتیں۔

نہ تاج و تخت میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

ان بزرگوں کی زبان میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا ایک دلچسپ واقعہ

جنگ آزادی میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی پیش پیش تھے۔ انگریزوں نے ان کی گرفتاری کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ ایک مُخبر نے بتایا کہ مولانا صاحب جو باغیوں کے سپہ سالار ہیں فلاں مسجد میں بیٹھے ہیں۔ چنانچہ انگریزی فوج نے مسجد کا محاصرہ کرلیا۔

مولانا نے جب پولیس اور فوج کو دیکھا تو مصلّے سے اٹھ کر باہر دروازہ پر آ گئے۔ انگریزوں نے ان سے پوچھا کہ ابھی مسجد میں مولانا محمد قاسم صاحب تھے ، وہ کدھر گئے ہیں؟ انگریز اُن کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ یہ ملنگ تمام ہندوستانی

باغیوں کی کمان کر رہا ہے۔ انگریزوں کا خیال تھا کہ مولانا بڑے آدمی ہیں تو ظاہری لباس بھی ایسا ہی ہوگا۔

چنانچہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ محمد قاسم ابھی تو اس مسجد میں تھے، دیکھ لو، کہیں ہونگے۔ پولیس اور فوج اندر گئی اور مولانا دروازے سے باہر نکل کر روپوش ہو گئے۔ بعد میں تو فوج کو بھی پتہ چل گیا کہ وہی مولانا محمد قاسم تھے مگر اب کیا کر سکتے تھے۔

حضرت نانوتویؒ کا ایک اور عجیب واقعہ

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ شاید لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے محرم کا پہلا عشرہ تھا۔ شیعوں کو مولانا کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے مولانا صاحب کو اپنے جلسوں میں شرکت کی دعوت دی۔ اس وقت ہر فرقہ ایک دوسرے کی تعظیم کرتا تھا۔ اس وقت صورتحال ایسی نہ تھی جیسی آج ہے۔

مولانا پریشان ہوئے کہ شیعوں کی مجلس میں جانا مصلحت کے خلاف ہے۔ اس سے سُنّیوں میں اضطراب و بے چینی کا امکان تھا۔ اس لئے انہوں نے نہایت دانشمندی سے یہ جواب دیا کہ میں تمہاری مجلس میں آنے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک شرط ہے کہ میری بات بھی تم کچھ سنو گے۔

شیعوں نے جب یہ بات سنی تو پریشان ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو مولانا محمد قاسم صاحب کوئی عام مولوی نہیں ہیں۔ یہ تو

صاحبِ دل بھی ہیں۔ اگر ان کی تقریر ہماری مجلس میں ہوئی تو سامعین کے سنی ہو جانے کا خطرہ ہے۔ لہٰذا ہمیں کوئی ایسی شرط لگانی چاہئے کہ مولانا سرے سے آئیں ہی نہ۔ مگر چونکہ انہوں نے مولانا کو دعوت دے دی تھی اس لئے صریح انکار بھی نہیں کر سکتے تھے کہ مولانا آپ ہماری مجلس میں نہ آئیں۔

چنانچہ انہوں نے یہ شرط لگائی کہ آپ اِحقاقِ حق و اظہارِ حق میں جو کچھ کہیں گے ہم سنیں گے مگر بایں شرط کہ آپ جو کچھ زبان سے کہیں گے فی الواقع اسے ہمیں اسی مجلس میں دکھائیں گے بھی۔ مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سب سامنے کھڑے ہوں اور آپ کی باتوں کی تصدیق کریں۔

مولانا صاحب نے کہلا بھیجا کہ ٹھیک ہے مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں جو کچھ کہوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا۔ مگر یاد رکھنا اگر پھر بھی تم نے وہ بات تسلیم نہ کی تو پھر اسی مجلس میں خدا تعالی کا عذاب آئے گا اور تم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے۔ اب شیعہ حضرات سرگرداں ہوئے کہ ہم نے تو سخت شرط اس لئے لگائی تھی تاکہ مولانا ہماری مجلس میں آنے کا ارادہ ترک کر دیں مگر مولانا تو اس شرط پر راضی ہو گئے ہیں۔ یک نہ شد دو شد۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ گئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑ گئے۔

چنانچہ شیعوں نے صاف انکار کر دیا۔ وہ جانتے تھے کہ مولانا صاحبِ دل آدمی ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ اللہ تعالی کی تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں

زبان میری ہے بات ان کی

انہی کی محفل سنوارتا ہوں

چراغ میرا ہے رات ان کی

افسوس کہ آج کل مسلمانوں کے اپنے ہاتھوں سے اسلام تباہ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا وہ رابطہ اور تعلق اللہ تعالیٰ سے باقی نہیں رہا جو قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وسلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے گلشنِ اسلام کو خون پسینہ سے سینچا تھا مگر آج ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے اس گلشن کی خزاں کے ایام ہیں۔

خزاں رسید گلستاں باآں جمال نماند

سماع بلبل شوریدہ رفت وحال نماند

نشان لالۂ آں باغ از کہ مے پرسی

برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

حضرات! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ کسی مسلمان کو حقیر مت سمجھو۔ ہاں اگر کوئی مسلمان بُرا کام و بُرا عمل کرے تو اس شخص کی ذات کو نہیں اس کے بُرے عمل کو بُرا سمجھنا چاہئے۔ انسان کو چھوٹے گناہ سے بھی خطرے کا احساس ہونا چاہئے۔ اگر سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرلینی چاہئے یا اس گناہ کے سرزد ہو جانے کے بعد کوئی نیک عمل کرلینا چاہئے تاکہ گناہ کا کفارہ بن جائے۔

کئی معمولی چیزوں کا انجامِ کار بہت بڑا ہوتا ہے

کئی دفعہ آپ حضرات نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ ایک گالی ہی سے کشت وخون اور قتل ہوجاتے ہیں۔ سگریٹ کے ہلکے سے دھوئیں اور ہلکی سی آگ سے بڑی بڑی منڈیاں خاکستر ہوجاتی ہیں۔ آگ کے ذرّے سے سارا شہر راکھ ہوجاتا ہے۔

انسان کی نظر ہر کام کے انجام پر ہونی چاہئے۔ ابتداء میں تو ہر شے چھوٹی ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ زیادہ ہوکر قوت پکڑتی ہے۔ طاقتور شیر کی قوت وجرأت اس کی صِغر سِنی (بچپن) میں مضمر ہے۔ دانا وافلاطونِ زمانہ انسان کی ہوشیاری وعقلمندی اس کی طفولیّت کی مرہونِ منت ہے۔ اولادِ آدم کی یہ کثرت صرف حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل سے ہے۔

موسلا دھار بارش کی ابتداء بوندا باندی سے ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی ہزاروں بیماریوں کی جڑ و مبدأ صرف نزلہ وزکام ہے۔ اسی وجہ سے زکام کو امّ الامراض کہتے ہیں۔ ایک خوشے کے سینکڑوں دانے صرف ایک دانۂ تخم سے پیدا ہوتے ہیں۔ نیک مسلمان کی ہزاروں نیکیاں اور ماہر وکاریگر وصنعت کار کی ہزاروں صنعتیں صرف ایک دل کی اصلاح اور اس کے غور و فکر کی برکت سے ہوتی ہیں۔

حدیث شریف ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔

إن فی الجسد مضغةً إذا صلحت صلح الجسد كلُّه و

إذا فَسَدَت فسد الجسد كلُّه ألاَ وهى القلب . الحديث .

یعنی " انسانی بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے کہ اگر وہ فاسد اور خراب ہو جائے تو سارا بدن اور سارے اعضاء فاسد وخراب ہو جاتے ہیں ، اور اگر وہ صالح اور درست ہو جائے تو سارا بدن اور بدن کے جملہ اعضاء صالح اور درست ہو جاتے ہیں ، اور وہ ہے دِل " ۔

فسادِ قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیّت کی رہ سکی نہ خفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک وخیالِ بلند وذوقِ لطیف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح سے متعلق احادیث میں سے ایک حدیث ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازروئے مزاح فرمایا إنّی حاملُك علی ولد الناقة . یعنی " میں تو تمہیں اونٹنی کا بچہ دونگا " ۔

وہ روکر کہنے لگا یا رسول الله ! ما أَصنعُ بولدِ الناقة . یعنی " اے اللہ کے رسول ! اونٹنی کے بچے کو میں کیا کروں گا (مجھے تو بڑا اونٹ چاہئے) " ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و هل تلد الإبل إلا النوق . یعنی " بڑا اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے (میں نے اونٹنی کا بچہ کہا ہے ، چھوٹا بچہ تو نہیں کہا) " ۔

بہرحال اس واقعہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے امور اور چھوٹی چیزیں بھی ایک دن بڑی ہو جاتی ہیں ۔ حِکم و مواعظ میں

میرا ایک بے نظیر عربی قصیدہ ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

و الجُودُ أَوّلُه تفرِیقُ مُجتمِعٍ

و وُصلةٌ منتهًی للنّاس والدُّول

ترجمہ " سخاوت میں اوّلاً جمع شدہ مال منقسم ہوتا ہے مگر انتہاء میں لوگوں کے ملانے اور حکومتوں کی قوت و طاقت کا سبب بنتا ہے "۔

إن التواضع فی البدأ انحطاطکم

لکنَّ آخِرَہ أعلی من الزُحل

ترجمہ " تواضع ابتداء میں پستی معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا انجام ستاروں سے بلند تر ہے "۔

وکم صَبِیّ یُری فی البَدأ مُحتقَرًا

وشانُہ آخِرًا کالنّارِ فی القلَلِ

ترجمہ " اور کئی بچے بچپن میں حقیر سے معلوم ہوتے ہیں مگر آخر میں ان کی شان پہاڑ کی چوٹیوں پر آگ سے بھی زیادہ روشن اور بلند ہوتی ہے "۔

وأَوّلُ الغیثِ قَطراتٌ قدانھمَلَت

لکنّ آخرَہ قد سدَّ مِن سُبُل

ترجمہ " بارش کا مبدأ چند قطرے ہوتے ہیں اور آخر میں اس کے پانی سے راستے بند ہو جاتے ہیں "۔

و أوّل النار جمرات قد اشتعلَت

وأَحرقَت منتهًی مصرا من الشعل

ترجمہ " اور آگ پہلے تو چند دہکتے ہوئے انگارے ہوتی ہے اور باعتبار منتہیٰ، اپنے شعلوں سے پورے شہر کو خاکستر کر دیتی ہے "۔

و الشر یبدأہ سبٌّ یُسبُّ بہ

و ینتہی بالوغی یاویلُ من وھَل

ترجمہ " کئی بار شر و فساد کی ابتداء صرف ایک ادنیٰ گالی سے ہوتی ہے مگر افسوس کہ اس کی انتہاء بڑی ہولناک جنگ پر ہوتی ہے "۔

أمراضُ کُلّ البرایا انتَ تعلمھا

فبدؤھا مِن زکام مَبدأ العلل

ترجمہ " دنیا کے سینکڑوں امراض تو تمہیں معلوم ہیں، ان میں سے اکثر کا مبدأ زکام ہی ہوتا ہے "۔

و اِنما الأَولیاءُ فی الوریٰ کثروا

و أحمدُ مَبدأٌ للخلقِ و الرسل

ترجمہ " مخلوق میں اولیاء اللہ بے شمار ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی مخلوق میں ان بزرگوں اور پیغمبروں کے وجود کا سبب ہیں "۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

فضائے نور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بر پیدا

سفر خاکی شبستان سے نہ کرسکتا اگر دانہ

نہاد زندگی میں ابتداء "لَا" انتہا "اِلاّ"

پیامِ موت ہے جب "لَا" ہوا "اِلاّ" سے بیگانہ

وہ ملت روح جس کی "لا" سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقین جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ

قطرۂ شہد تباہی کا سبب بن گیا

ایک کتاب میں ایک عجیب حکایت میری نظر سے گزری ہے کہ شہد کے ایک قطرے سے دو گاؤں والے سارے کے سارے لوگ قتل ہو گئے۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص شہد کا ایک مشکیزہ فروخت کرنے کی غرض سے کسی دوکاندار کے پاس لے گیا۔ دوکاندار کو شہد دکھانے لگا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک پڑا۔

ایک زنبور (بھڑ) اڑ کر شہد کے قطرے پر بیٹھ گئی۔ ادھر سے ایک بلّی بھڑ کو پکڑنے کیلئے بھاگی۔ دوسری طرف ایک کتا کھڑا تھا۔ وہ بلی پر حملہ آور ہوا اور اسے مار دیا۔ کتا شہد والے کا تھا اور بلی دوکاندار کی تھی۔ دوکاندار نے جب دیکھا کہ بلی مر گئی ہے تو اس نے ایک ڈنڈا اٹھا کر کتے کو اتنا مارا کہ وہ بھی مر گیا۔ شہد والے کو اپنے کتے کے مر جانے کا بڑا صدمہ ہوا۔ اس نے طیش میں آکر دوکاندار کو قتل کر دیا۔

اب اس واقعہ کا جب دوکاندار کے لڑکے کو علم ہوا تو اس نے تلوار اٹھائی اور آکر شہد بیچنے والے کو قتل کر ڈالا۔ جب اس بات کا علم شہد فروخت کرنے والے شخص کی بستی والوں کو ہوا تو وہ سب مسلح ہو کر آئے۔ اِدھر اِس بستی والے بھی ان کی آمد کی خبر سن کر لڑائی کیلئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں بستیوں کی آپس میں جنگ شروع ہو گئی اور کئی

دن تک جاری رہی۔ نتیجتاً دونوں بستیاں تباہ و برباد ہوگئیں اور کشتے کے پشتے پڑ گئے۔ سبب اس خون ریزی کا صرف ایک قطرۂ شہد تھا۔

زمانۂ جاہلیت کی ایک مشہور لڑائی کا سبب

عرب کا قبیلہ ربیعہ چالیس برس تک زبردست خانہ جنگی میں الجھا رہا اور اس کا سبب صرف ایک اونٹنی کا قتل تھا۔ یہ لڑائی جنگِ بسوس کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ ایک طرف قبیلۂ شیبان و بکر تھا دوسری طرف قبیلۂ تغلب تھا۔ ظہورِ اسلام سے قبل پانچویں صدی عیسوی کے آخر اور چھٹی صدی کے شروع میں ان کی لڑائیاں ہوئی تھیں۔ پورے عرب میں ان کی جنگوں کے تذکرے سے مجالس گرم رہتی تھیں۔

ان لڑائیوں میں سینکڑوں انسان قتل ہوئے، عورتیں بیوہ ہوئیں، بچے یتیم ہوئے، خاندان تباہ ہوئے، کئی گھر اُجڑ گئے اور میدان انسانی لہو سے رنگین ہوگئے اور یہ جنگ جاری رہی تا آنکہ دونوں قبیلوں کے سرکردہ افراد نیست و نابود ہوگئے، قوت جواب دے گئی اور جنگ کرنے کی سکت باقی نہ رہی۔ تب جا کر معمولی سی گفت و شنید پر صلح کرنے پر مجبور ہوئے اور صلح ہوئی۔

بنو شیبان میں جساس بن مُرّہ کی بسوس نامی خالہ کی ایک اونٹنی تھی اس اونٹنی کا نام سراب تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ اونٹنی بسوس کے ایک جار یعنی حلیف کی تھی۔ کُلَیب قبیلۂ ربیعہ یعنی بنو تغلب اور بنو شیبان کا سردار تھا، نسلاً تغلبی تھا اور بڑا سرکش تھا۔ اپنے اونٹوں کیلئے جس علاقے

کو بطورِ چراگاہ منتخب کر لیتا تو کسی اور کا اونٹ وہاں چرنے کیلئے نہیں جا سکتا تھا۔ اس کی چراگاہ میں قُنبرہ پرندے کا آشیانہ تھا۔

ایک بار کُلَیب نے سراب اونٹنی کو دیکھا کہ اس نے وہ آشیانہ خراب کر کے قُنبرہ کے انڈوں کو توڑ دیا ہے تو اس نے غصے میں آکر اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس اونٹنی کا بچہ قتل کر دو اور اس کے تھنوں پر تیر مارو۔ تیر لگنے سے اونٹنی کا خون اور دودھ بہنے لگا۔

اونٹنی چیختی چلّاتی ہوئی جب واپس اپنے گھر پہنچی تو اس کی مالکن (عورت) نے شور برپا کر دیا۔ اس کے بھانجے جسّاس نے دوسرے دن کُلَیب کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا قتل کر ڈالا۔ چنانچہ دونوں قبیلوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اس طرح چالیس یا بیالیس برس تک ان کی آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ کتاب ''ایام العرب'' میں اس جنگ کی تفصیل مذکور ہے۔ بے جا غصہ بڑی بُری چیز ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دل میں جب کوند جائے برقِ غضب
اور طبیعت ہو انتقام طلب
اس خطرناک راہ میں جو مرد
کر سکے آتشِ غضب کو سرد
ڈانٹ کر دیوِ نفس کو لے تھام
اور نہ لائے زباں پر سخت کلام
مشورت عقل کی سُنے اُس دم
ہے وہی اپنے وقت میں رستم

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

گناہ پر اصرار نہایت خطرناک ہے

اللہ تعالیٰ اگر کسی گناہ پر فوراً عذاب کسی مصلحت کی وجہ سے نہ بھیجیں تو اس کا یہ مطلب نہیں لینا چاہئے کہ انسان ہمیشہ گناہ کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر شے کی ایک میعاد مقرر ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے ولو یُؤاخِذُ اللہ الناس بظلمھم ما ترك علیھا من دَآبةٍ و لكن يؤخّرهم إلى أجلٍ مسمًّى فإذا جاء أجلُهم لايستأخرونَ ساعةً وَلايَستقدِمُون و يجعلون لِلہِ ما يكرهون و تَصِفُ أَلْسِنَتُهُم الكذِبَ انّ لهم الحسنىٰ لا جرَمَ انَّ لهم النّارَ و أنّهم مُفرَطُون . (سورة نحل، پ ۱۴) .

یعنی "اگر پکڑ لے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے تو نہ چھوڑے زمین پر کوئی جاندار چلنے والا، لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقتِ مقررہ تک، پھر جب آپہنچے گی ان کی موت، نہ پیچھے رک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ان کے لئے ہر طرح کی بھلائی ہے لازمی، یقیناً ان کے واسطے آگ ہے، اور وہ بڑھائے جارہے ہیں (دوزخ کی طرف)"۔

قرآن پاک میں ہے۔ فمن یّعمَل مِثقال ذرةٍ خیرًا یّره و من یّعمل مثقال ذرّة شرًّا یّره . یعنی " جس نے ایک ذرّہ برابر نیکی کی یا ذرّہ برابر بُرائی کی تو اسے بروز محشر دیکھ لے گا " ۔

دوستو ! اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل پر نظر رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی گناہ کی وجہ سے عذاب نہ آئے تو اس سے یہ سمجھنا حماقت ہے کہ وہ شخص ہمیشہ بچتا رہے گا۔

آج کے مسلمانوں کی حالت

آج کل مسلمانوں کی حالت وہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے

عن أبی هريرة رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : يأتی علی الناس زمان لا يبالی المرءُ ما أخَذَ أمِن الحلال أم من الحرام . رواه البخاری . و فی رواية رزين زيادة : فإذ ذلك لا تجاب لهم دعوة .

یعنی " ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ ہر شخص حلال و حرام کی تمیز سے بے پرواہ ہوگا اور اسے جو کچھ ملے گا لے لے گا۔ اس وقت ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں کی جائے گی " ۔

چار عمدہ خصلتیں

رزقِ حلال مسلمان کیلئے بڑی سعادت ہے جس طرح امانت، دیانت، خوش اخلاقی اور پاکدامنی اس کیلئے بڑی سعادت و خوش بختی ہیں۔

عن عبد الله بن عمرو رضی الله تعالى عنه : ان رسول الله ﷺ قال : أربع إذا كنّ فيك فلا عليك ما فاتك من الدنيا : حفظ أمانة و صدق حديثٍ و حُسنُ خليقةٍ و عفّة فی طعمةٍ . رواه احمد و الطبرانی .

یعنی " عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ چار خصلتیں تیرے اندر موجود ہوں تو دنیا کے فوت ہونے اور اس سے محرومی کی پرواہ نہیں ہے (۱) امانت کا خیال رکھنا (۲) سچ بولنا (۳) خوش اخلاق ہونا اور (۴) رزقِ حلال کا اہتمام کرنا "۔

دوستو ! اس گلشنِ دنیا کا کوئی باغبان ضرور ہے۔ اس کائناتِ رنگ و بُو کا کوئی پاسبان ضرور ہے۔ خود بخود یہ جہان اور اس جہان کا نظام نہیں چل رہا۔

اس جہانِ رنگ و بو کا پاسباں کوئی تو ہے
اس چمن زار حسین کا باغباں کوئی تو ہے
زندگی کا کارخانہ خود بخود چلتا نہیں
اس طلسمِ دہر کی روحِ رواں کوئی تو ہے

ابن آدم آج تک ہر بات سے ہے بے خبر
آخر اس کی زندگی کا راز داں کوئی تو ہے
خود بخود کہتے ہیں اک پتہ بھی ہل سکتا نہیں
پھر زمین و آسماں کا حکمراں کوئی تو ہے

گناہ بڑا ہو یا چھوٹا دس عیوب سے خالی نہیں

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ الغافلین ص ۱۳۴ پر لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ گناہ بڑا ہو یا چھوٹا اس میں دس بڑے بڑے عیوب بہر حال ہوتے ہیں۔

أوّلها أنـه أسخط خالقه و هو قادر عليه .

(۱) یعنی "اول عیب یہ ہے کہ اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا جو اس پر قادر ہے"۔

و الثانی انه فرَّح من هو أبغض إليه و هو ابليس .

(۲) "دوم یہ کہ اس نے ابلیس کو خوش کیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے۔

و الثالث تباعده من الجنة .

(۳) "سوم یہ کہ جنت سے دور ہوا"۔

و الرابع تقربه من النار .

(۴) "چہارم یہ کہ دوزخ کے قریب ہوگیا"۔

و الخامس انه جفا مَن هو أَحبّ اليـه و هي نفسه .

(۵) " پنجم یہ کہ اس نے اپنے محبوب نفس پر ظلم کیا "۔

و السادس نجّس نفسَه و قد خلقها الله طاهِرةً .

(۶) " ششم یہ کہ اس نے اپنے نفس کو پلید کر دیا حالانکہ اللہ تعالی نے اسے پاک پیدا کیا تھا "۔

و السابع آذی أَصحابه الذین لا یؤذونه و هم الحفظة .

(۷) " ہفتم یہ کہ اس نے اپنے ہم نشینوں کو اذیت پہنچائی جو کہ حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں "۔

الثامن أحزَنَ رسولَ الله ﷺ فی قبره .

(۸) " ہشتم یہ کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو قبر میں غمگین و پریشان کیا "۔

التاسع أَشهَد علی نفسه اللیلَ و النهار .

(۹) " نہم یہ کہ اس نے رات اور دن کو اپنے اس عملِ بد کا گواہ بنایا "۔

العاشر انه خان جمیعَ الخلائِق من الآدمیین وغیرهم إذ لا تُقبل شهادته لهم فیبطل حق صاحبه و یقلّ المطرُ إذا أَذنب .

(۱۰) " دہم یہ کہ اس نے تمام مخلوق سے خیانت کی۔ اس لئے کہ گناہ کے بعد اب اس کی گواہی ان کے لئے قبول نہیں ہوگی، تو ساتھی کا حق ضائع ہوا۔ اور بارش بھی اس کی معصیت کی وجہ سے نہیں برسے گی "۔

تاریکی میں چھوٹا چراغ بھی کافی ہے

دوستو ! معصیت بہرحال معصیت ہے چھوٹی ہو یا بڑی۔ اسی طرح نیکی بہرحال نیکی ہے خواہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ نیکی ایک چراغ ہے اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ایک مقام یا راستہ خطرناک ہو اور اس میں تاریکی ہو اور بڑی قندیل نہ ملے تو کیا چھوٹے چراغ کو بھی ٹھکرا دیا جائے ؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ تاریکی سے بچنے کیلئے چھوٹا چراغ بھی کافی ہوسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور فکرِ آخرت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام میں احادیث لکھنے کے لئے ایک قلم استعارۃً (مانگ کر) کسی سے لیا۔ پھر غلطی سے وہ قلم انہوں نے اپنے قلمدان میں رکھ دیا اور شہر مَرو چلے گئے۔ وہاں جاکر قلمدان کھولا تو وہ قلم دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ پھر صرف قلم واپس کرنے کیلئے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرو سے مُلکِ شام تک سفر کیا۔

دیکھئے۔ دنیا میں ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے تاجور اور بزرگ بھی گزرے ہیں۔ یہ بزرگ ہر وقت موت اور آخرت کے حساب کو یاد رکھتے تھے۔ اس لئے وہ موت کی تیاری میں لگے رہتے تھے یعنی ہر گناہ سے بچتے تھے۔ یہی ہے موت کیلئے تیاری کا مطلب۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر وقت موت کو یاد کیا کرو۔ موت کے پنجے سے نہ بزرگ بچ

سکتے ہیں اور نہ دنیا کے گرگ (بھیڑیئے) بچ سکتے ہیں۔ موت کا حملہ کتنا سخت ہوتا ہے۔

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہگذر
چشم کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور
مصر و بابل مٹ گئے باقی نشاں تک بھی نہیں
دفترِ ہستی میں ان کی داستاں تک بھی نہیں
آ دبایا مہرِ ایراں کو اجل کی شام نے
عظمتِ یونان و روما لوٹ لی ایام نے
آہ مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آزاری اٹھا برسا گیا

ایک محدث کا عبرت انگیز واقعہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ دمشق میں ایک بہت بڑے محدث تھے۔ ان کے پاس ہزاروں طلبہ حدیث پڑھنے آتے تھے مگر ان کا چہرہ ہمیشہ ڈھکا ہوا ہوتا تھا۔ ایک شاگرد کہتا ہے کہ کئی سال ان کے پاس پڑھنے کے بعد ایک دن میرے بار بار پوچھنے پر انہوں نے مجھے اپنا چہرہ دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ ان کا سر اور چہرہ بالکل گدھے جیسا تھا۔

استاد نے فرمایا۔ إيّاك يا بُنَيَّ و الاستخفافَ بالحديث فإني ارتبتُ في حديث و هو " لا يتقدمَنَّ أحدُكم الإمامَ

فی الرکوع والرفع و إلاّ یجعلُ اللہ رأسَہ کرأس الحمار" و استَبعدتُّ وقوعَہ فسبقتُ الإمامَ فصار وجھی کما ترٰی .

یعنی " اے بیٹے ! احادیث نبوی کی تحقیر کبھی نہ کرنا کیونکہ مجھے ایک بار اس حدیث میں شک گزرا کہ "تم میں سے کوئی رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے میں امام سے پہل نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی مانند کر دیں گے"۔ میں نے اس بات کے وقوع میں شک کیا اور (بطورِ تجربہ) امام سے سبقت کی۔ پس (اس عمل کی پاداش میں) میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی جو تم دیکھ رہے ہو "۔

ایک عبرت آموز خواب کا ذکر

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مواعظ میں لکھتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میری بڑی خواہش تھی کہ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھوں کیونکہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ چنانچہ وفات کے پورے ایک سال بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اے شیخ ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ؟

فقال : یا أحمدُ ! جئتُ مِن باب الصغیر فلقیتُ وسَقَ شیخ فأخذتُ منہ عودًا ما أدری اتخللتُ بہ أو رمیتُ بہ فأنا فی حسابہ منذ سنةٍ إلٰی ھذہ اللیلة .

یعنی " ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے احمد ! ایک مرتبہ راستہ

پر چلتے چلتے بلا اجازت میں نے کسی کی چھوٹی سی لکڑی اٹھالی اور یہ بھی پتہ نہیں کہ میں نے اس لکڑی سے اپنے دانتوں کا خلال کیا تھا یا ویسے ہی پھینک دی تھی۔ (اس چھوٹے سے قصور کی پاداش میں) موت کے دن سے لے کر آج تک اس کے حساب میں گرفتار ہوں"۔

افسوس کہ آج ہم کتنے غافل ہیں بے فائدہ بحثوں میں پڑتے ہیں۔

اقبال کہتا ہے۔

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائل نظری میں الجھ گیا ہے خطیب

مظہر کہتا ہے۔

صدائے قُم نہیں آسودگان خواب تک پہنچی
ابھی نغمات کی گرمی نہیں مضراب تک پہنچی

اقبالؒ کہتا ہے۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

حضرت امام باقر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول پھر دوبارہ سن لیں۔

یا بُنَیَّ ! إنَّ الله خبَأَ ثلاثةَ أشياءَ فى ثلاثة أشياءَ : خبَأَ رِضاه فى طاعته . فلا تُحقِّرَنَّ مِن الطاعة شيئًا فلعلّ رِضاه فيه . و خبَأَ سخطَه فى معصيتِه . فلا تُحقِّرَن مِن مَعصيته شيئًا فلعلّ سَخطه فيه . و خبَأَ أولياءه فى خلقه .

فلا تُحقِّرَن أحدًا فلعله ذٰلك الولیّ.

یعنی ’’ اے بیٹے ! اللہ تعالیٰ نے تین اشیاء تین چیزوں میں پوشیدہ رکھی ہیں۔

(۱) اس کی رضاء اطاعت میں پوشیدہ ہے۔ لہٰذا تم کسی نیکی کو حقیر مت سمجھو۔ ممکن ہے کہ اسی میں رضائے خدا تعالیٰ ہو۔

(۲) اور اس کا غصہ و غضب معاصی (گناہوں) میں پوشیدہ ہے سو کسی معصیت کو چھوٹا مت سمجھو۔ ہوسکتا ہے اسی میں آتشِ غیض و غضب مستور ہو۔

(۳) اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو مخلوق میں پوشیدہ رکھا ہے۔ پس کسی انسان کو حقیر و ذلیل مت سمجھو۔ کیا پتہ ہے کہ وہی خدا کا ولی ہو‘‘۔

دوستو! کسی کو صرف ظاہری لباس اور خستہ حالی کی وجہ سے ذلیل و حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے، کیا پتہ کہ یہ کوئی بہت بڑا عالم یا ولی اللہ ہو۔ اس سلسلے میں ایک مفید و عبرت انگیز حکایت سن لیں۔

بنی اسرائیل کے ایک شخص کا قصہ

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ بستان العارفین ص ۲۲۰ پر لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے قسم اٹھائی تھی کہ شادی کرنے سے پہلے سو آدمیوں سے مشورہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے ننانوے آدمیوں سے مشورہ کیا، ایک باقی رہ گیا۔ اس نے عزم کیا کہ کل صبح سب سے پہلے جو آدمی مجھے ملے گا اس سے مشورہ کروں گا۔

صبح ہوتے ہی گھر سے نکلا تو سب سے پہلے جو شخص اسے ملا، وہ مجنون اور پاگل تھا۔ بچوں والے لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھا اور اسے گلیوں میں اِدھر اُدھر دوڑا رہا تھا۔ وہ آدمی بڑا پریشان و غمگین ہوا کہ پاگل اور مجنون سے کیا مشورہ کروں۔ مگر اس نے پختہ عہد کیا ہوا تھا کہ سب سے پہلے ملنے والے ہی سے مشورہ کرونگا۔ چنانچہ وہ اس مجنون کے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

فقال له المجنونُ : اِحذَر فَرسِي ، كَيلا تَضرِبكَ . فقال : احبس فرَسَكَ حتى أَسألك عن شئ . فأوقفه .

یعنی ”مجنون نے اسے کہا کہ میرے گھوڑے کے آگے سے ہٹ جائیے۔ کہیں تمہیں گھوڑا لات نہ مار دے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں نے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے، ذرا اپنا گھوڑا روک دیں۔ تو اس نے روک دیا“۔ پھر اس نے اپنی قسم کا سارا قصہ سنایا اور اپنا عزم بھی بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے۔

فقال الرجل : النساء ثلاثة : واحدة لك و واحدة عليك و واحدة عليك أو لك . ثم قال : اِحذَر الفرَسَ كيلا تضربك . و مضى .

یعنی ”اس مجنون نے کہا کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جو ساری تیرے لئے ہے۔ دوسری وہ جو ساری کی ساری تیرے لئے مضر اور نقصان دہ ہے۔ تیسری وہ جو مضر و نافع دونوں ہوسکتی ہے۔ پھر اس مجنون نے کہا گھوڑے سے بچیئے، کہیں تمہیں لات نہ مار دے اور چلا گیا“۔

اس شخص کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے اس کی تفصیل تو بیان کی نہیں۔ چنانچہ پھر اس کے پیچھے بھاگا اور کہا ٹھہریں مجھے اپنی بات کا مطلب تو سمجھا کر جائیں۔

فقال : أمّا التی لك فهی المرأة البكر فقلبها وحبُّها لك و لا تعرف أحدًا غيرك . و أمّا التی عليك فالمتزوجةُ ذاتُ ولدٍ تأكل مالَك و تبكی علی الزوج الأوّل . و أمّا التی لك أو عليك فالمتزوّجة التی لا ولد لها . فإن كنت خيرًا لها من الأوّل فهی لك و إلاّ فعليك . ثم مضی .

یعنی " اس نے کہا کہ جو عورت ساری تیرے لئے ہے وہ کنواری عورت ہے۔ اس کا دل اور اس کی محبت تیرے لئے ہے کیونکہ تیرے علاوہ وہ کسی اور کو نہیں جانتی۔ اور جو عورت تیرے لئے مضر ہے وہ شادی شدہ صاحبِ اولاد عورت ہے۔ وہ مال تیرا کھائے گی اور روئے گی اپنے پہلے خاوند پر۔

اور جو عورت تیرے لئے نفع و ضرر دونوں کا احتمال رکھتی ہے وہ بے اولاد شادی شدہ عورت ہے۔ پس اگر تو اس کیلئے پہلے خاوند سے بہتر ثابت ہوا تو وہ تیرے لئے نافع ہے ورنہ وہ تیرے لئے مضر ہے۔ پھر وہ مجنون شخص چل پڑا "۔

اس آدمی نے اس مجنون سے کہا ويحك تكلمت بكلام الحكماء و عملك عمل المجانين . فقال : يا هذا ! إنّ بنی اسرائيل أرادوا أن يجعلونی قاضيا فأبيتُ فألَحُّوا علیّ

فَجعلتُ نفسي مجنونا حتى نجوتُ منهم .

یعنی " آپ کا کلام تو داناؤں جیسا ہے اور عمل مجنونوں جیسا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل نے مجھے قاضی بنانا چاہا۔ میں نے انکار کیا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا تو میں نے اس معاملے سے جان چھڑانے کیلئے اپنے آپ کو مجنون بنالیا " ۔

آپ اندازہ کریں کہ وہ کتنے بڑے عالم تھے مگر ظاہری اعتبار سے وہ پاگل و مجنون معلوم ہوتے تھے تاکہ انہیں قاضی نہ بنادیا جائے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عہدۂ قضاء سے انکار

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب امیرِ وقت نے قضاء کا عہدہ دینا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں قاضی بننے کے لائق نہیں ہوں۔ خلیفہ نے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ آپ سے زیادہ اور کون اس عہدے کے لائق ہوسکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے امیر! اگر میں نے سچ کہا کہ میں قاضی بننے کے لائق نہیں ہوں تو غیر لائق کو قاضی بنانا صحیح نہیں اور اگر میں آپ کے خیال کے مطابق اس دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے کو بطریقِ اَولیٰ قاضی نہیں بنانا چاہیئے۔ قضاء ایک وبالِ جان ہے۔

دوستو! کئی بزرگوں نے ظاہری زیب و زینت اور ٹیپ ٹاپ ترک کر کے سادگی اختیار کر رکھی ہوتی ہے۔ وہ دنیا کی دولت نہیں چاہتے

آخرت کی دولت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کی قضاء و بادشاہت نہیں چاہتے بلکہ ان کا مطلوب و مقصود صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہوتی ہے۔ مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے۔

میں کھو کے تیری راہ میں سب دولت دنیا
سمجھا کہ کچھ اس کے بھی سوا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے ہی میں موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۹۵ پر ہے کہ صدقہ کرنے والا اپنے صدقہ کو بڑا سمجھ کر اس پر فخر و غرور نہ کرے بلکہ اسے یہ خیال کرنا چاہئے کہ میں نے آج تک خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کا پورا حق ادا نہیں کیا۔ عجب مُہلکات میں سے ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے و یوم حنین إذ أعجبتكم كثرتكم فلَم تُغنِ عَنكُم شيئا .

یعنی "جنگ حنین میں جب تمہیں اپنی فوج کی کثرتِ تعداد نے خوش کر دیا تو کثرت نے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا"۔

بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی جتنی چھوٹی خیال کی جائے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ اتنی بڑی ہو جاتی ہے اور گناہ کو جتنا بڑا تصور کیا جائے اللہ تعالیٰ

کے نزدیک وہ اتنا کم اور چھوٹا ہوجاتا ہے۔

نیکی کے اِتمام کیلئے تین امور ضروری ہیں

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ہر نیکی کے اِتمام کے لئے تین امور ضروری ہیں۔ لا یتم المعروف إلاّ بثلاثة امورٍ تصغیره و تعجیله و ستره.

یعنی "ہر نیکی تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔(۱) اس کو کم سمجھنا (۲) اس کی انجام دہی میں عجلت سے کام لینا اور (۳) اس کو پوشیدہ رکھنا"۔

راستے سے کانٹا ہٹانا

کبھی چھوٹی نیکی انسان کی مغفرت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے۔

عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال : قال رسول الله ﷺ : بینما رجل یمشی فی الطریق إذ وَجَد غصنَ شوك فأخره فشكر الله له فغفر له . رواه الترمذی فی أبواب البر و الصلة .

یعنی "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک گنہگار شخص کہیں جارہا تھا۔ راستہ میں ایک کانٹے دار شاخ نظر آئی۔ اس شخص نے وہ شاخ راستہ سے ہٹادی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل

قبول کرلیا اور اس کی مغفرت فرمادی "۔

انسان متقی کب بنتا ہے

ترمذی شریف میں ایک مرفوع روایت ہے لا يبلغ العبد أن يكون من المتقين حتى يدع ما لا بأس به حذرًا لما به بأس .

یعنی " بندہ متقی اس وقت ہوتا ہے جب ان جائز امور کو بھی ترک کردے جن کے ذریعے آگے ناجائز امور میں پڑنے کا خطرہ ہو "۔ اس مرتبہ و مقام کو حاصل کرنے کے لئے ترکِ صغائر (چھوٹے گناہوں کا چھوڑنا) ضروری ہوتا ہے۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خلِّ الذنوبَ صغيرَهَا
و كبيرَها فهو التُّقى
واصنَع كماشٍ فوق أر
ضِ الشوكِ يحذَر ما يرى
لا تُحقِّرَنَّ صغيرةً
إنَّ الجبالَ مِنَ الحصٰى

(۱) یعنی " گناہ چھوڑ دے چھوٹے ہوں یا بڑے ، بس یہی تقویٰ ہے۔

(۲) ایسی زندگی گزار جس طرح کوئی شخص خاردار زمین پر چلتے ہوئے ہر چیز سے خطرہ محسوس کرتا ہے۔

(۳) کسی صغیرہ گناہ کو کم نہ سمجھ کیونکہ یہ پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے

بنے ہوئے ہیں "۔

صدقہ کی فضیلت

نیکی کے چھوٹا ہونے پر نگاہ نہیں رکھنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا ثواب بہت بڑا ہو۔

روح المعانی ج ۴ ص ۵۸ پر " الذین ینفقون فی السراء و الضراء و الکٰظمین الغیظ " کے تحت لکھا ہے۔ أی ما قدروا علیه من کثیر أو قلیل . و قد روی عن عائشة رضی الله تعالی عنها أنّها تَصدَّقت بحبة عنبٍ . و عن بعض السلف أنه تَصدَّقَ بَصلةً . و فی الخبر : اتقوا النارَ و لو بشقِّ تمرة و رُدُّوا السائِل و لو بظلف محرَق .

یعنی " (۱) جتنا وہ خرچ کرسکیں کم ہو یا زیادہ۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار صرف انگور کا ایک دانہ صدقہ کیا تھا (کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہ تھا)۔ (۳) نیز بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے صرف ایک پیاز صدقہ کیا (کیونکہ پیاز کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہ تھا)۔

(۴) نیز ایک حدیث ہے کہ (صدقہ کے ذریعہ) آگ سے بچو، اگرچہ (تمہارے پاس صدقہ کیلئے صرف) کھجور کا ایک چھلکا ہو اور سائل کو کچھ دیکر واپس بھیجو اگرچہ (تمہارے پاس) جلا ہوا سُم ہو (یعنی اس کے دینے میں بھی شرم نہ کرو) "۔

تو سمجھتا ہے جو ذرّہ یہ وہ ذرّہ تو نہیں

تو سمجھتا ہے جو قطرہ یہ وہ قطرہ تو نہیں

یہ وہ ذرّہ ہے جو طوفان بھی لا سکتا ہے

یہ وہ قطرہ ہے جو دریا بھی بہا سکتا ہے

اس کی برکت سے جوانوں کا چلن بدلیگا

اس کے جذبہ سے چمن رنگِ چمن بدلیگا

علامہ زین الدین ملیباری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مواعظ میں درج ذیل واقعات تحریر کئے ہیں۔ (ھوامش کتاب الروض الفائق ص۹۳) .

بغیر وضوء نماز کا خوفناک انجام

کسی آدمی نے ایک فوت شدہ نمازی شخص کو خواب میں دیکھا۔ اس سے حال دریافت کیا اور پوچھا کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا؟ اس نے جواب دیا صلّیتُ یوماً بلا وضوءٍ فوُکِّل علیّ ذئبٌ یروعُنی فی قبری فحالی معہ أسوأ حالٍ .

یعنی ” میں نے ایک دن بغیر وضوء ایک نماز پڑھی تھی جس کی پاداش میں مجھ پر ایک بھیڑیا مسلط کر دیا گیا ہے جو مجھے ہر وقت قبر میں ڈراتا رہتا ہے۔ اس خوفناک صورتِ حال کی وجہ سے میں بہت بُری حالت میں ہوں “ ۔

غسلِ جنابت نہ کرنے پر عذاب

ایک شخص نے کسی کو خواب میں بتایا دعنی فإنی لم أتمكّن من غُسلٍ یومًا من الجنابة فألبسنی الله ثوبًا من النار أتقلّبُ فیه لیلًا و نهارًا .

یعنی " مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں بُری حالت میں ہوں کیونکہ ایک دن میں نے غسلِ جنابت نہیں کیا تھا جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے مجھے آگ کا کپڑا پہنا دیا۔ اس آتشی لباس میں شب و روز سرگردان ہوں " ۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک قبرستان میں ایک مُردے کو زندہ کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں حمّال تھا یعنی اجرت پر لوگوں کا سامان اٹھاتا تھا فنقلتُ یومًا لإنسان حطبًا و کسرتُ منه خِلالًا و تخللتُ به فأنا مُطالبٌ به منذ متُّ .

یعنی " میں اجرت پر ایک شخص کی لکڑیاں اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ راستہ میں دانتوں کا خلال کرنے کے لئے میں نے ایک تنکا ان لکڑیوں سے توڑ لیا، جس کے مطالبہ اور حساب میں آج تک میں گرفتار ہوں " ۔

ایک بزرگ کا واقعہ

مشہور بزرگ عارف باللہ حسان ابن ابی سنان رحمہ اللہ تعالیٰ ساٹھ برس

تک از روئے حیاء پہلو پر کبھی نہیں لیٹے ، نہ سمین (مرغن) غذا کھائی اور نہ ٹھنڈا پانی پیا۔ موت کے بعد کسی نے خواب میں انہیں دیکھا۔ پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو انہوں نے کہا فعل اللہ بی خیرًا إلاّ أنّی محبوسٌ عن الجنة بإبرة استعرتُها فلم أردَّها .

یعنی " اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اچھا معاملہ فرمایا ہے مگر ایک سُوئی، جو میں نے کسی سے عاریۃً (مانگ کر) لی تھی اور واپس نہیں کی تھی، کی وجہ سے ابھی تک جنت سے روکا گیا ہوں " ۔

ناپ تول میں معمولی کمی بیشی پر گرفت

مشہور صوفی عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک خادم تھا جو زہد و تقوی میں مشہور تھا و کان یعبد ربه أربعین سنة . یعنی " وہ چالیس سال مسلسل عبادت میں مشغول رہا " ۔ وہ کیّال تھا یعنی ناپ تول کا کام کرتا تھا۔

مرنے کے بعد کسی نے خواب میں اس سے پوچھا ما فعل اللہ بك ؟ قال : خیرًا غیر أنی محبوس عن الجنة و قد خَرَجَ علیّ من غبار القفیز أربعون قفیزًا .

یعنی " اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالی نے اچھا برتاؤ کیا ہے سوائے اس بات کے کہ بعض دفعہ پیمانہ میں سابقہ غبار رہ جاتا تھا جس کی وجہ سے ناپ تول میں کمی بیشی ہو جایا کرتی تھی۔ صرف اس بے احتیاطی کی پاداش میں ہر ایک قفیز

(ایک پیمانہ کا نام ہے) کے معمولی غبار والی غلطی کی سزا میں مجھے چالیس چالیس قفیز ادا کرنے کا حکم دیا گیا"۔

ایک سبق آموز خواب

ایک روایت ہے کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھ کر سوگیا۔ خواب میں صاحبِ قبر کو دیکھا۔ صاحبِ قبر نے اس سے کہا یا هذا إنكم تَعملون ولا تعلمون ونحن نعلم ولا نعمل و لأن تكون ركعتاك فى صحيفتى اَحبُّ إلىّ من الدنيا وما فيها.

یعنی "تم زندہ لوگ عمل کر سکتے ہو مگر تم جانتے کچھ نہیں (یعنی اس عمل کی جزاء وسزا کے بارے میں تمہیں کچھ پتہ نہیں) اور ہم جانتے ہیں مگر عمل کے مجاز نہیں ہیں۔ تیری ان دو رکعتوں (جو تو نے ابھی پڑھی ہیں) کا اضافہ اگر میرے اعمالنامہ میں کر دیا جائے تو یہ میرے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے"۔

مرنے کے بعد عملِ صالح کی خواہش

ایک بزرگ نے اپنے بھائی کو موت کے بعد خواب میں دیکھا تو کہا کہ کیا آپ دوبارہ زندہ ہو گئے ہیں، الحمدللہ ربّ العٰلمین۔ بھائی نے جواب دیا کاش میں صرف ایک مرتبہ الحمدللہ پڑھ سکتا تو یہ میرے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ پھر کہا کہ دفنانے کے بعد تم نے دیکھا ایک شخص نے

میری قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی دو رکعت نماز پڑھنے پر قادر ہوتا تو یہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر تھا۔

مظلوم کی مدد نہ کرنے کا خوفناک انجام

حضرت ابو سبرہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک میت کے پاس منکر و نکیر آئے اور کہا کہ ہم تجھے سو گرز ماریں گے۔ اس آدمی نے اپنے نیک اعمال بطورِ سفارش پیش کئے تا آنکہ ننانوے گرز معاف ہوگئے۔ اب ایک رہ گیا۔ فرشتوں نے وہ ایک گرز اُسے مارا فالتھَب القبر علیه نارًا فقال : لِمَ ضربتمانی ؟ فقالا : مررتَ بمظلوم فاستغاث بك فلم تُغِثه .

یعنی " پھر اس ایک گرز کی ضرب سے قبر آگ کی بھٹی بن گئی۔ اس شخص نے پوچھا کہ تم نے یہ سزا مجھے کیوں دی ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ ایک دن ایک مظلوم پر تو گزر رہا تھا۔ اس نے تجھ سے مدد مانگی تھی تو نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا " ۔

بدنظری کی سزا

ابو یعقوب نہر جوری رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مطاف (طواف کرنے کی جگہ) میں ایک شخص کو دیکھا جو ایک آنکھ سے کانا تھا۔ وہ طواف میں یہ دعا پڑھ رہا تھا اللّٰھم إنی اعوذبك منك . یعنی " اے اللہ ! میں تیری رضا و رحمت کے ذریعہ

تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں"۔

مین نے اس دعا کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ میں پچاس سال سے خانہ کعبہ کا مجاور ہوں۔ ایک دفعہ ایک خوبصورت شخص پر میری نظر پڑگئی۔ وہ مجھے اچھا لگا فإذا بلطمةٍ وقعت علی عینی فسالَت علی خدی . فقلتُ : آہ . فوقعت أُخریٰ . فإذا قائل یقول : لو زدتَ زدناك .

یعنی "پھر اچانک میری آنکھ پر ایک غیبی طمانچہ پڑا جس سے میری آنکھ نکل کر رخسار پر لٹکنے لگی۔ میں نے آہ کی۔ پھر ایک اور طمانچہ پڑا اور غیب سے آواز آئی کہ اگر پھر غلطی کی تو دوبارہ سزادی جائیگی"۔

بدنظری کی ایک اور عبرت ناک سزا

محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے استاد ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ ہمارے قریب سے ایک نوجوان گزرا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔ استاد نے مجھے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا اور فرمایا۔

یا بُنَیّ لَتجدَنّ غِبَّها ولَو بعد حین . فبقِیتُ عشرینَ سنةً و أنا أُراعی ذلك الغِبَّ فنمتُ لیلةً و أنا متفکر فیه فأصبحتُ و قد نسیتُ القرآنَ . و قائلٌ یقول لی : هذا غِبُّ تلك النظرةِ .

یعنی "اے بیٹے! اس ناجائز نگاہ کی سزا تجھے ضرور ملے گی

چاہے مدت دراز کے بعد ملے۔ محمد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد بیس سال گزر گئے۔ میں نے سزا سے متعلق اپنے استاد صاحب کی بات کو یاد رکھا۔ ایک رات اسی بات کو سوچتے سوچتے سو گیا۔ صبح اٹھا تو سارے قرآن کو بھول چکا تھا (حالانکہ پہلے یاد تھا)۔ پھر غیب سے آواز آئی کہ یہ اسی نگاہِ بد کی سزا ہے"۔

بدنظری کا ایک اور واقعہ

ابو بکر کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے بعض رفقاء کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہ میرے سامنے پیش کئے اور فرماتے رہے تو نے یہ گناہ بھی کیا ہے، یہ بھی کیا ہے۔ میں جواب میں کہتا رہا ہاں یہ بھی کیا ہے، یہ بھی کیا ہے۔ پھر ایک گناہ کا نام لے کر فرمایا کہ یہ گناہ بھی تم نے کیا ہے۔ مجھے اس گناہ کے اقرار کرنے میں شرم محسوس ہوئی۔

ابو بکر کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا۔ کہنے لگے مرَّ بی غلام حسن الوجه فنظرتُ إليه فأُقِمتُ بين يدی الله سبعينَ سنةً أتصبَّب عرقًا من خجَلی منه ثم عفا عنی بفضله .

یعنی " ایک دفعہ ایک خوبصورت لڑکا میرے پاس سے گزرا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ لیا۔ اس بدنظری کی پاداش میں شرم کے مارے مَیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سترّ سال کھڑا رہا، پسینہ پسینہ ہو گیا تھا، پھر اللہ

تعالیٰ نے اپنے فضل سے معاف فرمادیا"۔

ابو عبداللہ زرادؒ کا واقعہ

ابو عبداللہ زراد رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ کہنے لگے کہ جن گناہوں کا میں نے اعتراف کرلیا وہ سب بخش دیئے۔ صرف ایک گناہ کے اقرار سے حیاء مانع ہوئی۔ سو مجھے اس گناہ کی پاداش میں کھڑا کردیا گیا، میرا پسینہ بہتا رہا، بہتا رہا، اتنا بہا کہ میرے چہرے کا گوشت بھی گر گیا۔

اس شخص نے پوچھا کہ اے ابو عبداللہ! وہ کونسا گناہ تھا؟ قال: نظرتُ إلى شخصٍ جميلٍ. یعنی "ایک خوبصورت آدمی کو بُری نگاہ سے دیکھا تھا"۔

نگاہ کی حفاظت سے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ

حضرات! نگاہیں نیچی رکھنا فرض ہے۔ اس سلسلے میں ایک ایمان افروز اور حیرت انگیز واقعہ سنئے۔

ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالیٰ ہر وقت نگاہ نیچی رکھتے تھے جس سے بہت سے لوگوں کو یہ خیال گزرتا تھا کہ آپ اندھے ہیں۔ ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیس سال تک آتے رہے۔ جب آکر دروازہ کھٹکھٹاتے تو لونڈی آتی اور انہیں دیکھ کر واپس جا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہتی صديقك ذلك الأعمى

جاء . فكان ابن مسعود رضى الله تعالى عنه يتبسم من قولها و كان إذا نظر إليه يقول : "و بشّر المُخبتِينَ" أما والله لو رآك محمد صلى الله عليه وسلم لفرح بك و أحبّك .

یعنی "آپ کا اندھا دوست آیا ہے۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی یہ بات سن کر مسکرا دیتے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ربیع بن خیثم رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب دیکھتے تو قرآن پاک کی آیت کا یہ حصہ تلاوت فرماتے تھے و بشّر المخبتین . یعنی "عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں"۔ اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھتے تو بڑے خوش ہوتے اور آپ سے بہت محبت کرتے"۔

بعض دفعہ گناہ کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے

روایات میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف ہے۔

روى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما : أن رجلا جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يتشلشل دمًا . فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما لك ؟ قال : مرت بى امرأة فنظرت إليها فلم أزل اتبعها نظرى فاستقبلنى جدار و صنع بى ما ترى . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن الله تبارك و تعالى إذا أراد بعبد خيرًا عجل له عقوبته فى الدنيا .

یعنی "ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک خون آلود شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون بہنے کی وجہ پوچھی تو اس شخص نے کہا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری۔ میں اسے مسلسل دیکھتے ہوئے چلتا رہا۔ اچانک میں ایک دیوار سے زور سے ٹکرا گیا اور میرا یہ حال ہوا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا ہی میں دے دیتے ہیں"۔

ایک نہایت مختصر اور مبارک دُعا

بعض بزرگوں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو موت کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ کس عمل کی بدولت؟ آپ نے فرمایا لکلمة سمعتها من عثمان أنه كان إذا رأى ميتًا يقول " لا إلٰهَ إلاّ هو الحى القيُّومُ سبحان الحى الذى لايموتُ " فأدمتُ قولها فأدخلنى الله الجنّة.

یعنی "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک دعا مجھے پہنچی تھی جو کہ وہ کسی میت کو دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔ (وہ دعا یہ ہے)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

میں بھی اس دعا کو پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے مجھے جنت میں داخل فرمادیا "۔

حضرات ! آج مسلمانوں کا کردار کتنا خراب ہو چکا ہے۔ صغائر (چھوٹے گناہ) تو کیا کبائر (بڑے گناہوں) سے بھی نہیں بچتے۔ حالانکہ یہ زندگی فانی ہے، یہ عُمر ختم ہونے والی ہے۔ ابراہیم ذوقؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم سا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بدقمار
جو چال ہم چلے سو نہایت بُری چلے
بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے
ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقتِ مرگ
ہم کیا ہیں یہاں ابھی آئے ابھی چلے

ارشادِ ربانی

قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد ہے ولقد أهلكنا أشياعكم فهلْ من مُدّكِر و كلُّ شيءٍ فعلوه فى الزُبر و كلُّ صغير و كبير مُستَطَر إنّ المتقين فى جنّٰتٍ و نَهرٍ فى مَقعد صِدق عند مَليكٍ مقتدِر . (سورۂ نجم، پ ۲۷)

ترجمہ " اور ہم نے تمہارے متبعین کو ہلاک کر دیا۔ سو کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا، اور ہر شے کتابوں میں لکھی ہوئی ہے، اور

ہر چھوٹا اور بڑا فعل لکھا جاتا ہے۔ بیشک متقین جنتوں اور نہروں میں ہوں گے ، اچھی نشست گاہوں میں بڑی قدرت والے مالک کے قریب "۔

چھوٹے گناہ کی بھی باز پرس ہوگی

گناہ خواہ چھوٹا ہی ہو اس کے بارے میں پوچھا جائے گا لہٰذا کسی چھوٹے گناہ کے ارتکاب کی بھی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ ایک حدیث شریف ہے۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها : أن رسول الله ﷺ کان یقول : یا عائشة ! إیّاك و محقَّرات الذنوب فإن لها من الله طالبًا . رواه النسائی و ابن ماجه .

یعنی " حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا اے عائشہ ! چھوٹے گناہوں سے بھی بچا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بھی باز پرس ہوگی "۔

تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۹ پر ہے کہ مذکورہ صدر حدیث سعید بن مسلم عن عامر بن عبداللہ عن عوف عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها کی سند سے مروی ہے۔ اور حافظِ دنیا ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال میں لکھا ہے کہ سعید بن مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عامر بن ہشام رحمہ اللہ تعالیٰ کو سنائی۔ عامر نے کہا اے سعید ! مجھے سلیمان بن مغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا انه عمل ذنبًا فاستصغره فأتاه آتٍ فی منامه فقال : یا سلیمان .

یعنی "سلیمان فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صغیرہ گناہ سرزد ہوگیا لیکن میں نے اسے چھوٹا اور ہلکا سمجھا۔ پس خواب میں کسی نے کہا اے سلیمان (اور یہ شعر کہے)"۔

لا تُحقّرنَّ مِنَ الذنوبِ صغِيرًا

إن الصغيرَ غدًا يعود كبيرا

إن الصغير و لَو تقادَم عهدُه

عند الإلٰه مسطّر تسطيرًا

فازجُر هواكَ عن البطالةِ لاتكُن

صَعبَ القِيادِ وشمّرنْ تشميرا

إنَّ المُحبَّ إذا أحبَّ إلٰهه

طارَ الفؤادُ و الهمَ التفكيرا

فاسئَل هدايتكَ الإلٰهَ فتتّئِد

فكفى بِربّك هادِياً و نَصيرا

(۱) یعنی "کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھ کیونکہ یہی چھوٹا گناہ کل بڑا ہوگا۔

(۲) چھوٹے جرم کو کئے ہوئے اگرچہ ایک مدت گزر جائے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

(۳) پس اپنی خواہش کو بے فائدہ امور سے روک دے اور سرکشی نہ کر اور عبادت کے لئے مستعد و تیار رہ۔

(۴) وہ شخص جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہو اُسے کچھ ہوش نہیں ہوتا۔ اسے تو ہر وقت آخرت کی تیاری کا الہام ہوتا رہتا ہے۔

(۵) تم اللہ تعالیٰ سے اپنی ہدایت کی دعا کرو۔ پھر حصولِ ہدایت کے بارے میں مطمئن رہو کیونکہ ذاتِ خدا تعالیٰ کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد کرنے کے لحاظ سے "۔

ہمارے اَسلاف کا حال

ہمارے اسلاف کرام کا حال یہ تھا کہ ان کو ذرا سی بے ادبی بھی بہت بڑا گناہ معلوم ہوتی تھی اور وہ اس سے اس طرح احتراز کرتے تھے جس طرح کسی بڑے گناہ سے احتراز کیا جاتا ہے۔

مجالس سنیہ شرح اربعین نوویہ ص ۷۵ پر بعض عارفین سے یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک بار حرم شریف میں بیٹھے یا لیٹے ہوئے تھے اور پاؤں پھیلائے ہوئے تھے۔ ایک چھوٹی سی بچی نے، جو صاحبِ دل تھی، انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا لا تُجالِسه إلاّ بالأدبِ و إلاّ فيَمحُوكَ مِن دِيوان المقرّبين .

یعنی " اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے بیٹھا کرو، ورنہ بے ادبی کی صورت میں اللہ تعالیٰ تمہارا نام مقربین واولیاء کی فہرست و رجسٹر سے مٹادینگے "۔

حضرت سِرّی سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

مشہور ولی اللہ سِرّی سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ لیٹتے اور بیٹھتے وقت کبھی بھی اپنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے پاؤں پھیلائے تو

سختی سے تنبیہ کردی گئی۔

وہ فرماتے ہیں صلَّیتُ لیلةً مِن اللیالی فمدَدتُ رِجلی فی المحراب فنودِیتُ فی سِرّی : أهكذا تجالس الملوكَ ؟ فقلت : لا و عزّتك لا مددتُ رجلی أبدًا .

یعنی " ایک رات نماز پڑھ کر میں نے پاؤں پھیلا دیئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ بادشاہوں کے دربار میں تم اس طرح بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں اے اللہ، آپ کی عزت کی قسم! آئندہ عمر بھر میں پاؤں نہیں پھیلاؤں گا "۔

حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

مشہور بزرگ ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عابد شخص کی بزرگی کی تعریف و شہرت سنی۔ میں ان کی زیارت کے لئے گیا۔ فرأیتُه قد بَصَقَ إلی جهة القبلةِ . یعنی " میں نے دیکھا وہ قبلہ کی جانب تھوک رہے ہیں "۔

فرجَعتُ عن زیارته لأنه غیر مأمون علی أدب مِن آداب الشریعة فکیف یکون مأمونًا علی الأسرارِ .

یعنی " پھر میں ان کی زیارت کئے بغیر واپس ہوا کیونکہ انہوں نے جب شریعت کے ظاہری آداب کا خیال و لحاظ نہیں کیا تو طریقت کے روحانی اسرار و رموز کے کس طرح حامل ہونگے "۔

افسوس کہ آج کل تھوکنا تو درکنار پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت

لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ بہت سے گھروں میں بستروں اور چارپائیوں کو ایسی حالت میں دیکھا گیا ہے کہ ان پر لیٹنے والے قبلہ کی طرف پاؤں دراز کر کے لیٹتے ہیں اور ذرّہ بھر خیال نہیں کرتے کہ ہم مسلمانوں پر قبلہ کی عزت ضروری ہے۔

اسی طرح قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتابوں کی تعظیم و تکریم بھی ضروری ہے۔ ان کی طرف بھی پاؤں نہیں پھیلانے چاہئیں۔ کئی ہسپتالوں میں بھی چارپائیوں کا انتظام اس طرح کیا گیا ہوتا ہے کہ مریض کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوتے ہیں۔ یہ بڑی بے ادبی ہے۔ بعض دفعہ اس قسم کی بے ادبی کی وجہ سے انسان بڑی ترقیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

تعظیمِ قبلہ موجبِ نجات ہے

بظاہر قبیح کاموں میں اور ان حالات میں جن میں شرمگاہ ظاہر ہو یعنی پیشاب وغیرہ حالات میں رُو بہ قبلہ ہونا درست نہیں ہے اور نیک کاموں میں قبلہ کی طرف منہ کرنا موجب نجات و باعث کامیابی ہے مگر افسوس کہ لوگ ایسے کاموں کو چھوٹا اور معمولی سمجھ کر ان پر عمل نہیں کرتے۔

ابوداود شریف میں ایک حدیث ہے من تَفَل تُجاهَ القبلةِ جاء یوم القیامة و تفلُه بین عینیه.

یعنی " جو شخص قبلہ کی طرف تھوکتا رہے، قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ وہی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان چہرہ پر برے داغ کی صورت میں ہوگا "۔

ایک اور مرفوع حدیث ہے أكرم المجالس ما استقبل به القبلة . یعنی " (ذکر و بھلائی کی) وہ مجلس جس میں استقبال قبلہ کو ملحوظ رکھا گیا ہو وہ سب مجالس سے بہتر ہے " ۔

نیز حدیث مرفوع ہے۔ ان لكل شئٍ سيّدًا و إنّ سيدَ المجالس القبلة . یعنی " ہر شے (عمل) کا ایک اعلیٰ مقام ہوتا ہے اور مجلس کا اعلیٰ مقام استقبالِ قبلہ ہے " ۔

ایک اور مرفوع حدیث ہے۔ إن لِكُلّ شئ شرفًا و زِينةً و زِينة المجالس استقبالُ القبلة . یعنی " ہر چیز (عمل) کی شرافت و زینت ہوتی ہے اور مجالس کی زینت و شرافت استقبالِ قبلہ (قبلہ کی طرف منہ کرنا) ہے " ۔

ایک قیمتی قول

بعض بزرگوں کا قول ہے۔ ما فتح الله على وليّ إلا و هو مستقبل القبلة . یعنی " کسی ولی اور بزرگ پر اللہ تعالیٰ معرفت کے دروازے اس وقت کھولتے ہیں جب وہ رُو بہ قبلہ ہو " ۔

حکایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کو اکٹھا ایک دن سے قرآن یاد کرانا شروع کیا۔ ایک بیٹا حفظِ قرآن پاک کے وقت رُو بہ قبلہ بیٹھتا تھا اور دوسرا اس کا التزام نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ اوّل الذکر لڑکے نے اپنے دوسرے بھائی سے ایک سال پہلے قرآن مجید حفظ کرلیا۔

استقبالِ قبلہ کی ایک عجیب حکایت

تعلیم المتعلّم میں لکھا ہے کہ دو طالبعلم طلبِ علم کی خاطر سفر پر روانہ ہوئے۔ جب کئی سال بعد وہ واپس آئے تو ان دونوں میں سے ایک بہت بڑا عالم بن گیا تھا۔ حالانکہ ذہانت و لیاقت کے اعتبار سے دونوں تقریباً ایک جیسے تھے، کوئی خاص فرق نہیں تھا۔

اس شہر کے علماء کو اس صورتِ حال سے بڑی حیرت ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے ایک طالبعلم کی محرومی اور دوسرے کی ترقی کے اسباب پر غور کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ جو طالب علم بڑا عالم بن کر آیا ہے وہ ہمیشہ قبلہ رُو ہو کر مطالعہ کرتا تھا اور اگر شہر سے باہر کسی جگہ وہ مطالعہ کرتا تو استقبالِ قبلہ کے ساتھ ساتھ رُو بہ شہر بیٹھنے کی بھی کوشش کرتا تھا۔

اس صورت حال کے معلوم ہونے سے علماء سمجھ گئے کہ بس یہ استقبالِ قبلہ کی تکریم وتعظیم کا نتیجہ ہے اور جس شہر کی طرف وہ منہ کر کے بیٹھتا تھا اس شہر کے کسی تہجد گزار بزرگ نے بوقت سحر اس کے لئے دعا کی ہوگی۔ اس دعا کی برکات اس طالب علم میں ظاہر ہوئیں۔

آج کل کے طلبہ کی حالت یہ ہے کہ قبلہ شریف کی عزت تو کجا کتابوں کا بھی احترام واکرام نہیں کرتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج کل طلبہ علم کی برکات وانوارات سے محروم ہوتے ہیں۔

اساتذہ، بزرگوں اور کتابوں کی تعظیم واکرام نہایت ضروری ہے۔ جو طالب علم اساتذہ، بزرگوں اور کتابوں کی تعظیم نہ کرے اللہ اس کے سینہ

میں نورِ علم نہیں ڈالتے۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک عبرت انگیز واقعہ

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مشہور زمانہ بزرگ حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کی وفات کے بعد ان کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے ؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کھڑا کر کے فرمایا اے ابوبکر شبلی ! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کی برکت سے تجھے بخش دیا ؟

میں نے عرض کیا۔ اے اللہ ! آپ نے کسی نیک عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اخلاص فی العبادات کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کی زیارت اور طلبِ علم کے لئے دور دراز سفر کرنے کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو انہی اعمالِ خیر کو نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور انہی کے وسیلہ سے آپ کے عفو و کرم کو حاصل کرنے کا حسنِ ظن کئے بیٹھا ہوں۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ سب نیک اعمال ہیں مگر تیری مغفرت ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ ! پھر کس عمل کے طفیل میری بخشش ہوئی ؟

اللہ تعالی نے فرمایا کہ کیا تجھے یاد ہے تو ایک مرتبہ بغداد کی ایک گلی میں جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک بلی پر تیری نظر پڑی جو سخت سردی کی وجہ سے حرکت کرنے سے عاجز تھی اور برف باری اور سردی کی شدت کی وجہ

سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی۔ تو نے اس پر ترس کھا کر اس کو اپنی پوستین میں چھپالیا تاکہ وہ کچھ حرارت اور گرمی حاصل کر لے۔

میں نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے ربّ مجھے یہ واقعہ یاد آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس اس بلی پر رحم و شفقت کرنے کی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔

ابن عساکر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں أَتَذكُر حينَ كنتَ تمشي على درب بغداد فوجدتَّ هرّةً صغيرة قد أضعَفها البردُ و هي تنزَوِي إلى الجِدارِ مِن شِدّة البرد و الثلج . فأخَذتَها رحمةً فأدخلتَها فى فروٍ كان عليك وِقايةً لها من ألَمِ البَردِ ؟ فقلتُ : نعم . قال : برحمتِكَ لِتلكَ الهرّةِ رحمتُكَ .

صدقہ سے عذاب و مصیبت ٹل جاتی ہے

مجالس سنیہ ص ۷۹ پر لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں شکایت کی اور عرض کیا کہ آپ اس شخص کی ہلاکت کی بد دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا آج وہ ظالم ہلاک اور تباہ ہو جائے گا۔ مجھے وحی سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ہلاکت کا انتظام ہو گیا ہے۔

وہ شخص ہر روز لکڑیاں جمع کرنے کیلئے جایا کرتا تھا۔ اس دن جب

جانے لگا تو اتفاق سے اس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ان میں سے ایک روٹی اس نے خود کھالی اور دوسری صدقہ کردی اور پھر لکڑیاں جمع کر کے شام کو واپس بخیریت گھر پہنچ گیا اور اسے کسی قسم کی کوئی گزند نہ پہنچی۔

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے اسے بُلوا کر پوچھا کہ تم نے آج کونسی نیکی کی ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے آج ایک روٹی صدقہ کی تھی۔

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ لکڑیوں کا گٹھا کھولو۔ اس نے کھول کر دیکھا فإذا فيه ثُعبان أَسود مثل الجذع غاضٌّ على جذع مِن الحطب . فقال : بهذا دُفع عنك .

یعنی "لکڑیوں کے اس گٹھے میں ایک سیاہ اژدہا موجود تھا جو ایک لکڑی کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ حضرت صالح علیہ الصلاۃ و السلام نے فرمایا کہ اس صدقہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا یہ عذاب تجھ سے ٹل گیا"۔

نیز مجالس سنیہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایک گروہ کا گزر ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام نے بذریعۂ وحی اطلاع پاکر فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص آج مرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسی دن شام کو وہ لوگ صحیح وسالم اُن پر واپس گزرے۔ ان کے پاس لکڑیوں کے گٹھے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا یہ

گٹھے رکھو۔ انہوں نے رکھ دیئے۔ آپ نے جس شخص کے مرنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اس سے کہا کہ تم اپنا گٹھا کھولو۔ جب اس نے کھول کر دیکھا تو اس میں ایک کالا ناگ تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے آج کونسا نیک کام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا **ما عملتُ شيئًا إلا أنه كان معي في يدي فلقة من خُبز فمرّ بي مسكين فسألني فَأعطيتُه بعضها . فقال : بها دُفِع عنكَ .**

یعنی ’’ میں نے تو کوئی (ایسا قابلِ ذکر) عمل نہیں کیا سوائے اس کے کہ میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ ایک مسکین وفقیر نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے اس روٹی کا ایک ٹکڑا اسے دے دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ بس اس تھوڑے سے صدقے ہی کی برکت سے تجھ سے یہ ناگ دفع کر دیا گیا (اور تُو اس کے ضرر سے محفوظ رہا) ‘‘ ۔

حضرات ! اس حکایت میں آپ نے ایک روٹی یا روٹی کے ایک ٹکڑے کی برکت دیکھی کہ اس کے ذریعہ ایک شخص موت اور ہلاکت سے بچ گیا۔ گاہے تھوڑی سی نیکی کا اثر ونتیجہ بہت بڑا ہوتا ہے۔

موت سے غافل نہیں ہونا چاہئے

موت ہمارے سر پر سوار ہے مگر ہم موت سے بالکل غافل ہیں۔ موت سے غافل ہونا اور اس کے لئے تیاری نہ کرنا جانوروں کی خصلت ہے۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

دفن خود صدہا کئے زیرِ زمین
پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقین
تجھ سے بھی بڑھ کر کوئی غافل نہیں
کچھ تو عبرت چاہئے نفسِ لعین
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ
آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیرِ حق سے قلب کو بیزار رکھ
موت کا ہر وقت استحضار رکھ

صدقہ کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سابقہ امتوں میں سے ایک شخص پرندوں کے ایک گھونسلے سے ہمیشہ ان کے بچے اٹھا کر لے جاتا تھا۔ پرندے انڈے دیتے، جب بچے انڈوں سے باہر آتے تو چند دنوں کے بعد وہ انہیں اٹھا کر لے جاتا تھا۔ پرندوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد والتجاء کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اس دفعہ وہ تمہارے بچوں کو اٹھانے کیلئے آیا تو میں اسے ہلاک کردوں گا۔

چنانچہ پھر جب ان پرندوں کے بچے پیدا ہوئے تو وہ شخص حسبِ عادت ان بچوں کو اٹھا کر لے جانے کی غرض سے گھر سے نکلا۔ بستی کے قریب اسے ایک سائل ملا۔ اِس شخص کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے وہ خود کھا رہا تھا۔ وہ روٹی اس شخص نے سائل کو دیدی۔ پھر آکر بچوں کو گھونسلے سے اٹھا کر لے گیا۔

بچوں کے ماں باپ نے جب یہ دیکھا تو اللہ تعالی کی بارگاہ میں بزبانِ حال فریاد کی ربنا إنك لا تخلف الميعاد . یعنی "اے ہمارے پروردگار ! آپ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں فرماتے "۔ مگر وہ شخص تو ہلاک نہیں ہوا۔

اللہ تعالی نے فرمایا أَلَم تعلَمَا أَنّى لَم أُهلِكْ أَحدًا تصدَّق في يومه بميتة سَوءٍ . (مجالس سنیہ)۔

یعنی "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جس دن کوئی شخص صدقہ کرے اس دن میں اسے غضب کی موت سے نہیں مارتا "۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا عجیب واقعہ

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت سمندر کے کنارے کپڑے دھو رہی تھی۔ اس کے قریب اس کا چھوٹا سا بچہ بھی کھیل رہا تھا۔ اتنے میں ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ اس عورت نے روٹی کا ایک لقمہ سائل کو دے دیا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس عورت کا بچہ اٹھا کر لے گیا۔ وہ چیختی چلاتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے دوڑی اور کہنے لگی یا ذئب ! ابنی . یعنی "اے بھیڑیئے ! میرا بیٹا (چھوڑ دے)"۔

فبعَثَ اللہ مَلکًا انتزعَ الصبیَّ مِن فَمِ الذئبِ و رَمی به إلیها و قال : لقمة بلقمةٍ . یعنی "اللہ تعالیٰ نے فوراً ایک فرشتہ بھیجا جس نے بھیڑیئے کے چنگل سے بچے کو چھڑا کر اس کی ماں کے حوالے کیا اور کہا یہ بھیڑیئے کا لقمہ تیرے اس لقمے کا بدلہ ہے جو تو نے خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا تھا"۔

حضرات ! تھوڑا سا دردِ دل ، پاسِ وفا اور جذبۂ خیر خواہی بھی بہت بڑا اثر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو غریب اور نادار شخص کو ایک لقمہ صدقہ کرنے پر وہ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں جو دولتمند کو بڑے مال کے صدقہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

پھول کا حُسن دیکھیں ، اللہ تعالیٰ اسے مٹی سے پیدا کرتے ہیں۔ یہ ان کی قدرتِ کاملہ کے کرشمے ہیں۔ غنی آدمی لعل و گہر سے حسن و خوبصورتی کا سامان بناتا ہے اور غریب انسان گل کو دستار میں رکھ کر دل کے سرور کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔

دردِ دل ، پاسِ وفا ، جذبۂ ایماں ہونا
آدمیّت ہے یہی اور یہی انساں ہونا
زندگی کیا ہے عناصر کا ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

دفترِ حسن پہ مہرِ یدِ قدرت سمجھو
پھول کا خاک کے تودے سے نمایاں ہونا
گل کو پامال نہ کر لعل و گہر کے مالک
ہے اسے طرّۂ دستارِ غریباں ہونا

ایک عجیب حکایت

حکایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں ایک بدمعاش دھوبی تھا۔ شریف لوگوں کے خلاف اوباشوں کو بھڑکاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسکی ہلاکت کی بد دعا کی۔

لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شخص آج ہی ہلاک ہو جائے گا مگر شام کے وقت وہ کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائے بخیریت گھر واپس آگیا۔ لوگوں کو سخت حیرت ہوئی اور جا کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ بات بتائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہلا بھیجا کہ اس دھوبی کو کہو کہ اپنی گٹھڑی میرے پاس لے کر آئے۔ چنانچہ وہ شخص گٹھڑی سمیت حاضر ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ گٹھڑی کھولو۔ فإذا فيها ثعبان عظيم قد أُلجم بِلجامٍ مِن حديد . فقال له عيسى عليه الصلاة والسلام : ما صَنعتَ اليومَ مِن الخير ؟

قال : ما صَنعتُ شيئًا إلا أن رجلا نزلَ إليّ من صومعتِه فشكا إليّ جوعًا فدَفعتُ له رَغِيفًا كانَ معى .

فقال له عيسى عليه الصلاة و السلام : إن الله بَعثَ إليك هذا العدوَّ فلما تَصدَّقتَ أمرَ الله ملكًا فألجمه بهذا اللّجام .

یعنی ”اس گٹھڑی میں ایک بہت بڑا اژدہا تھا جس کے منہ میں لوہے کی لگام دی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس شخص سے کہا کہ تو نے آج کونسا نیک عمل کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ اس کے علاوہ میں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا کہ (جنگل میں) ایک عبادت گاہ سے ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور آکر بھوک کی شکایت کی۔ میرے پاس ایک روٹی تھی وہ میں نے اس شخص کو دیدی۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سانپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری ہلاکت کیلئے بھیجا گیا تھا مگر تو نے جب صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا (کہ اس سانپ کو لگام دیدو۔) پس اس فرشتے نے اس سانپ کو یہ لگام دیدی“۔

آج لوگ دُنیوی کاموں کے لئے بڑی جد و جہد کرتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے نفع پر ان کی نگاہ ہوتی ہے مگر آخرت کی کچھ فکر نہیں اور نہ ہی خوفِ خدا ہے۔

دنیا میں آج حیف کہ بازارِ اتقاء
گرمیٔ مسکرات کے باعث پڑا ہے سرد
خوفِ خدا ہے دل میں نہ آنکھوں میں شرمِ دہر
اہلِ وطن کے حال پہ روتے ہیں اہلِ درد

بہر حال ہر چھوٹی بڑی نیکی کا خیال ہونا چاہئے۔ بڑی نیکی کے فوت ہونے سے جس طرح غم اور دکھ ہوتا ہے اسی طرح چھوٹی نیکی کے فوت ہوجانے سے بھی غم اور دکھ ہونا چاہئے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ایک رات نیند کے غلبے کی وجہ سے تہجد کی نماز فوت ہوگئی۔ انہیں بڑا افسوس ہوا۔ اس غلطی اور غفلت کی پاداش میں انہوں نے اپنے نفس کو یہ سزا دی کہ پورے ایک سال تک رات کو نہیں سوئے۔ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

عن محمد بن المنکدر أن تميما الداری نام ليلةً لم يقم فيها يتهجّد فقام سنةً لم ينم فيها عقوبةً لِلّذی صنع .
مرقاة شرح مشکوٰة قبيل باب آداب الخلاء ج۱ ص۳٤٦ .

یعنی "محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ مشہور صحابی حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رات نیند کے غلبہ کی وجہ سے تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے۔ تو اپنے نفس کو سزا دینے کی غرض سے انہوں نے پورے ایک سال تک رات کو نیند ترک کردی۔ (چنانچہ ساری رات صبح تک عبادت میں مشغول رہتے)"۔

موجودہ دور میں ایسے صاحبِ دل اور صاحبِ درد لوگ کہاں ملتے ہیں۔

برادرانِ اسلام ! آخرت و عبادت کے درد اور شوق سے دل کا خالی ہونا بہت بڑا نقصان و خسارہ ہے۔ دینی درد تمام مشکلات کی دواء و علاج ہے۔

خلیل صمدانی نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ دل نہیں جس میں کوئی ارماں نہیں ہوتا
وہ گھر نہیں جس میں کوئی مہماں نہیں ہوتا
وہ دیکھنے والے سے تو پنہاں نہیں ہوتا
ہاں دیکھنے والا بھی ہر انساں نہیں ہوتا
پھولوں میں بھی وہ حسن نمایاں نہیں ہوتا
دل جس سے بہل جائے وہ ساماں نہیں ہوتا
مرجائیں غمِ ہجر میں آسان ہو مشکل
مرنا بھی غمِ ہجر میں آساں نہیں ہوتا

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ

حکایت ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت درپیش ہوئی تو اُنکے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا۔ جب روٹی پک گئی تو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو بذریعۂ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے۔ چنانچہ آپ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا تو گھر والوں نے سارا قصہ سنادیا۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روٹی کھانے سے انکار کردیا اور نہ کھانے کی

وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے۔ امام احمدؒ کی رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک تھا یعنی اس کا حلال ہونا یقینی نہیں تھا۔ اور ایسے مال کا کھانا اور استعمال کرنا اگرچہ عام لوگوں کیلئے جائز ہے لیکن امام احمدؒ جیسے عظیم المرتبہ محدّث ایسے مال سے پرہیز کرتے تھے۔

حالانکہ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت متقی اور صالح انسان تھے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ رات کو اپنے گھر میں سونے کی بجائے والد محترم کے گھر کے دروازے کے قریب لیٹے رہتے تھے کہ شاید والد محترم کو کسی وقت میری ضرورت پڑے۔

بہرحال امام احمدؒ نے جب روٹی میں یہ شبہ ظاہر کیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دیدیں؟ فرمایا ہاں دیدو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا۔ چنانچہ گھر والوں نے جب وہ روٹی مساکین کو دینا چاہی تو انہوں نے بھی وہ روٹی کھانے سے انکار کر دیا۔ گھر والے پریشان ہوئے۔ انہوں نے امام احمدؒ سے مشورہ کئے بغیر وہ روٹی دریا میں بہادی۔

امام احمدؒ کو جب اس بات کا علم ہوا فامتنع من أكلِ الحوتِ مدةَ حياتِه. یعنی "امام احمدؒ نے زندگی بھر مچھلی کھانا چھوڑ دی (کہ مچھلیوں نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہوگی)"۔ مرقات شرح مشکوٰۃ باب ما لا تحل المسألة ج ٤ ص ١٨٢.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک بار کسی نے دودھ پیش کیا۔ آپ نے اسے پی لیا۔ پھر اس آدمی سے پوچھا کہ تم نے یہ دودھ کہاں سے حاصل کیا ہے؟ اس نے کہا إنه وَرَدَ على ماءٍ قد سماه فإذا نعَم من نعم الصدقةِ و هم يَسقُون فحلَبوا مِن ألبانِها فجعَلتُه فى سقائِى فهو هذا .

یعنی " میں ایک چشمے پر گیا۔ وہاں صدقہ (زکوٰۃ) کی اونٹنیوں کو پانی پلایا جا رہا تھا۔ پس شتربانوں نے اُن کا دودھ دوہا اور اس میں سے انہوں نے کچھ دودھ مجھے بھی دیا جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا"۔

فأدخَلَ عمر يده فاستقاءَ . مشکوٰۃ ص۱۶۲ .

یعنی " حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فورًا انگلی اپنے حلق میں داخل کی اور اس دودھ کو قے کر دیا"۔ کیونکہ بیت المال کی اونٹنیوں کا دودھ اس طرح پیٹ بھر کر پینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے لئے حرام سمجھتے تھے۔ ہمارے اسلاف کھانے پینے کے معاملے میں کتنے محتاط تھے۔ ادنیٰ سی مشتبہ چیز سے بھی کتنا پرہیز کیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک زرّیں قول

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں غذا سے بدن کا گوشت اور خون

پیدا ہوتا ہے۔ پس اگر غذا حرام ہو تو اس سے قساوتِ قلبی یعنی دل کی سختی پیدا ہوگی۔ آج ایسا مؤمن ایسا سوزِ جگر کہاں۔

نہ مؤمن ہے نہ مؤمن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے
سمن ہے سبزہ ہے بادِ سحر ہے
مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے

لباس کیطرح ایمان کو بھی بدنما داغوں سے بچانا چاہئے

حضرات ! جس طرح ہم اپنے لباس اور ظاہری جسم کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح ہمیں اپنے دین وایمان کی بھی فکر ہونی چاہئے۔ لباس پر اگر چھوٹے چھوٹے دھبوں اور داغوں کی تعداد بڑھ جائے تو لباس کتنا بُرا اور بدنما معلوم ہوتا ہے۔ کوئی معزز سفید پوش انسان ایسا لباس پہننا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح ایمان کا لباس بھی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے داغدار اور بدنما ہو جاتا ہے۔

بدنما اور داغدار لباس پہن کر بڑی مجالس میں ، بادشاہوں کے دربار میں اور بڑے لوگوں سے ملاقات کیلئے جانا کوئی عقلمند آدمی گوارا نہیں

رہتا۔ مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ مسلمان گناہوں سے داغدار ایمانی باس پہن کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانے سے نہیں شرماتے۔

ما بال دینك ترضی ان تُدنّسه
و ثَوبُك الدهر مغسول من الدّنس
تَرجُو النجاةَ و لم تَسلُك طريقتَها
إنّ السفينةَ لا تجری علی اليبس

(۱) یعنی ”کیا وجہ ہے کہ تو اپنے دین کے میلے ہونے پر راضی ہے مگر تیرا لباس ہمیشہ میل سے صاف ہوتا ہے۔

(۲) تجھے نجات کی امید ہے لیکن تو نجات کی راہ پر نہیں چلتا۔ یاد رکھ کشتی کبھی خشکی پر نہیں چل سکتی“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنے کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

آج کل لوگوں کی عقلیں لہو و لعب (کھیل تماشہ) اور بے فائدہ دلچسپیوں میں اور نگاہیں دنیاوی رنگ و بو میں الجھی ہوئی ہیں۔

نگاہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید ملے اللہ ہو میں

یہ دنیا فانی ہے اور اس کی مسرّتیں اور آرائشیں بھی فانی ہیں۔ موت کے وقت ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ان بے فائدہ مسرتوں اور

خوشیوں کی حیثیت شیخ چلی کے خیالی منصوبے سے زیادہ نہیں تھی۔

شیخ چلّی کا ایک دلچسپ واقعہ

شیخ چلی کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ وہ ایک دن دو پیسے کی مزدوری پر تیل کا ایک گھڑا اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ قدیم زمانے میں دو پیسے آج کل کے دو چار روپے کے برابر تھے۔ راستے میں سوچنے لگا کہ ان دو پیسوں سے میں انڈے خرید کر مرغی کے نیچے رکھوں گا۔ ان دو انڈوں سے دو بچے نکلیں گے ایک مرغا ہوگا اور ایک مرغی۔ پھر ان کے اور انڈے اور بچے ہوں گے۔ اس طرح بہت سے مرغے اور مرغیاں ہو جائیں گی۔ پھر میں ان سب کو بیچ کر ایک بکری خریدونگا۔ پھر اس بکری کی نسل بڑھے گی۔

دیکھا آپ نے خیالی منصوبہ۔ ابھی پیسے ملے بھی نہیں اور بکری خریدلی۔

پھر بکریاں بیچ کر گائے خریدوں گا۔ جب اس گائے کی نسل بھی بڑھ جائے گی تو پھر انہیں بیچ کر بھینس خرید لونگا۔ جب بھینسوں کی نسل بڑھ جائے گی تو پھر میں انہیں بیچ کر ایک بہت بڑی دکان بناؤں گا جس سے میں بہت بڑا مالدار بن جاؤنگا۔

پھر میں ایک عالیشان مکان تعمیر کروں گا اور کسی وزیر زادی یا شہزادی سے شادی کروں گا۔ پھر اس سے میرا ایک لڑکا پیدا ہوگا جو میرے ساتھ رہا کرے گا۔ وہ مجھ سے پیسے مانگے گا تو میں اسے کبھی کبھی کہوں گا ہشت۔ بس ہشت کہنا ہی تھا کہ سر کو حرکت ہوئی اور وہ گھڑا گر

پڑا۔

گھڑے کے مالک نے ڈانٹا کہ ارے یہ کیا کر دیا تو نے؟ شیخ چلی منہ بنا کر کہنے لگا۔ واہ واہ جاؤ میاں تمہیں اپنے نقصان کا خیال ہے لیکن یہ نہیں جانتے کہ میرا کتنا بڑا نقصان ہوگیا ہے۔ تمہارا تو چار یا پانچ سیر تیل ہی ضائع ہوا اور میرا پورا کنبہ تباہ ہوگیا۔ کیونکہ شیخ چلی کی تو ساری دولت وہ دو پیسے ہی تھے جو اسے مزدوری میں ملتے۔ گھڑا ٹوٹنے سے مزدوری گئی تو سارا کنبہ بھی جاتا رہا۔

دوستو! دنیا کی بے فائدہ مسرتیں اور خوشیاں اسی طرح فانی ہیں جس طرح شیخ چلی کا یہ خیالی منصوبہ فانی تھا۔

دُنیوی زندگی کی حقیقت

یہ زندگی فانی ہے، آخرت دائمی ہے۔ دنیا کی رنگینیوں اور بھول بھلیوں میں گم ہوکر آخرت کو فراموش کرنا بہت بڑی حماقت ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ حیاتِ دنیا کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں وما هذه الحيٰوةُ الدنيا إلاّ لهو و لعب و إنّ الدارَ الآخرةَ لَهِیَ الحيوَان لو كانوا يعلمون. یعنی ”یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں صرف لہو و لعب (کھیل تماشہ) ہے اور آخرت ہی زندہ و باقی ہے اگر وہ جانتے“۔

حضرت ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ اور فکرِ آخرت

ابراھیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب بلخ کی سلطنت ترک کر کے درویشی اختیار کی تو ان کے وزیر نے ایک دن آکر ان کے سامنے سلطنت کی تباہی کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ حضرت ! اپنی سلطنت سنبھالیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک فکر دامن گیر ہے۔ اگر تم وہ فکر رفع کر دو تو پھر میں سلطنت کا انتظام سنبھال لوں گا۔ وزیر نے عرض کیا حضور ! آپ ارشاد فرمائیں، ہم آپ کی ہر فکر زائل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ابراھیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے۔ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر . یعنی " ایک فریق (گروہ) جنت میں ہوگا اور ایک فریق (گروہ) دوزخ میں "۔ مجھے اب یہ فکر ہے کہ پتہ نہیں میں کونسے فریق میں ہوں گا۔ وزیر ان کی یہ بات سن کر دنگ رہ گیا اور عرض کیا حضرت ! آپ کی یہ پریشانی اور فکر تو ہم زائل نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔

دنیا کی بے ثباتی

برادرانِ اسلام ! یہ دنیا فانی ہے۔ ہم بھی فانی ہیں۔ یہ شب و روز اور ماہ و سال کی گردشیں جاری رہیں گی اور ہم نہ ہوں گے۔ یہ ماہ و مہر (چاند و سورج) کتنوں پر طلوع ہوئے ہیں۔ اِنہوں نے اس زمین پر بڑے بڑے بادشاہوں ، داناؤں ،فلسفیوں، علماء ، جہلاء ، اغنیاء ،فقراء ،

خوشحال اور غمگین لوگوں کو دیکھا ہے لیکن آج ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ نہ بادشاہوں کی شہنشاہیت ہمیشہ رہی اور نہ غریبوں اور مسکینوں کی غربت و مسکنت باقی رہی۔

ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے اور بہت جلد آنے والا ہے (کیونکہ زمانہ بہت جلد گزرتا ہے) کہ ہم اور آپ بھی اس زمین پر نہ ہوں گے۔ ہم سب مرنے والے ہیں۔ ہمارے بعد اور لوگ آکر اس زمین کو آباد کریں گے۔ آہ ...... افسوس ...... یہ دنیا کتنی بے وفاء ہے، یہ عمر کتنی جلد گزرنے والی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

صبح کو کہتا ہوں دیکھوں کس طرح کٹتا ہے دن
شام اسے ایسا بھلا دیتی ہے گویا کچھ نہ تھا
عمر یوں ہی کٹ گئی آخر ہوا معلوم یہ
عرصۂ ہستی بجز امروز و فردا کچھ نہ تھا

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دنیا کی اس فانی زندگی سے اعراض کرتے ہیں اور اسے ٹھکرا کر حصولِ آخرت کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہر چھوٹی بڑی نیکی کو غنیمت سمجھ کر اسے اپنے نامۂ اعمال میں جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو دنیاوی چیزوں پر مر مٹتے ہیں۔

ہر ایک کہتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے، یہ زمین میری ہے، یہ باغ میرا ہے، یہ دوکان میری ہے، یہ کارخانہ میرا ہے، مگر یہ سب دھوکہ اور

فریب ہے۔ یہ سب خیالی اور بے اصل باتیں ہیں۔ کیونکہ انسان اگرچہ شرعاً بظاہر ان سب چیزوں کا مالک ہوتا ہے لیکن اس کی یہ ملکیت عارضی ہے۔ اس لئے کہ یہ سارا قصہ موت تک ہے۔

موت کے بعد یہ سب کچھ انسان سے چھن جاتا ہے۔ موت کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اُس کا نہیں، کسی غیر کا تھا۔ اب اس مال و متاع کے مالک اس کے ورثاء ہیں۔ اور اس کیلئے صرف وہ اعمال باقی رہیں گے جو اس نے کئے ہیں ۔ آخرت میں نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کالج میں ہوچکا جب یہ امتحاں ہمارا
سیکھا زباں نے کہنا ہندوستاں ہمارا
رقیب کو کم سمجھ کر اکبر یہ بول اٹھے
ہندوستاں کیسا ، سارا جہاں ہمارا
لیکن یہ سب غلط ہیں، کہنا یہی ہے لازم
جو کچھ ہے سب خدا کا، وہم وگماں ہمارا

دانا اور کامل مسلمان وہ ہے جو فنائے دنیا کو مدنظر رکھتے ہوئے آخرت کو آباد رکھے ۔ دنیاوی سیم و زر حاصل کرنے کی بجائے آخرت کے خزانے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ آخرت کی مسرتیں اور خوشیاں حاصل کرنا جتنا مشکل ہے اتنا ہی آسان بھی ہے۔ ایک مسلمان اگر معمولی سی کوشش اور ہمت کرے تو تھوڑے عمل سے بھی بہت بڑا اجر و ثواب

حاصل کرسکتا ہے۔

اسلام سراپا رحمت ہے

اسلام تو سراپا رحمت ہے۔ اس میں عمل قلیل کا بھی بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ بعض اعمال انتہائی کم اور بہت آسان ہوتے ہیں مگر ان کے کرنے سے اجر وثواب اتنا زیادہ ملتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت و شفقت دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ اور کیوں ایسا نہ ہو جبکہ اس کے لانے والے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں جو سراپا رحمت و شفقت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں و ما أرسلنٰك إلاّ رحمة للعٰلمين. یعنی "اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

چند آسان اعمال اور ان کے عظیم ثمرات

اب میں احادیث کے حوالوں سے چند ایسے اذکار و اعمال کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو قلیل وخفیف ہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

ان مختصر اعمال کے ذکر کرنے کی وجوہات وفوائد

پہلا فائدہ۔ امید ہے کہ ان کے پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالی بہتوں کا فائدہ ہوگا اور بہتوں کے دل میں ان پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔

دوسرا فائدہ ان اعمال و اذکار کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ ان

کے پڑھنے سے روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہوجائیگی کہ ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام بِلا شک وشبہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کے مجسمِ رحمت ہونے میں ادنیٰ شک وشبہ کی بھی گنجائش نہیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مطابق یہ بیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عامہ و رحمت کثیرہ و رحمت بے پایانہ کی ایک واضح دلیل ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اس بیان سے یہ ثابت ہوجائے گا کہ ہمارا دینِ اسلام دینِ رحمت ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہوگا کہ اس بیان سے یہ بات بھی پوری طرح ذہن نشین ہوجائیگی کہ غضب کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت زیادہ ہے جیساکہ حدیث قدسی ہے سبقت رحمتی غضبی .

یعنی " میری رحمت (ازل میں بھی اور بعد ازل بھی یعنی دائماً) میرے غضب پر سبقت لے گئی اور غالب ہوگئی " ۔

پانچواں فائدہ یہ ہوگا کہ ان اذکار و اعمال کے کرنے سے انسان میں اپنے احوال کی اصلاح اور آخرت کی فکر پیدا ہوگی۔

چھٹا فائدہ یہ ہوگا کہ ان احادیث کے سننے اور پڑھنے سے مسلمان کے ذہن میں دیگر ادیان کے مقابلہ میں دین اسلام کی عظمت و شوکت دلنشیں ہوسکے گی۔ مشتے نمونہ خروار کے طور پر ان احادیث میں چند ایسی خصوصیات اور خوبیوں کا ذکر ہے جن سے دیگر ادیان بالکل خالی ہیں۔ اسی طرح ان احادیث کے ذکر سے بعض ایسے کمزور مسلمانوں کے ایمان میں قوت پیدا ہوگی جو یورپ وغیرہ بعض دیگر اقوام کی ظاہری چمک دمک

اور ضرر رساں رنگینی و رسوم کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ساتواں فائدہ یہ ہوگا کہ ان احادیث پر عمل کرنے والے لوگ بہت سے دنیاوی مصائب و امراض اور تکالیف سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے کیونکہ ان میں سے کئی اذکار کے یہی فوائد احادیث میں بیان کیے گئے ہیں۔ دکھ، درد، تکالیف و مصائب، آفات اور پریشانیوں سے بچ جانا بھی بہت بڑا فائدہ ہے۔

آٹھواں فائدہ ان احادیث کے بیان کرنے سے یہ ہوگا کہ ان امور پر عمل کرنے والے کو اُخروی فوائد کے علاوہ ایسے بے شمار دنیاوی فوائد و ثمرات بھی حاصل ہوں گے جن کی بشارت ان احادیث مبارکہ میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے دی ہے۔

نواں فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ ان احادیث سے زیر بحث موضوع کی تشریح و توضیح ہو جائے گی۔ اس کتاب میں زیر بحث موضوع یہ ہے کہ مسلمان کسی نیکی کو حقیر اور چھوٹا سمجھ کر نہ چھوڑے۔ ممکن ہے کہ اسی چھوٹی سی نیکی سے بہت بڑے فوائد حاصل ہو جائیں اور ممکن ہے کہ اسی میں رضائے خدا تعالیٰ پوشیدہ ہو اور اس عمل سے اسے رضائے خدا تعالیٰ حاصل ہو جائے۔

وہ احادیث مبارکہ یہ ہیں۔

ایک حدیث جس میں ایک مبارک دُعا کا ذکر ہے

عن معقل بن يسار رضى الله تعالى عنه عن النبي

صلى الله عليه وسلم قال : من قال حين يصبح ثلاث مراتٍ " أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم " و قرأ ثلاث آيات من آخر سورة الحشر وَكَّلَ الله به سبعين ألف ملك يُصَلُّون عليه حتى يُمسی و إن مات فی ذلك اليوم مات شهيدًا و مَن قالها حين يُمسی كان بتلك المنزلة . رواه الترمذی و قال : حديث غريب .

یعنی " معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بوقت صبح تین مرتبہ مندرجہ ذیل دعا اور ایک مرتبہ سورۂ حشر کی آخری تین آیات تلاوت کرلے تو اللہ تعالیٰ ستّر ہزار فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں جو اس شخص کیلئے رات تک دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شخص اس دن مرجائے تو اسے شہادت کا درجہ ملے گا۔ اسی طرح اگر یہی عمل رات کے وقت کرلے تو اس کا بھی یہی ثواب و مرتبہ ہوگا "۔

وہ دعا یہ ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات یہ ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ

الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

آپ اندازہ کریں کہ اس مختصر سے ذکر سے جس کے پڑھنے پر صرف ایک یا دو منٹ صرف ہوتے ہیں کتنا بڑا اجر و ثواب ملتا ہے اور کس قدر بلند درجہ نصیب ہوتا ہے۔

اوّلاً ستّر ہزار فرشتے اس شخص کیلئے دعا و استغفار کرتے ہیں۔ فرشتوں کا مرتبہ نہایت بلند ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں۔ اس اعتبار سے تو ایک فرشتے کا اس شخص کیلئے دعا و استغفار کرنا بھی بہت بڑی سعادت و خوش نصیبی ہے چہ جائیکہ ستّر ہزار فرشتے اس شخص کیلئے دعا و استغفار کریں۔

ثانیاً ان فرشتوں کی تو ایک ساعت دعا و استغفار بھی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے جسے حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اندازہ لگائیں کہ یہ فرشتے سارا دن شام تک اس شخص کیلئے دعا میں مشغول ہوتے ہیں۔

ثالثاً پھر ان فرشتوں کی دعا کی وجہ سے اس شخص کو جو بلند درجات اور مراتب ملتے ہونگے، جو کہ ہماری نگاہ اور علمی احاطہ سے باہر ہیں اور ان کی تفصیل قیامت کے دن سامنے آئے گی، وہ مراتب و درجات تو شمار سے باہر ہیں۔

رابعاً اس دن مرجائے تو اسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔

آپ ذرا تصور کریں کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شہید کا کتنا بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ چند فضائل ذکر کرتا ہوں۔

شہید کے فضائل

(۱) شہید زندہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ اسے مُردہ مت کہو۔

(۲) وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے۔

(۳) اسے قبر اور برزخی زندگی میں یعنی موت کے بعد کبھی غم و خوف نہیں ہوتا۔

(۴) اس کی روح قیامت سے قبل جنت میں جہاں چاہے اڑتی اور گھومتی رہتی ہے۔

(۵) شہید کی موت قابلِ رشک موت ہے۔

(۶) اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

(۷) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء اللہ شہادت حاصل ہونے کی دعا مانگتے تھے۔

خامسًا جو شخص رات کے وقت یہ دعا اور یہ آیات پڑھ لے اسے صبح تک یہ درجہ حاصل رہیگا۔

سبحان اللہ ! ہمارا یہ دین اسلام کتنا مبارک دین ہے کہ اس میں تھوڑے عمل سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اتنا بڑا اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

دنیوی فوائد فانی ہیں اور اُخروی فوائد دائمی ہیں

اگر دنیا میں کوئی بادشاہ یہ اعلان کردے کہ فلاں بازار میں فلاں وقت سستی چیزیں ملا کریں گی اور ایک روپے کے بدلے بڑی کوٹھی ملے گی یا بڑا باغ ملے گا یا بڑی زمین ملے گی اور یہ اعلان کردے کہ ایک پیسے کے بدلے ہزار بوری گندم ملے گی۔ نیز ایک پیسے کے بدلے ریشمی اور بہترین کپڑا ہزاروں گز ملا کرے گا۔

یا یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس بازار میں فلاں وقت جو شخص صرف ایک روپیہ کی خریداری کرے گا اسے وزیر بنادیا جائے گا۔

یا یہ اعلان کر دیا جائے کہ جو شخص اس بازار میں فلاں وقت ایک روپیہ کی خریداری کرے گا اسے ستّر ہزار انسانوں کا مکمل افسر و مخدوم بنایا جائے گا اور یہ ستّر ہزار انسان بھی اس کی خدمت کریں گے۔

تو یقیناً ہر ادنیٰ عقل رکھنے والا انسان بھی اس بازار میں مقررہ وقت پر پہنچنے کی کوشش کرے گا تاکہ اسے یہ فائدہ اور نفع اور یہ مقام و مرتبہ حاصل ہو جائے۔ اور جو شخص اس بازار میں پہنچنے کی کوشش نہیں کرے گا اسے ہر آدمی بے وقوف اور پاگل کہے گا۔ حالانکہ یہ بازار اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد و منافع سب فانی ہیں۔

لیکن مذکورہ صدر حدیث میں جن فوائد و منافع کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والے اُخروی فوائد ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور ان فوائد و منافع کا اعلان کرنے والے خود اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔مگر افسوس صد افسوس کہ اس اعلان کی طرف توجہ دینے والے بہت کم لوگ ہیں۔

خود کہ یابی ایں چنیں بازار را
کہ بیک جو مے خری گلزار را

یعنی "آپ کو دنیا میں ایسا بازار (منڈی) نہیں مل سکتا سوائے بازارِ تجارتِ اخرویہ کے کہ جو کے ایک دانے ایسی قلیل شے سے آپ ایک بڑے وسیع وعریض باغ کو خرید لیں"۔

لوگ دنیاوی فوائد و منافع کے حصول کے لئے تگ و دو کرتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ فانی ہے۔ یہاں کی نہ خوشی باقی رہنے والی ہے اور نہ غم۔انسان کا اصل مقصود اللہ تعالی کی رضاء و خوشنودی ہونی چاہئے۔اس کی رضا کے سوا جو کچھ ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف خوشی ایک غم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے غم کرنا اور رونا بڑی سعادت اور خوشی ہے۔

شادی کی کیا خوشی ہے غم کا بھی رنج کیا ہے
وہ بھی تھی اک بجلی اور یہ بھی اک ہوا ہے
آنکھوں نے خوب دیکھا اور دِل نے خوب سمجھا
کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ اللہ کے سوا ہے
معنی کا آئینہ ہے اکبر کا یہ لطیفہ
ہنسنا بھی اک مرض ہے رونا بھی اِک دوا ہے

سید الاستغفار کی فضیلت

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اخلاص اور صدقِ دل کے ساتھ رات یا دن کو مندرجہ ذیل سیّد الاستغفار (تمام استغفاروں کا سردار) پڑھ لے اور پھر اسی رات یا اسی دن وہ وفات پا جائے تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔ سیّد الاستغفار یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّآ أَنْتَ

جس حدیث میں اس استغفار کے بارے میں یہ فضیلت بیان کی گئی ہے اس حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عن بُشير بن كعب العدوى قال : حدّثنى شدّاد بن أوس رضى الله تعالى عنه عن النبى ﷺ : سيّدُ الاستغفارِ أن تقولَ " اللّٰهم أنت ربى لا إله إلاّ أنت الخ ". قال : و مَن قالها من النّهار مُوقنًا بها فمات من يومِه قَبلَ أن يُمسِيَ فَهُوَ من أهلِ الجنّة و مَن قالها من اللّيلِ وهو مُوقِنٌ بها فمات قَبل أن يُصبح فهُوَ من أهلِ الجنّة . رواه

البخاری و النسائی .

اس حدیث پر غور فرمائیں کہ معمولی سے عمل کی بدولت دخولِ جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ حصولِ جنت کتنی بڑی سعادت ہے۔ جنت کی ایک گز زمین بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے۔

قیمت خود ہر دو عالم گفتئی

نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

ایک حدیث میں ہے لموضع سوطٍ من الجنة خير من الدنیا و ما فیھا . یعنی "جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ (اور ایک گز جگہ) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے"۔

مذکورہ صدر حدیثِ صحیح میں حصولِ جنت کا کتنا آسان طریقہ بتایا گیا ہے۔ یہ سیّد الاستغفار بالکل چھوٹا سا وظیفہ ہے مگر اس کا ثمرہ کتنا بڑا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہئے کہ خود بھی صبح و شام کم از کم ایک مرتبہ ضرور یہ استغفار پڑھے اور دیگر اہل خانہ و متعلقین اور احباب کو بھی پڑھنے کی تاکید کرے۔ زندگی کا کچھ علم نہیں۔ نہ جانے کس رات یا کس دن موت آجائے تو اس دعا کی برکت سے جنت نصیب ہو جائے گی۔

تو سمجھتا ہے جو ذرّہ یہ وہ ذرّہ تو نہیں

تو سمجھتا ہے جو قطرہ یہ وہ قطرہ تو نہیں

یہ وہ ذرّہ ہے جو طوفان بھی لا سکتا ہے

یہ وہ قطرہ ہے جو دریا بھی بہا سکتا ہے

ایک جامع دُعا اور اس کے عظیم فوائد

ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ میں ابو عیاش رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بوقت صبح یہ دعا پڑھ لے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

تو اسے پانچ قسم کے انعامات اور برکتیں حاصل ہونگی۔

(۱) اولادِ اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام میں سے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اُسے ملے گا۔

(۲) اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

(۳) دس گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۴) اس شخص کے دس درجات بلند ہونگے۔

(۵) اور وہ شخص رات تک شیطان کے شر اور ہر قسم کے وسوسوں سے محفوظ رہے گا۔

اور اگر رات کے وقت یہ دعا پڑھے تو صبح تک شیطان کے شرور و وساوس سے محفوظ رہے گا۔

حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک راوی نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خواب میں زیارت کی اور پوچھا اے اللہ کے نبی! ابو عیاش نے آپ کی یہ حدیث ہمیں سنائی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ ابو عیاش نے سچ کہا ہے اور صحیح حدیث بتائی ہے۔

آپ اندازہ کریں کہ یہ بالکل مختصر سی دعا ہے اور اس کے فوائد و منافع کتنے زیادہ ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس پر عمل کرے۔

حرصِ دنیا کا علاج فکرِ آخرت ہے

آج کل مسلمان دنیا کی حرص و لالچ میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہر شخص اسی حرص کا مریض ہے۔ آخرت کی تیاری اور فکر کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ دنیا کی حرص کا علاج فکرِ آخرت ہی ہے۔

سرمد کہتا ہے۔

دنیا ز ہوا و حرص بسیار پُر است
ہر جا ست دلے در غم دینار پُر است
بیمار بسے شربت دینار کم است
ایں خانۂ ویرانہ ز بیمار پُر است

مندرجہ بالا فارسی اشعار کا اردو ترجمہ کسی نے کیا خوب کیا ہے۔

ہے حرص و ہوا کی مے سے دنیا سرشار
دیکھو جسے رکھتا ہے وہ فکر دینار
بیمار بہت شربت دینار قلیل
ویرانۂ دنیا ہے مقام بیمار

بس یہ دنیا حرصِ سیم و زر کے مریضوں سے پُر ہے۔ فکرِ آخرت ہی اس قسم کے امراض کیلئے مثل شربتِ دینار ہے۔ آخرت کی فکر اگر کسی کو

نصیب ہو جائے تو یہ اس کے لئے بہت بڑی سعادت وخوش نصیبی ہے۔

مذکورہ صدر حدیث اور اس قسم کے اقوال پر عمل کرنے اور اللہ و رسول کے احکامات کی پیروی کرنے ہی میں مسلمان کی کامیابی مضمر ہے۔ اور حرصِ دنیا، ہوسِ سیم و زر اور محبتِ مال میں ناکامی ہی ناکامی، غم ہی غم اور ملال ہی ملال ہے۔

سرمدؔ کی رباعی ہے۔

آنرا کہ ہوس بیش بود ناکام است
مرغے کہ پئے دانہ رود، در دام است
ایں مال پُر از ملال بسیار وبال
ہر چند کم و بیش درو آرام است

اس رباعی کا منظوم ترجمہ یہ ہے۔

جس میں ہے ہوس زیادہ وہ ہے ناکام
دانہ کیلئے مرغ ہوا بستۂ دام
ہے مال وبال جس میں لاکھوں ہیں ملال
ملتا ہے مگر اس سے بہت کم آرام

واقعی دنیا کی بے جا اور ناجائز محبت و حرص میں انسان اگر مبتلا ہو جائے تو اسی طرح مصائب و آلام میں گرفتار ہو کر دونوں جہان میں تباہ و برباد ہو جاتا ہے جس طرح ایک دانے کی محبت و حرص میں پرندہ گرفتارِ دام ہو کر تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے۔

ہر قسم کے ضرر و نقصان سے محفوظ رہنے کی دُعا

حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک روایت کرتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

تو اُسے کسی قسم کا کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچے گا۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو مرضِ فالج لاحق ہوگیا تھا۔ آپ نے جب یہ حدیث روایت کی تو اسی مجلس میں ایک شخص ان کی طرف بطورِ سوال و تعجب دیکھنے لگا۔

حضرت ابان رحمہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی تجسّس بھری نگاہوں کو دیکھ کر یہ سمجھ گئے کہ اس کے ذہن میں سوال ہے۔ چنانچہ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ مجھے تعجب اور شک کی نگاہ سے کیوں دیکھ رہے ہو۔ اس حدیث شریف میں یقیناً کوئی شک و شبہ نہیں ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر مجھ پر جاری و نافذ کرنا تھی لہٰذا جس دن مجھے فالج ہوا اس دن میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا تھا۔ رواہ ابوداود و النسائی و ابن ماجه.

ایک نہایت مختصر دُعا اور اس کی عظیم فضیلت

عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه قال : قال رسول الله ﷺ : من قال حين يصبح و حين يُمسى " سبحان الله وبحمده " مائة مرةٍ لم يأت أحد يومَ القيامةِ بأفضلَ مما جاء به إلا أحد قال مثل ما قال أو زاد عليه . رواه مسلم والترمذی والنسائی . ورواه الحاكم ولفظه : غفرت ذنوبه و إن كانت أكثر من زبد البحر .

یعنی " ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ جو شخص صبح یا رات کو سو مرتبہ

سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِہٖ

پڑھ لے قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہ شخص جس نے یہ مقدار یا اس سے زائد بار یہ دعا پڑھی ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں " ۔

ناظرین کرام ! مذکورہ بالا دو حدیثوں پر غور کریں کہ بالکل مختصر سی دعا پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو کتنا زیادہ اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ جس مسلمان کے دل میں آخرت کا خوف اور اس کی فکر ہو وہ اس قسم کی احادیث اور تعلیماتِ نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر عمل کرنا اپنی

سعادت وخوش نصیبی سمجھتا ہے۔

مسلمان کو اپنے دین پر ہی کاربند رہنا چاہئے

اے مسلمان! تو اس زمین پر اللہ تعالی کا خلیفہ ہے۔ تو خود بھی قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تبلیغ کیا کر اور جہاں تک ممکن ہو کسی چھوٹی سی نیکی کو بھی نہ چھوڑا کر کیونکہ بعض چھوٹی نیکیوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ نیز اپنے دین یعنی دینِ اسلام کے سوا کسی اور دین کے خوشنما امور ورسوم پر محبت کی نظر نہ رکھ۔ کیونکہ ظاہری خوشنمائی فانی ہے بلکہ تیرے ایمان کے لئے مہلک ہے۔

لالۂ باغِ مصطفےٰ تیرا دل حزیں بنے
نورِ چراغ عشق سے روح کو جگمگائے جا

جن کی صدا سے آج تک مست فضائے عرش ہے
مطربِ نغمۂ ازل تو وہی گیت گائے جا

سیرِ بہار کیلئے منت باغباں نہ کر
بن کے بہارِ جاوداں صحنِ چمن پہ چھائے جا

اپنے چمن کو چھوڑ کر اور کہیں گیا تو کیا
لطف ہے جب بہر قدم تازہ چمن بنائے جا

بعض چھوٹی دعاؤں اور چھوٹے اعمال میں اللہ جل جلالہ کی رضا اور خوشنودی پوشیدہ ہوتی ہے۔ حتی الوسع ان پر عمل کی کوشش کرو، کیا پتہ شاید اسی کے ذریعہ تمہارے گھر آباد ہو جائیں۔

قليل منك يكفيني ولكن
قليلك لا يُقالُ له قلِيل

یعنی ”تیری طرف سے تھوڑی چیز بھی میرے لئے کافی ہے لیکن تیری دی ہوئی تھوڑی چیز بھی تھوڑی نہیں بلکہ زیادہ ہوتی ہے“۔

جنت کی ضمانت

ایک حدیث مبارک ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام یہ دعا پڑھ لے

رَضِینَا بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا ﷺ

تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کو راضی کریں۔ رواہ ابو داود . و رواہ الترمذی عن ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ .

ابن ماجہ و مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ جو شخص صبح وشام مندرجہ بالا دعا تین تین مرتبہ پڑھے اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے۔ طبرانی میں ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں ضامن ہوں کہ اس دعا کے پڑھنے والے کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں۔

دیکھئے اس چھوٹی سی دعا کی برکت سے تین بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ اس شخص کو ضرور راضی کریں گے۔

(۲) اس شخص کو اس دعا کی بدولت جنت ملے گی جو بہت بڑی

سعادت ہے۔

(۳) نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس شخص کو جنت میں داخل کرنے کی ضمانت دی ہے۔

ان میں سے ہر ایک فائدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

غم اور مصیبت سے نجات کا نسخہ

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام یہ دعا سات مرتبہ پڑھے

حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے ہر غم و مصیبت کو دور کرتے ہوئے اس کی کفایت فرمادیتے ہیں۔ رواہ ابن السنی مرفوعًا و ابوداود موقوفًا عن ابی الدرداء۔

نمازِ عصر سے قبل چار رکعت نفل کی فضیلت

ایک اور حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز عصر سے پہلے چار رکعت نفل ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت میں ایک محل تیار فرمادیتے ہیں (رواہ ابو یعلیٰ)۔ اور اس کا بدن دوزخ پر حرام کردیتے ہیں (طبرانی)۔

حضرات ! آپ اندازہ لگائیں کہ یہ کتنا بڑا انعام ہے۔ انسان ایک چھوٹا سا کمرہ تعمیر کرنا چاہے تو اس کے لئے کتنا متفکر ہوتا ہے اسے کتنی محنت کرنا پڑتی ہے۔ روپیہ خرچ کرتا ہے، اینٹیں اور مٹی جمع کر کے مستری اور مزدور بلاتا ہے۔ پھر کئی دنوں کے بعد بمشکل کہیں چھوٹا سا کمرہ تیار ہوتا ہے۔ اور وہ بھی فانی کمرہ کیونکہ دنیا بھی فانی ہے اور دنیا کی ہر چیز بھی فانی ہے۔ لیکن جنت دائمی ہے، اس کے محل بھی دائمی ہیں اور بہت بڑے اور نہایت حسین وجمیل ہیں۔

حدیثِ ہذا سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگر چاہے تو صرف چار یا پانچ منٹ میں بہت بڑا اُخروی نفع حاصل کرسکتا ہے یعنی عصر کی نماز سے پہلے صرف چار رکعت نفل و سنت پڑھنے سے جنت میں ایک عظیم الشان محل تعمیر کرواسکتا ہے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ انسان چند روزہ دنیوی زندگی کو خوشحال بنانے کیلئے تو بہت فکرمند ہوتا ہے اور شب و روز کوشاں رہتا ہے لیکن آخرت کی خوشحالی کی اسے کچھ فکر نہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جو فکرِ آخرت سے سرشار ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے سینوں میں وہ دل نہیں ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں تھے اور نہ ہی وہ سوز وگداز ہے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہرہ ور تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

زیبِ محفل ہے شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت بزمِ ہستی میں تجھے حاصل نہیں
اس چمن میں ہے سراپا سوز و ساز آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

مسلمانوں کی تمام تر توجہ اور فکر کا مرکز آخرت ہونی چاہئے لیکن آج کل مسلمانوں کی نگاہیں دنیا کی رنگینی میں الجھی ہوئی ہیں۔ اس حالت کا نقشہ کسی نے خوب کھینچا ہے۔

نگاہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید ملے اللہ ہُو میں

نمازِ جنازہ میں شرکت کا ثواب

مسلمان میت کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑا سا وقت صرف ہوتا ہے اور معمولی سی مشقت اٹھانا پڑتی ہے مگر اس کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں یہ تھوڑی سی مشقت و تکلیف کچھ بھی نہیں۔

اگر کسی شہر میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ جو شخص کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں شرکت کرے گا اسے ایک سیر سونا دیا جائے گا تو یقیناً شہر کا ہر آدمی نمازِ جنازہ میں شرکت کی کوشش کرتے ہوئے اسے اپنے لئے باعث

سعادت سمجھے گا۔ لیکن احادیث مبارکہ میں مسلمان کی نماز جنازہ میں شریک ہونے والے مسلمان کیلئے جس انعام و اکرام کا اعلان کیا گیا ہے وہ مذکورہ بالا انعام سے اس قدر زیادہ ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یعنی اسے ایک پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا۔

جن احادیث میں مذکورہ صدر انعام و اکرام کا اعلان کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی کسی (مسلمان میّت) کی نماز جنازہ میں شرکت کرے تو اسے ایک قیراط ثواب ملے گا اور اگر میت کے دفن ہونے تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ اور فرمایا کہ ایک قیراط کی مقدار اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ (اُحد مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے)۔ رواه مسلم و ابن ماجه .

(۲) ایک اور روایت میں ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ و السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز جنازہ سے پہلے میت والوں کے گھر چلا جائے تو اسے ایک قیراط ثواب ملے گا۔ پھر اگر جنازہ کے ساتھ چلا جائے تو مزید ایک قیراط ثواب حاصل ہوگا۔ پھر اگر نماز جنازہ میں بھی شرکت کرلے تو مزید ایک قیراط ثواب مل جائے گا۔ پھر اگر دفن کرنے تک ساتھ رہے تو اسے ایک قیراط اور بھی ثواب مل جائے گا۔ رواه البزار .

یہ کُل چار قیراط ہوئے۔ یعنی چار اُحد پہاڑوں جتنا ثواب اس شخص کو حاصل ہوا۔

آپ اندازہ لگائیں کہ یہ کس قدر عظیم انعام واکرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اس عمل پر نہ اتنا زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے اور نہ ہی زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے۔ معمولی سی مشقت پر اتنا بڑا ثواب بہت بڑی سعادت ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آخرت کا سرمایہ اکٹھا کرنے کے لئے اس قسم کے خزانے جمع کرتے ہیں۔ یہ دنیا تو مسافر خانہ ہے۔ یہاں ہمیشہ کسی نے نہیں رہنا۔ عمر ختم ہونے والی ہے۔ موت ہر وقت انسان کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس چمنستانِ زندگی میں آخرت کیلئے پھول چننے والا ہی صاحبِ عقل و صاحبِ بصیرت ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مسافر ہے تو اے بازارِ امکاں کے تماشائی
کہاں تک ابلہانہ خود پسندی اور خود رائی
ذرا چشمِ بصیرت کھول گر رکھتا ہے بینائی
ترے کس کام آئیں گے خیالاتِ من و مائی
اڑی خوشبوئے گل، ہے رنگِ روئے نسترن پھیکا
بعجلت پھول چن، ہونے کو ہے رنگِ چمن پھیکا

صلاۃِ اوّابین کا عظیم اجر و ثواب

نماز مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل ہیں جن کا نام صلاۃِ اوّابین ہے۔ احادیث میں ان کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعات نماز ادا کرے اور ان چھ رکعات کے دوران (سلام پھیرنے کے بعد) کوئی بری بات نہ کرے تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ رواہ ابن ماجه و الترمذی . اور اس شخص کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ طبرانی .

بعض علماء کہتے ہیں کہ نماز مغرب کی دو سنتوں کے علاوہ چھ رکعات مراد ہیں اور بعض ائمہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مغرب کی دو سنتوں سمیت چھ رکعات مراد ہیں اور یہ دوسرا قول ہی محدثین و فقہاءِ کرام کے نزدیک مختار و اولیٰ ہے۔

آپ ذرا غور فرمائیں کہ ہم میں سے کتنے لوگوں کو اِن نوافل کے ادا کرنے کی تڑپ اور شوق ہے اور کتنے لوگ اس نعمتِ عظمیٰ سے غافل ہیں۔ اکثر لوگ تو اس خیال سے نوافل ترک کر دیتے ہیں کہ جب نوافل ادا کرنا لازم ہی نہیں ہیں تو پھر ان کے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان حضرات کی یہ بات تو درست ہے کہ نوافل ادا کرنا لازم نہیں لیکن مذکورہ صدر حدیث میں اوّابین (نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعات نوافل) کی جو فضیلت بیان کی گئی ہے اس پر ذرا غور تو فرمائیں کہ اس قلیل عمل، جس میں معمولی سی مشقت اور تھوڑا سا وقت صرف ہوتا ہے، کے بدلے میں کس قدر انعام واکرام سے نوازا جا رہا ہے۔

دانا اور صاحبِ عقل مؤمن کی شان

ایک دانا صاحبِ عقل و بصیرت اور آخرت کی تڑپ رکھنے والے مؤمن کی یہ امتیازی شان اور خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ایسی احادیث پر عمل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔

حضرات! آپ اندازہ لگائیں کہ صرف چھ رکعات نوافل ادا کرنے پر کتنا بڑا اجر و ثواب ملتا ہے۔ صرف چند منٹ کی عبادت سے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملنا بہت بڑا انعام و اکرام ہے۔

آپ ذرا بارہ سال کی طویل مدت و ایام کثیرہ کا تصور تو کریں کہ کتنا لمبا عرصہ ہے یعنی چار ہزار تین سو بیس دن۔ لہٰذا ان چھ رکعات نوافل سے چار ہزار تین سو بیس دنوں کی عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اگر ایک ہفتہ مسلسل پڑھے تو ۸۴ سال، ایک ماہ پڑھے تو ۳۶۰ سال اور ایک سال پڑھے تو ۴۳۲۰ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع اور عام ہے کہ مسلمان تھوڑی سی ہمت اور کوشش کرے تو بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو رحمت کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے بھی محروم رہ جائیں۔ بعض دفعہ چھوٹی چیز کا ثمرہ اور نتیجہ بہت بڑا ہوتا ہے اور معمولی سی نیکی پر اللہ تعالیٰ بیشمار اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ لہٰذا کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔

مذکورہ صدر حدیث پر ہی آپ غور کرلیں کہ صرف چھ رکعات ادا

کرنے سے ۴۳۲۰ دنوں کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

دو مثالیں

ایک دو حسّی مثالوں سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے۔ مثلاً آئینہ چھوٹا سا ہوتا ہے مگر اس میں بڑی چیزیں نظر آتی ہیں۔ اسی طرح آنکھ کی پتلی بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ لگائیں کہ آسمان جیسی وسیع و رفیع چیز اس میں دکھائی دیتی ہے۔

ایک شاعر اسی مضمون کو یوں بیان کرتا ہے۔

دیکھو چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے ہے تل میں دکھائی دیتا
کون گھر آئینہ کے جاتا اگر وہ گھر میں
خاکساری سے نہ جاروب دکھائی دیتا

نیک اعمال اُخروی خوشی کا باعث ہیں

نیک اعمال کرنے ہی سے آخرت کی خوشی اور مسرت نصیب ہوسکتی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اسی شوق و فکر اور عملِ پیہم سے یہ زندگی گزارے تاکہ اُخروی کامیابی نصیب ہو۔ ورنہ ناکامی ہی ناکامی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

سکونِ دل سے سامانِ کشود کار پیدا کر
کہ عقدہ خاطر گرداب کا آبِ رواں تک ہے

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندیٔ رسمِ فغاں تک ہے
جوانی ہے تو ذوق دید بھی لطفِ تمنا بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ مہماں تک ہے

ایک نہایت جامع دُعا اور اس کے سات عظیم فوائد

ایک حدیث شریف ہے۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو بندہ نمازِ صبح کے بعد دس بار یہ دعا پڑھ لے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

تو اسے سات بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔

(۲) دس گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔

(۳) دس درجات بلند فرمادیتے ہیں۔

(۴) اس شخص کو دس ایسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے جو اولادِ اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام میں سے ہوں اور ہر ایک غلام کی قیمت کم ازکم بارہ ہزار درہم ہو یعنی ایک غلام کی قیمت تقریباً ۳۱۲۵ تولہ چاندی ہو۔

کیونکہ درہم چاندی کا ایک سکہ ہے جس کا وزن تین ماسہ سے قدرے زائد ہوتا ہے۔ بنابریں دس غلاموں کی قیمت ۳۱۲۵۰ تولہ چاندی بنتی ہے۔ آج کل ایک تولہ چاندی کی قیمت تقریباً ۱۰۰ روپے بنتی ہے۔ لہٰذا یہ ۳۱۲۵۰۰۰ روپے ہوئے۔

پس مذکورہ صدر دعا دس مرتبہ پڑھنے والے کو سات فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک فائدہ اور ثواب ۳۱ لاکھ ۲۵ ہزار روپے صدقہ کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔ سبحان اللہ! رحمتِ خداتعالیٰ کتنی وسیع ہے۔

(۵) یہ کلمات اس شخص کے لئے رات تک شیطان کے وساوس اور شرور سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

(۶) رات تک ہر قسم کے حوادثات، مصائب، آلام اور امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

(۷) اور شرک کے سوا ہر گناہ کے وبال سے محفوظ رہتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو گناہ سے بچنے کی توفیق بخشیں گے۔

اسی طرح اگر یہی وظیفہ مغرب کی نماز کے بعد کرلے تو اسے صبح تک یہ فوائد حاصل ہونگے۔ طبرانی و ابن ابی الدنیا عن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ.

ناظرین! آپ ذرا غور فرمائیں کہ اس مختصر سی دعا کی بدولت انسان کو وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک روپیہ صدقہ کرنا بھی بہت بڑی سعادت ہے چہ جائیکہ ۳۱ لاکھ ۲۵ ہزار روپے

صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہو۔

آپ نے آج تک دنیا میں شاید اکتیس لاکھ روپے خیرات کرنے والا انسان نہیں دیکھا ہوگا۔ مگر مذکورہ صدر حدیث پر عمل کرنے والے شخص کو ہر صبح ۳۱ لاکھ ۲۵ ہزار اور ہر رات ۳۱ لاکھ ۲۵ ہزار روپے صدقہ و خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے یعنی چوبیس گھنٹوں میں ۶۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

اس حساب سے ایک ہفتہ میں ۴ کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپے، ایک ماہ میں ۱۸ کروڑ ۷۵ لاکھ روپے اور ایک سال میں ۲۲۸۱۲۵۰۰۰۰ روپے یعنی تقریباً سوا دو ارب روپے صدقہ و خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

مذکورہ بالا عظیم فائدہ کے علاوہ ہر مسلمان کی خواہش اور تمنا ہوتی ہے کہ وہ شیطان کے شرور، امراض و آلام، مصائب و تکالیف اور گناہوں کے وبال سے محفوظ رہے، مگر ان سے مکمل طور پر بچنا اور محفوظ رہنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ مذکورہ صدر حدیث میں ان تمام پریشانیوں سے بچنے کا کتنا آسان طریقہ بتایا گیا ہے۔

سبحان اللہ! ہمارا دین یعنی دینِ اسلام کتنا پیارا اور کتنا آسان ہے۔ رحمتِ خدا تعالیٰ کس قدر وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ اسلام و ایمان تو ایک سرمدی دولت، لازوال سعادت اور فلاحِ دارین کا ذریعہ ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ملی ہے دینِ محمد کی سرمدی دولت
یہ زندگی ہو تو کیا خوف ہے اجل سے مجھے
میرا یہ ہاتھ ہے اور دامنِ پیمبر ہے
یہ لازوال سعادت ملی ازل سے مجھے
حضور احمد مرسل کا سایہ ہے سر پر
ہما سے کہہ دو نہیں کام مور چھل سے مجھے
نظام مصطفویؐ کا میں ایک عنصر ہوں
ہراس کس لئے ہو پھر کسی خلل سے مجھے
حدیث نے مجھے پہنچا دیا ہے قرآں تک
کہ ذوقِ علم میسر ہوا عمل سے مجھے

باوضو سونے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے

باوضو سونے سے متعلق ایک حدیث سن لیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مسلمان باوضو ہو کر ذکر اللہ کرتے ہوئے بستر پر سو جائے اور رات کو کروٹ بدلتے ہوئے یا ویسے بیداری کے وقت اللہ جل جلالہ سے دنیا و آخرت کے نیک امور میں سے کسی چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے عنایت فرما دیتے ہیں۔ رواہ الترمذی . اور ایک فرشتہ ساری رات اس کے پاس رہتے ہوئے اس کے لئے یہ دعا کرتا رہتا ہے کہ اے اللہ! آپ اس بندے کو بخش دیں کیونکہ یہ باوضو سویا ہے۔ طبرانی و ابن حبان .

ناظرین! آپ غور کریں کہ بستر پر باوضو سونا ایک چھوٹا سا عمل ہے لیکن اس کا اجر و ثواب کتنا زیادہ ہے۔

اوّل اس شخص کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

دوم ایک فرشتہ ساری رات اس کی مغفرت کی سفارش کرتا رہتا ہے۔ قبولیتِ دعا اور فرشتے کی سفارش دونوں بہت بڑے فائدے ہیں۔

مریض کی عیادت کا اجر و ثواب

کسی مریض کی بیمار پرسی کتنا آسان اور کتنا تھوڑا عمل ہے لیکن اس کا اجر و ثواب اتنا زیادہ ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

اس سلسلے میں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو مسلمان بوقت صبح کسی مریض کی بیمار پرسی کیلئے چلا جائے تو ستّر ہزار فرشتے (اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردیئے جاتے ہیں جو) اس (عیادت کرنے والے) کے ساتھ جاتے آتے ہوئے رات تک اس کے لئے دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر یہ شخص رات کو کسی مریض کی عیادت کرے تو صبح تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے رہتے ہیں اور اسے جنت میں ایک بہت بڑا باغ مل جاتا ہے۔ رواه الترمذی و ابن ماجه و أحمد.

اس حدیث کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عن عليّ رضی الله تعالی عنه قالَ : سَمِعتُ

رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ : ما مِن مُسلمٍ يَعُودُ مُسلِمًا غُدوَة إلاّ صَلّى عليه سبعُون ألفَ ملَكٍ حَتّى يُمسى و إن عادَه عشيَّةً إلاّ صلّى عَلَيه سبعُون ألفَ ملَكٍ حتى يُصبِحَ و كَان له خريفٌ فى الجنّةِ . رواه الترمذى .

(۲) نیز ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ آسمان سے ایک فرشتہ اسے یہ آواز دیتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے اور تیرا آنا جانا بڑا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا محل حاصل کرلیا ہے۔ رواه الترمذى و ابن ماجه و ابن حبان .

نیز فرمایا جو شخص وضو کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مسلمان مریض کی عیادت کرے وہ ستر سال کی مسافت کے برابر دوزخ سے دور ہو جاتا ہے۔ رواه ابوداود .

(۳) نیز ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ عیادت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں جنتی پھل چنتا جاتا ہے تا آنکہ وہ جا کر مریض کے پاس بیٹھ جائے۔ پھر جب مریض کے پاس بیٹھ جائے تو خدا تعالیٰ کی رحمت ہر طرف سے اس پر محیط ہو جاتی ہے ۔ أحمد و ابن ماجه .

(۴) ایک اور روایت یوں ہے۔

عن جابر بن عبدِ الله رضى الله تعالى عنهما قال : قال رسولُ الله ﷺ : من عادَ مريضًا لَم يَزَل يخوض فى الرَّحمةِ حتى يَجلِسَ فإذا جَلَسَ اغتَمَسَ فيها . رواه مالك بلاغًا و أحمد فى المسندِ .

یعنی " حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ جو آدمی کسی (مسلمان) مریض کی عیادت کیلئے جاتا ہے تو وہ (اپنے گھر سے لے کر مریض کے گھر تک راستہ میں) اللہ تعالی کی رحمت (کے سمندر) میں غوطے لگاتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ (مریض کے پاس جاکر) بیٹھ جاتا ہے تو (اس پر رحمت برسنے لگتی ہے اور اس قدر رحمت برستی ہے کہ اسے ڈھانپ لیتی ہے اور) وہ اس رحمت (کے سمندر) میں ڈوب جاتا ہے "۔

(۵) ایک اور روایت ہے۔

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : من تَوَضَّأَ فأحسَنَ الوضوءَ و عاد اخاه المسلِمَ محتسبًا بُوعِدَ من جهنّم مَسِيرة سَبعِينَ خريفًا . رواه ابو داود .

یعنی " حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر محض ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کیلئے چلا جائے تو وہ دوزخ سے ستّر سال کی مسافت کے برابر دور کر دیا جاتا ہے "۔

(٦) ایک اور مرفوع حدیث ہے۔

ما مِن مُسلم يعُود مسلِمًا إلاّ يَبعَثُ الله إلَيهِ سبعينَ ألف مَلَكٍ يُصلّون عليه فى أىّ ساعات النهار حتى يُمسى و فى أىّ ساعات اللّيل حتى يُصبِحَ . صحيح ابن حبان .

یعنی ” جو مسلمان کسی مسلمان مریض کی بیمار پرسی کیلئے چلا جائے تو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے) ستر ہزار فرشتے بھیج دیتے ہیں جو اس کیلئے رات تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اگر اس نے دن میں کسی وقت عیادت کی ہو اور اگر رات کے کسی حصہ میں اس نے عیادت کی ہو تو صبح تک (ستر ہزار فرشتے) اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں “۔

بیمار پرسی کے عظیم فوائد

ناظرین کرام! آپ غور فرمائیں کہ بیمار پرسی کے اس تھوڑے سے عمل اور تھوڑی سی محنت سے کتنا زیادہ ثواب اور کتنے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) ستر ہزار فرشتے اس شخص کی مغفرت کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں حالانکہ ایک فرشتے کا دعا کرنا بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ اور پھر ایک یا دو گھنٹے کی بات نہیں بلکہ ساری رات یا سارا دن دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

(۲) اس عملِ قلیل کی برکت سے جنت میں ایک باغ مل جاتا ہے حالانکہ جنت میں ایک گز زمین کا مل جانا بھی بہت بڑی خوش نصیبی اور سعادت ہے۔

(۳) عیادت کے لئے جاتے ہوئے مریض کے گھر تک سارے راستے میں گویا جنتی پھل چنتا جا رہا ہے۔

(۴) مریض کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ رحمتِ خداوندی میں ڈوب جاتا

ہے۔

(۵) عیادت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر میں غوطے لگاتا جاتا ہے۔

(۶) ایک فرشتہ اس شخص کے نیک اور اچھا ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

(۷) جنت میں محل کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔

(۸) دوزخ سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ اور بھی کئی فوائد اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہونا، مریض کا خوش ہو کر اس شخص کیلئے دعا کرنا (جو ایک فطرتی بات ہے) وغیرہ وغیرہ۔

مریض کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی طرح ہے

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ مریض کے پاس جاکر اس سے دعا کروانی چاہئے کیونکہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال لی النبیُّ ﷺ: إذا دخلت عَلی مَرِیضٍ فمره أن یدعو لك فإنّ دُعاءه کدعاء الملائکة. رواه ابن ماجه.

یعنی ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا مانگے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے“۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما قال : قال رسولُ الله ﷺ : لا تُردُّ دعوةُ المريض حتى يَبرأَ . رواه ابن ابی الدنیا .

یعنی " ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ روایت کرتے ہیں کہ صحت یاب ہونے تک مریض کی دعا رد نہیں ہوتی (بلکہ قبول ہوتی ہے) "۔

(۳) روی عن انس رضی اللہ تعالی عنه قال : قال رسول الله ﷺ : عُودُوا المرضٰی و مُرُوهُم فَلیَدعُوا لَکُم فإنَّ دعوةَ المریض مُستجابةٌ و ذنبُه مَغفور . رواه الطبرانی .

یعنی " حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ بیماروں کی عیادت کیا کرو اور ان سے کہا کرو کہ وہ تمہارے لئے دعا مانگیں کیونکہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں "۔

بہرحال کسی مسلمان مریض کی عیادت کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور اس سے بہت زیادہ اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

ہمارے اَسلاف معمولی سی نیکی بھی نہیں چھوڑتے تھے

ہمارے اسلاف معمولی سی نیکی کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح آخرت کی طویل زندگی اور طویل سفر کیلئے

زیادہ سے زیادہ زادِ راہ تیار ہوجائے۔ لیکن آج ہم مسلمان غفلت کی گہری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ نوافل اور سنن تو کجا ہم سے فرائض و واجبات کی بجا آوری بھی نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کی اس حالتِ زار پر رونا آتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

کل خانقاہ میں تھی حالت عجیب طاری
جو تھا سو چشمِ پُرنم اپنا تھا یا پرایا
دنیا سے اٹھ گئے سب جو تھے مریدِ صادق
یہ کہہ کے شیخ کا دل بے ساختہ بھر آیا
ہم نے کہا مریدی باقی رہی نہ پیری
یہ کہہ کے ہم بھی روئے اور اس کو بھی رُلایا

آج مسلمانوں کے دلوں میں اللہ و رسول کی محبت بہت کم ہے۔ طاعت و عبادت کا شوق ختم ہوگیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں دنیا میں ہر جگہ مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

ایک شاعر کے عجیب فارسی اشعار

کسی شاعر نے مسلمانوں کی حالتِ زار کا سبب ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا خوارند و زارند
ندا آمد نمے دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

یعنی "ایک رات میں نے اللہ جل جلالہ کے سامنے زار و قطار روتے ہوئے فریاد کی کہ اے اللہ! اس زمانے میں مسلمان کیوں خوار و زار ہیں۔ تو مجھے آسمان سے غیبی آواز آئی (یعنی زبانِ حال سے مجھے یہ جواب دیا گیا) کہ کیا تم جانتے نہیں؟ (یہ مسلمان خوار و زار کیوں نہ ہوں) یہ لوگ دِل تو رکھتے ہیں مگر محبوب نہیں رکھتے (یعنی جس مقصد اور جس محبوب کے لئے ہم نے ان کو دل دیا ہے کہ کیا کیا چیز تمہارے دل میں محبوب ہونی چاہئے، ان کے دلوں میں وہ محبوب نہیں ہے۔ اس محبوب کی محبت پوری طرح جلوہ گر نہیں ہے، جانگزیں نہیں ہے۔ انہیں اللہ اور اس کے رسول کی بجائے اور چیزیں محبوب ہوگئی ہیں۔ اگر اللہ اور اس کے رسول کی محبت پوری طرح ان کے دلوں میں جانگزیں ہوتی تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی) "۔

جمعہ کے لئے غسل کرنے، پیدل چل کر جانے اور نمازِ جمعہ ادا کرنے کی فضیلت

نمازِ جمعہ کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ احادیث میں نمازِ جمعہ کیلئے غسل کرنے، مسجد میں آنے جانے اور خطبۂ جمعہ سننے کا بے شمار ثواب بتایا گیا ہے۔

درج ذیل احادیث میں غور کرنے سے آپ کو معلوم ہوسکتا ہے کہ اس عمل قلیل سے اللہ تعالیٰ بے انتہاء اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

(۱) روی عن ابی بکر الصدیق و عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنهما قالا : قال رسول اللہ ﷺ : من اغتسَل یومَ الجمعةِ کُفّرت عنه ذُنُوبُه و خطایاه فإذا أخذَ فی المشیِ کُتِبَ له بکلّ خُطوة عشرُون حسنة فإذا انصرَفَ مِنَ الصَّلاة اجیز بعَمل مائتی سنةٍ . رواه الطبرانی فی الکبیر و الأوسط کذا فی الترغیب و الترهیب .

یعنی ” ابوبکر صدیق و عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرلے اس کے گناہ اور خطائیں معاف کردی جاتی ہیں۔ پھر جب وہ (مسجد کی طرف) چل کر جائے تو اس کیلئے ہر ہر قدم کے بدلے بیس بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوکر واپس (گھر) جائے تو اس کو دو سو سال کے عمل (عملِ خیر) کا بدلہ (اجر و ثواب) دیا جاتا ہے “۔

(۲) عن أوس بن أوس الثقفی رضی اللہ تعالی عنه قال : سمعتُ رسولَ اللہ ﷺ یقول : من غَسّلَ یومَ الجمعةِ و اغتَسَلَ ثم بَکّرَ وَ ابتکر و مَشی و لم یرکَب و دَنَا من الإمام فاستَمعَ و لم یَلغ کان له بِکُلّ خُطوَةٍ عَمَل سنَةٍ أجرُ صیامها وقیامِها . رواه احمد و ابوداود والترمذی .

یعنی ” اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی نے جمعہ کے دن (کپڑوں کی)

خوب صفائی کی اور غسل کیا اور مسجد میں سب سے پہلے گیا اور نماز جمعہ کی ابتداء (خطبہ) میں شریک ہوگیا۔ اور پیدل چل کر گیا، سوار ہوکر نہیں گیا اور امام کے قریب جاکر بیٹھا پھر خطبہ سنا اور کوئی لغو (بات اور کام) نہیں کیا تو اسے ہر ایک قدم کے بدلے پورے سال روزے رکھنے اور نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے"۔

(۳) روی عن ابی مالك الأشعری رضی الله تعالی عنه قال : قال رسولُ الله ﷺ : الجمعةُ كفّارَة لِمَا بَينهما و بينَ الجمعةِ الّتی تَليها و زيادَة ثلاثةِ ايامٍ و ذلِكَ بأن الله قال : من جاء بالحسنةِ فله عشر أمثالِها . رواه الطبرانی فی الكبير .

یعنی " ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز ایک جمعہ سے لے کر دوسرے متصل جمعہ تک کے گناہوں کیلئے کفارہ (گناہ معاف ہونے کا ذریعہ) ہے۔ اور مزید تین دن کے گناہوں کا بھی کفارہ ہے اور یہ (عظیم فائدہ) اس لئے ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے اس کے لئے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔

(۴) ایک اور حدیث ہے کہ نماز جمعہ کے لئے جاتے ہوئے ہر قدم پر (بشرطیکہ اخلاص زیادہ ہو) بیس سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

رواه الطبرانی فی الأوسط عن ابی بكرالصديق رضی الله تعالی عنه .

(۵) نیز ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کا غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے پوری طرح نکال دیتا ہے۔ طبرانی۔

(۶) ایک حدیث میں ہے کہ جو بندہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کیلئے غسل کرلے تو وہ دوسرے جمعہ تک عند اللہ (یعنی اللہ کے ہاں) طاہر و پاکیزہ رہتا ہے۔ ابن خزیمۃ۔

ناظرین کرام! مذکورہ صدر احادیث میں کتنی بڑی بڑی بشارتیں ہیں اہل ایمان اور فکرِ آخرت رکھنے والوں کیلئے۔ ان میں کسی بڑے چھوٹے کی تخصیص نہیں۔ ہر مسلمان ان بشارتوں کا مستحق ہے بشرطیکہ ان احادیث کے مطابق عمل کرے۔

عربی کے دو اشعار اور ان کی فضیلت

عربی کے ایک شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

اِلٰهِیْ لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ اَهْلًا
وَلَا اَقْوٰی عَلٰی نَارِ الْجَحِیْمِ
فَهَبْ لِیْ تَوْبَةً وَّاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ
فَاِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِیْمِ

(۱) یعنی " اے اللہ میں جنت الفردوس کا اہل نہیں ہوں اور نہ میں جہنم کی آگ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔

(۲) پس آپ مجھے توبہ کی توفیق بخشیں اور میرے گناہ معاف فرمادیں۔

اس لئے کہ آپ بڑے بڑے گناہوں کو بخشنے والے ہیں"۔

حاشیہ باجوری وتنویر القلوب ص ۱۸۹ پر امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جو شخص ہمیشہ بروز جمعہ مذکورہ صدر دو اشعار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اسلام پر موت نصیب فرمائیں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو نمازِ جمعہ کے بعد ہمیشہ تقریباً پانچ مرتبہ مذکورہ صدر عربی کے دو اشعار پڑھنے چاہئیں۔

افسوس صد افسوس کہ آج کل مسلمان اس قسم کی بشارتوں پر بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ دنیا کی محبت میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ موت اور آخرت کی کچھ فکر نہیں ہے۔ موت سب سے زیادہ واعظ اور ناصح ہے۔ موت کے ہوتے ہوئے اس زندگی کو ہم زندگی نہیں کہہ سکتے۔ خواہشاتِ دنیا کا راستہ اور ہے اور فکرِ آخرت وحصولِ جنت کا راستہ اور ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

زندگی کہتی ہے دنیا سے تو اپنا دل لگا
موت کہتی ہے کہ ایسی دل لگی اچھی نہیں
چاہتے ہو تم کسی کو چاہتا ہو وہ تمہیں
زندگی یہ ہے نہیں تو زندگی اچھی نہیں

زندگی دنیوی لذتوں کے حصول کا نام نہیں

زندگی کھانے پینے اور دنیاوی لذتیں حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی کے مطابق زندگی گزارنے کا نام زندگی ہے۔

کسی شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔

کھانے پینے سے جو ہوتی زندگی مرتا ہی کون
سچ یہ ہے زندہ فقط اللہ کی مرضی سے ہوں

مگر افسوس کہ اللہ تعالی کی رضاء کے مطابق زندگی بسر کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

خدا کی یاد میں دنیائے دوں سے منہ جو موڑے ہیں
وہی انسان اچھے ہیں مگر افسوس تھوڑے ہیں

مشاہدہ سے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے

مشاہدہ کسی بات کی بہت بڑی دلیل ہوتا ہے۔ حدیث شریف ہے لیس العیان کالبیان ۔ یعنی شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اسی طرح تجربہ بھی بہت بڑی دلیل ہے۔ التجربة نصف العقل ۔ یعنی تجربہ نصف عقل ہے۔ اس بناء پر ہم آئے دن یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ لوگ مر رہے ہیں اور دنیا سے جا رہے ہیں۔

نیز ہمیں یہ بھی تجربہ ہے کہ نہ دنیا میں وفا ہے اور نہ اہل دنیا میں، بلکہ بے وفائی اور فساد ہی فساد ہے۔ اسی طرح ہم یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ کامیاب صرف وہی انسان ہوگا جسے فکرِ آخرت ہو اور ہر وقت اللہ تعالی کی رضاء حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ مگر اس تجربے اور مشاہدے کے باوجود ہمیں کچھ فکر نہیں۔

فلسفی تجربہ کرتا تھا ہُوا مَیں رخصت
مجھ سے وہ کہنے لگا آپ کدھر جاتے ہیں
کہہ دیا میں نے ہُوا تجربہ مجھ کو تو یہی
تجربہ ہو نہیں چکتا ہے کہ مرجاتے ہیں

موت کے وقت نیکی وبدی کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے

جو لوگ نیک اعمال کرتے ہیں انہیں بھی موت کے وقت پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو مصائب و آلام سے محفوظ کرلیا ہے اور مجرموں اور گنہگاروں کو بھی موت کے وقت معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو مصائب و آلام میں جھونک دیا ہے۔

اسی بات کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

آج جو کفر سے مصروف ہیں سرگوشی میں
ہوش آئے گا انہیں موت کی بیہوشی میں
عشق پاتا ہی نہیں موقع فریاد بجا
حسن کو دخل بہت کچھ ہے ستم پوشی میں

انسان کو آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور حتی الوسع ہر نیک کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے خواہ وہ نیک کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ کبھی چھوٹا عمل بھی بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث بن جاتا ہے۔

امام کے ساتھ جماعت میں بغیر تاخیر کئے شریک ہوجانا چاہئے

امام جس حالت میں ہو اسی حالت میں امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جانا چاہئے، تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

ایک حدیث شریف ہے۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنه قال : قال النبی ﷺ : إذا أتی أحَدُکُم الصلاۃ و الإمام علی حال فلیصنع کما یَصنعُ الإمامُ . رواہ الترمذی ج۱ ص۱۰۴ .

یعنی " معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز (باجماعت) پڑھنے کیلئے (مسجد میں) آئے تو اُسے چاہئے کہ جس حالت میں امام ہو (اسی حالت میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور) امام کی متابعت کرتے ہوئے وہی کام کرے جو امام کر رہا ہو "۔

مطلب یہ ہے کہ امام جس حالت میں ہو مقتدی اسی حالت میں شریکِ جماعت ہو کر امام کی متابعت کرے۔ امام کھڑا ہو تو کھڑے ہونے کی حالت میں شریک ہو جائے۔ اسی طرح رکوع، سجدہ، قیام اور دیگر احوال میں سے جس حالت میں امام ہو اسی حالت میں مقتدی کو شریک ہو جانا چاہئے۔

بعض لوگ امام کو سجدہ کی حالت میں پا کر محض اس خیال سے اس رکعت میں شرکت کی کوشش نہیں کرتے کہ رکعت تو ملی نہیں ہے۔ اب سجدہ میں شریک ہونے کا کیا فائدہ۔ چنانچہ وہ امام کے سجدہ سے سر اٹھانے تک ویسے کھڑے رہتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کا یہ خیال اور طریقہ بالکل غلط ہے۔ سجدہ کی حالت میں شریک ہونے سے اگرچہ رکعت نہیں ملتی لیکن اس میں شریک ہو جانا چاہیے۔ غفلت اور سستی نہیں کرنی چاہیے۔

اس لئے کہ انسان کو کیا خبر ہے کہ نماز کا کونسا حصہ اور کونسی ادا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور وہی اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔ ممکن ہے کہ یہی ایک سجدہ والی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ساری نماز قبول فرمالیں اور یہی ایک سجدہ انسان کی مغفرت کا سبب بن جائے۔

چنانچہ جامع ترمذی میں ہے۔

و اختار عبدُ اللهِ بن المبارك أن يَّسجُدَ مع الإمام و ذكرَ عَنْ بَعضِهم فقال : لَعَلَّه لا يَرفعُ رأسَه من تلك السجدةِ حتّٰى يُغفرُ له .

یعنی "حضرت عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختار قول یہ ہے کہ امام کے ساتھ اگر رکوع فوت ہو جائے اور صرف سجدہ میں شرکت کا موقع ملے تو سجدہ میں شریک ہو جانا چاہیے۔ ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ بعض بزرگوں کا قول نقل کرتے ہیں کہ شاید یہی سجدہ مقبول ہو جائے اور سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت فرمادیں"۔

سورتِ اخلاص کی فضیلت

سورتِ اخلاص کی فضیلت سے متعلق چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے فرماتے ہیں جو شخص پوری سورت قل ہو اللہ احد (سورتِ اخلاص) دس مرتبہ پڑھے اللہ تعالی اس شخص کیلئے جنت میں ایک محل تیار فرمادیتے ہیں۔ جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے دو محل اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کیلئے تین محل تیار فرمادیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ! پھر تو ہم بیشمار محلات حاصل کرلیں گے۔ تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی کی مملکت بہت وسیع ہے۔ رواہ الدارمی و أحمد.

مطلب یہ ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ پڑھتے رہو، اللہ تعالی کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اس حدیث شریف کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عن سهل بن معاذ بن انس الجهني عن ابيه عن النبي ﷺ قالَ : من قرأ قُل هُوَ الله أحد حتى يَختِمها عشرَ مرات بنى الله له قصرًا في الجنَّةِ . فقالَ عُمرُ بن الخطاب : إذًا نستكثِرُ يا رَسُولَ الله . فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ : الله أكثر و أطيَبُ . رواه أحمد في مسنده . و في رواية الدارمي : و من قرأها عشرين مرَّة بنى الله له قصرَين في الجنَّةِ و من قرأها ثلاثين مرَّةً بنى الله له ثلاثة

قصورٍ فی الجنّة .

سو سال کے گناہ معاف ہونا

(۲) ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز دو سو مرتبہ قل ہو اللہ اَحد (مکمل سورتِ اخلاص) پڑھے اس شخص کے پچاس سال کے گناہ سوائے قرض (اور دیگر حقوق العباد) کے مٹا دیئے جاتے ہیں یعنی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

قالَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم : من قرأ كُلَّ يومٍ مِائتی مَرَّةٍ قُل هو الله أحَد مُحی عنه ذُنوبُ خمسينَ سَنَةً إلاَّ أن يكون عليه دَين . رواه الترمذی .

(۳) ایک روایت ہے کہ اگر سورتِ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

اس حدیث کے عربی الفاظ درجِ ذیل ہیں۔

عن أنس بن مالكٍ رضی الله تعالی عنه عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال : من قرأَ قُل هو الله أحد خمسينَ مرَّةً غفرَ الله له ذنوب خمسين سنةً . رواه ابويعلىٰ .

سورتِ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے

(۴) ایک حدیث شریف ہے کہ سورتِ اخلاص کا ثواب ثلث قرآن

(ایک تہائی یعنی دس پاروں کے ثواب) کے برابر ہے۔ (مسند احمد و نسائی)۔

حدیث شریف کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عن امِّ کُلثوم بنت عُقبَةَ بن ابی مُعیط قالت : قال رسول الله ﷺ : قل هُوَ الله أحد تعدل ثلث القرآنِ . رواه أحمد و النسائی .

(۵) ایک اور حدیث شریف ہے۔

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہر رات ثلث قرآن (قرآن پاک کا تیسرا حصہ یعنی دس پارے) نہیں پڑھ سکتے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ بات مشکل نظر آئی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر روز اتنی تلاوتِ قرآن پاک کی ہم میں سے کون طاقت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (صرف) قل ہو اللہ احد (یعنی مکمل سورتِ اخلاص) ثلثِ قرآن (یعنی دس پاروں کے برابر) ہے (مسند امام احمد بن حنبلؒ)۔

اس حدیث شریف کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی سعیدٍ الخدری رضی الله تعالى عنه عن النبی ﷺ انه قال : أيَعجزُ أحدُكم أن يقرأ ثلثَ القُرآن في ليلة ؟ فشقَّ ذلك على أصحابه فقالوا : من يطيقُ ذلك ؟ قال : يقرأ قل هُوَ الله أحد فهى ثُلثُ القرآن . رواه أحمد .

(۶) ایک حدیث شریف میں سورتِ اخلاص پڑھنے والے کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

رَوَى الترمذيُّ مرفوعًا : من أراد أن يَّنامَ على فراشِهِ فَنامَ على يَمينه ثُمَّ قرأ قُل هو الله أحد مِائة مَرَّةٍ فإذا كان يومُ القِيامَةِ يقولُ له الرَّبُّ تبارك و تعالى : يا عَبدي اُدخل على يمينك الجنَّةَ .

یعنی " نبی علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت بستر پر دائیں کروٹ پر لیٹ جائے اور سو مرتبہ قل ھو اللہ احد (پوری سورتِ اخلاص) پڑھ لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائیں گے کہ اے میرے بندے ! جنت میں دائیں جانب سے داخل ہو جا "۔

(۷) ترمذی اور نسائی میں ایک اور حدیث ہے جس کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

(۸) مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھے سورۃ اخلاص سے بہت محبت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّكَ إيّاها أدخلَكَ الجنَّةَ . یعنی " اس سورت کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے "۔ مطلب یہ ہے کہ اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کردے گی۔

سورتِ اخلاص سے حاصل ہونے والے ثمرات

ناظرین کرام ! آپ غور فرمائیں کہ اس چھوٹی سی سورت (سورتِ اخلاص) کے کتنے زیادہ فوائد و ثمرات ہیں اور اس کے پڑھنے سے کتنا زیادہ اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ آپ اس کے فوائد پر ذرا غور کریں۔

(۱) اس کے پڑھنے سے ثلث قرآن یعنی دس پاروں کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

(۲) اس کے پڑھنے والے کیلئے جنت میں ایک محل تیار کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ دس بار پڑھے۔

(۳) بیس بار پڑھے تو دو محل اور تیس بار پڑھے تو تین محل تیار کر دیئے جاتے ہیں۔

(۴) اگر دو سو مرتبہ یا پچاس مرتبہ یہ سورت پڑھے تو پچاس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۵) قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جنت میں دائیں جانب سے داخل ہو جا۔

(٦) کثرت سے پڑھنے والے کیلئے جنت لازم کر دی جاتی ہے۔

(۷) اس سورت کی محبت جنت میں داخل کرتی ہے۔

ہر مسلمان مرد و عورت کو مذکورہ صدر احادیث کے مطابق عمل کرنا چاہئے تاکہ یہ فوائد و ثمرات حاصل ہو کر آخرت کا ذخیرہ بنیں اور جنت کے باغات و محلات میں اضافہ ہو۔ کیونکہ یہی امور اور اعمالِ صالحہ کام

آنے والے ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں۔

قانونِ فنا

دنیا فانی ہے۔ اس کا حال اور رنگ بدلتا رہتا ہے۔ اس کی کسی چیز میں دوام نہیں۔ آج اگر بہار اور اس کی رنگینی ہے تو کل خزاں ہے۔ یہ قانونِ فنا ہے اور قانونِ فنا کا یہی تقاضا ہوتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ انسان کی غفلت اس قانون فنا سے کم نہیں ہوئی۔ انسان گناہوں کا ارتکاب کر کے نادم نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بہت بڑے نقصان کی بات ہے۔ گویا اپنے پاؤں کاٹ کر فخر سے سر اٹھائے پھرتا ہے۔ اسے کچھ پرواہ نہیں۔ نہ اسے فکرِ آخرت ہے اور نہ کچھ ہوش۔ اس بات کا نقشہ کسی شاعر نے خوب کھینچا ہے۔

دنیا کا ذرا یہ رنگ تو دیکھ ایک ایک کو کھائے جاتا ہے

بن بن کے بگڑتا جاتا ہے اور بات بنائے جاتا ہے

انسان کی غفلت کم نہ ہوئی قانون فنا کی عبرت سے

ہر گام پہ کٹتے پاؤں بھی ہیں اور سر بھی اٹھائے جاتا ہے

اس کو نہ خبر کچھ اس کی ہے اس کو ہے نہ کچھ پرواہ اس کی

روتا ہے رلائے جاتا ہے ہنستا ہے ہنسائے جاتا ہے

کچھ سوچ نہیں کچھ ہوش نہیں فتنوں کے سوا کچھ جوش نہیں

وہ لوٹ کے بھاگا جاتا ہے یہ آگ لگائے جاتا ہے

افسوس...... آج مسلمان تباہ ہو رہے ہیں۔ ہر شخص غفلت کا شکار ہے اور اعمالِ بد سے اپنے ایمان و اسلام کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا رہا ہے۔ آخرت کی اسے کچھ فکر نہیں۔ دنیا کے رنگ و بو میں اس کی نگاہیں الجھی ہوئی ہیں حالانکہ یہ دنیا اور اس کی تمام خوشیاں اور رنگینیاں فانی ہیں۔

دنیا کی مثال

دنیا کی مثال اس باغ کی سی ہے جس میں خوشنما سبزہ ہو، شاداب درخت ہوں، رنگ برنگ پھول ہوں، حسین غنچے ہوں۔ لیکن چند دن کے بعد اس باغ کی یہ ساری رونقیں ختم ہو جائیں، غنچے مرجھا جائیں، پھول سوکھ جائیں، رنگِ بہار اُڑ جائے۔

اکبر الٰہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

غفلتوں کا خوب دیکھا ہے تماشا دہر میں
مدتیں گزری ہیں مجھ کو ہوش میں آئے ہوئے
خانۂ دل کو مرے توڑا تو کیا ایسی نمود
چشمِ بد دور آپ تو ہیں مسجدیں ڈھائے ہوئے
سیٹھ صاحب کے یہاں شادی ہے رِندوں کو نوید
اچھے اچھے طائفے ہیں شہر میں آئے ہوئے
باؤ جی نے ہنس کہا لاؤ کوئی تازہ غزل
گیت کیا گاؤں گراموفون میں گائے ہوئے

ہو چکی دو دن کی شادابی اُڑا رنگِ بہار
پھول ہیں سوکھے ہوئے غنچے ہیں مُرجھائے ہوئے

آیتِ کریمہ کی فضیلت

ایک اور حدیث شریف ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان حالتِ مرض (بیماری کے زمانہ) میں چالیس مرتبہ یہ آیت کریمہ پڑھ لے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

تو اگر وہ اسی مرض میں وفات پا جائے تو شہید کا اجر (درجہ) پاتا ہے اور اگر تندرست ہو جائے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ رواہ الحاکم.

حدیث شریف کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عن سَعدِ بن مَالكٍ رضِيَ الله تعالى عنه : أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَال في قولِه " لاَ إلٰهَ إلاَّ أنت سُبحٰنَكَ إنّي كُنتُ مِنَ الظّٰلِمِين " : أَيُّما مُسلِمٍ دعَا بهَا في مَرَضِه أربَعِينَ مرَّةً فمَات في مرَضه ذلِكَ أعطِيَ أجرَ شهيدٍ و إن بَرَأ برأ و قد غُفِرَ له جَمِيعُ ذنوبه . رواه الحاكم .

آپ غور فرمائیں کہ اس حدیث پاک میں کتنی بڑی بشارت دی گئی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ شہید کا درجہ و مقام کتنا بلند ہے اور ایک سچے

مسلمان کے دل میں شہادت کی تمنا بھی ہوتی ہے۔

اس حدیث پاک میں حصولِ درجۂ شہادت کا کتنا آسان طریقہ بتایا گیا ہے۔ شہادت کا اعلیٰ مقام و مرتبہ تو یہ ہے کہ مسلمان اسلام کی سربلندی کے لئے کفار کے ساتھ لڑتے لڑتے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے۔

شہادت کا یہ بلند و بالا مقام و مرتبہ بہت مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کیلئے انسان کو اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ زخم کھانے پڑتے ہیں۔ حتی کہ سب سے قیمتی چیز جان بھی دینی پڑتی ہے۔ بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ جسے شہادت کا یہ اعلیٰ درجہ و مقام نصیب ہو جائے وہ بہت بڑا خوش نصیب و سعادتمند انسان ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور ان کے بعد مجاہدین اسلام نے اللہ تعالی کی رضامندی، اسلام کی سربلندی اور اُخروی درجات حاصل کرنے کیلئے جہاد کیا اور ان میں سے بہتوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

کامل مسلمان کون ہے

کامل مسلمان اللہ و رسول کے عشق و محبت سے سرشار ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالی کی رضاء و خوشنودی کے حصول کیلئے اپنا تن من دھن اور وطن سب کچھ قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

کامل مسلمان کا حال یوں ہونا چاہئے جو سرمدؔ نے بیان کیا ہے۔

سرمدؔ گلۂ اختصار مے باید کرد
یک کار ازیں دو کار مے باید کرد

یا تن برضائے دوست مے باید داد
یا قطع نظر از یار مے باید کرد

یعنی "محبوب کے بارے میں شکوہ و شکایت کرنا چھوڑ دے اور دو کاموں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلے۔ یا تو (سراپا محبوب کی رضاء بن جا اور اس کی طرف سے آنے والی ہر تکلیف و آزمائش کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے) اپنی جان بھی اس پر قربان کردے یا پھر اس کی محبت کا دعویٰ چھوڑ کر اس سے الگ تھلگ ہوجا"۔

ایمان و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی ہستی سے پرہیز کرتے ہوئے اسے اپنے محبوب پر قربان کردے اور تیز تلوار پر بیٹھنے کیلئے تیار رہے۔

مشہور ہے کہ شہیدِ معرکۂ بالاکوٹ مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان پر معرکۂ شہادت میں یہ دو شعر جاری تھے۔

اے آنکہ زدی دم از محبت
از ہستی خویشتن بپرہیز
برخیز و بہ تیغ تیز بنشیں
یا از سر راہ دوست برخیز

یعنی "اے محبت کا دعویٰ کرنے والے! (اگر واقعی تجھے اپنے محبوب سے سچی محبت ہے تو) اپنی ہستی سے پرہیز کرتے ہوئے اُٹھ اور تیز تلوار پر بیٹھ جا (یعنی محبوب کو پانے کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے بھی ہمہ وقت تیار رہ۔ اپنی ذات کی تکالیف و مصائب

سے بے پرواہ ہو جا اور اپنی جان کو بھی اپنے محبوب پر قربان کر دے) یا محبوب کی گلی وکوچے کو چھوڑ دے اور اس سے دور ہو جا"۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے خون سے گلشنِ اسلام کی حفاظت کی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور اسلام کی سربلندی کیلئے ہر وقت شہادت کے اعلیٰ مرتبے کے طلبگار رہتے تھے۔ انہوں نے اس مقصد کے حصول کیلئے اپنے گھروں اور وطن کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کی حالت وہی تھی جو اس شعر میں کسی شاعر نے بیان کی ہے۔

جبیں پہ گردِ رہ عشق، لب پہ مہرِ سکوت
دیارِ غیر میں پھرتا ہوں آشنا کیلئے

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے اور اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

اس سلسلے میں میرے چند اشعار سن لیں۔

نبی کے باغ میں عہد کہن کا امتحاں ہو گا
چمن میں خوشنوایانِ چمن کا امتحاں ہو گا
صحابہؓ نے لہو سے آبیاری کی تھی گلشن کی
ہماری باری ہے اب جان وتن کا امتحاں ہو گا
بڑی مدت سے ہیں مخمور یاراں بزم میں ساقی
اب ان کا رزم میں دار و رسن کا امتحاں ہو گا

تکلف برطرف اے قوم! یہ شیریں غذا کب تک

کبھی تو زہر سے کام و دہن کا امتحاں ہوگا

ناظرین کرام ! آپ غور فرمائیں کہ سابقہ حدیث میں نبی ﷺ نے حصولِ درجۂ شہادت کا کتنا آسان طریقہ بتلایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بیماری میں صرف چالیس بار آیت لا إلٰهَ إلاَّ أنت سُبحٰنَكَ إنّی كنتُ مِنَ الظّٰلِمِین پڑھ لینے سے شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

سبحان اللہ ! ہمارے دین اسلام کی عظمت کا کیا کہنا کہ تھوڑی سی محنت اور تھوڑے سے عمل پر اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اس دور میں مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی محبت اتنی کم ہوگئی ہے کہ ایسے آسان طریقوں پر عمل کرنا بھی دشوار نظر آتا ہے۔

اب تو دوسروں کی عیب جوئی اور نکتہ چینی ہی عام مسلمانوں کا مشغلہ ہے۔

کسی شاعر نے یہی رونا رویا ہے۔

اس عہد میں یہی ہے بس داخلِ نکوئی

مذہب پہ نکتہ چینی ملت کی عیب جوئی

شوق عمل نہیں ہے فکرِ اجل نہیں ہے

ناصح بنے ہیں اکثر، عابد نہیں ہے کوئی

کئی چھوٹے امور پر اللہ تعالیٰ شہادت کا عظیم درجہ عطا فرماتے ہیں

چونکہ شہادت ایک بہت بڑا مرتبہ ہے اور اللہ جل جلالہ کی وسیع رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس مرتبہ پر فائز ہو جائیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کئی چھوٹے چھوٹے اعمال پر شہادت کا اجر و ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس سلسلے میں دو احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما قال : قال رسولُ اللہ ﷺ : موتُ غُربةٍ شهادةٌ . رواہ ابن ماجه .

یعنی " ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ اپنے وطن سے دور حالتِ سفر کی موت شہادت کی ایک قسم ہے "۔

(۲) روی الطبرانی عن طریق عبدالملك بن هارون بن عنترة عن ابیه عن جده قال : قال رسول اللہ ﷺ ذاتَ یومٍ : ما تَعُدُّونَ الشهِید فیکُم ؟ قُلنا : یا رسولَ اللہ ! من قُتِلَ فی سبیل اللہِ . قال : إنَّ شهداء أُمَّتی إذًا لَقلیلٌ . من قُتِلَ فی سبیل اللہ فهو شهِید و المُتَردِّی شَهِیدُ و النُّفَساءُ شهِیدٌ و الغریقُ شهیدٌ و السّلُّ شهید و الحریقُ

شهيدٌ و الغريبُ شهيدٌ.

یعنی ''نبی ﷺ نے ایک دن (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے) فرمایا کہ تم شہید کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے خیال میں تو شہید صرف وہی شخص ہوتا ہے جو خدا کی راہ میں قتل کر دیا جائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو میری امت کے شہداء کی تعداد بہت کم ہوگی۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ (۱) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ بھی شہید ہے اور (۲) جو بلندی (پہاڑ یا چھت) سے گر کر مر جائے وہ بھی شہید ہے اور (۳) جو عورت بچے کی پیدائش کی تکلیف سے مر جائے وہ بھی شہید ہے اور (۴) پانی میں ڈوب کر مر جانے والا بھی شہید ہے اور (۵) مرضِ سل میں مر جانے والا بھی شہید ہے۔ (سل وہ مرض ہے جس میں تھوک کے ساتھ خون آتا ہے جسے آج کل ٹی بی کہتے ہیں) اور (۶) آگ میں جل کر مر جانے والا بھی شہید ہے اور (۷) حالتِ سفر میں وفات پانے والا بھی شہید ہے (بشرطیکہ وہ سفر نیک کام کے لئے ہو)''۔

کھانے کے بعد برتن و انگلیاں چاٹنے کی فضیلت

دینِ اسلام سراسر دینِ رحمت ہے۔ اللہ جل جلالہ چھوٹے چھوٹے اعمال پر بھی بیش بہا اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد برتن اور انگلیاں چاٹنا اور صاف کرنا ایک

معمولی سا عمل ہے مگر اس پر بھی اللہ جل جلالہ مسلمانوں کو بہت زیادہ نوازتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند احادیث پیش خدمت ہے۔

(۱) عن نبيشة رضى الله تعالى عنها عَن رسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ : من أكَل فى قصعَة فَلَحسَهَا استَغفرت له القصعَةُ . رواه احمد و الترمذى و ابن ماجه .

یعنی ”حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ روایت کرتی ہیں کہ جو شخص کسی برتن میں کھانا کھا کر اسے اچھی طرح صاف کرلے اور چاٹ لے تو وہ برتن اس شخص کیلئے بخشش و مغفرت کی دعا مانگتا ہے“۔

حضرات ! آپ ذرا غور فرمائیں کہ یہ بالکل معمولی سا کام ہے مگر اس کا ثواب کتنا زیادہ ہے کہ برتن اس شخص کیلئے مغفرت و بخشش کی دعا مانگتا ہے۔ برتن گناہوں سے محفوظ اور پاک ہوتا ہے۔ غالب امید ہے کہ اس کی دعا اللہ تعالیٰ ردّ نہیں کرتے ہوں گے بلکہ قبول فرماتے ہونگے۔

اسی طرح چند احادیث اور سن لیں۔

(۲) عن جابرٍ رضى الله تعالى عنه : أن النبى صلی اللہ علیہ وسلم أمَرَ بلَعقِ الأصَابع و الصَّحفَةِ وقال : إنَّكُم لا تدرُونَ فى أيـهِ البرَكَةُ . رواه مسلم .

یعنی ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ و السلام نے کھانا کھانے کے بعد انگلیاں اور برتن چاٹنے اور صاف کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں کیا پتہ ہے کہ طعام کے کس حصے اور ذرّے میں

برکت ہے ''۔

(۳) عن ابن عبّاسٍ رَضیَ اللّٰہ تعالی عنهما : أن النبی ﷺ قال : إذَا أكَل أحَدُكُم فَلاَ يَمسَح يَدَه حتى يَلْعَقَهَا أو يُلعِقُها . متفق عليه .

یعنی '' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ اپنے ہاتھ کسی چیز پر نہ ملے (یعنی کسی چیز سے صاف نہ کرے) بلکہ پہلے انہیں چاٹ لے اور صاف کر لے یا کسی اور کو چاٹنے اور صاف کرنے دے ''۔

(۴) عن جابرٍ رضی اللّٰہ تعالی عنه قال : سَمِعتُ النبیَّ ﷺ يقولُ : إنّ الشّيطان يحضُرُ أحدَكُم عند كُلّ شيءٍ من شانِه حتى يحضُره عند طعامِه فإذا سقطَت مِن أحدِكُم اللُّقمةُ فَليُمِط ما كانَ بِهَا مِن أذَى ثُمَّ ليأكُلهَا ولا يَدعُها للشَّيطَانِ فإذا فرَغَ فَليَلعَق أصابعَه فانه لا يَدرِى فى أىّ طعَامِه تكون البَرَكةُ . رواه مسلم .

یعنی '' حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان اپنے مناسب تمہارے ہر کام میں حاضر ہوتا ہے حتی کہ کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ لہذا جب تم میں سے کسی (کے ہاتھ) سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ گرد وغیرہ صاف کر کے کھالے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ پھر کھانا کھانے سے فراغت کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اسے یہ پتہ نہیں کہ

طعام کے کس حصے میں برکت ہے "۔

بعض امور اور اعمال بالکل معمولی ہوتے ہیں۔ عام مسلمان ان کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ انہیں کوئی خاص اہمیت دیتے ہیں لیکن ان کے کرنے سے بڑے بڑے فوائد اور بہت زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے۔

مذکورہ صدر احادیث میں ہی آپ غور فرمالیں کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا اور برتن اچھی طرح صاف کرنا ایک چھوٹا سا عمل ہے مگر اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔

اوّل یہ کہ انگلیاں چاٹنا اور برتن صاف کرنا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں دنیا و آخرت کی فلاح پوشیدہ ہے۔ یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔

دوم یہ کہ ممکن ہے کہ دسترخوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں اور کھانے کے بعد ہاتھ پر لگے ہوئے طعام میں برکت پوشیدہ ہو اور ان کے کھانے سے اللہ تعالیٰ جسم میں انوار و برکات پیدا فرمادیں۔ اور یہ انوار و برکات یقیناً دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

سوم یہ کہ اگر یہ ٹکڑے اٹھا کر نہ کھائے جائیں تو شیطان کو یہ ٹکڑے کھانے کا موقع مل جاتا ہے جو بہت بُری بات ہے۔

چہارم یہ کہ ان ذرّات اور ٹکڑوں کو کھا لینے سے شیطان ناخوش ہوتا ہے اور وہ یہ ٹکڑے کھانے سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ بڑی مفید اور اچھی بات ہے۔

پنجم یہ کہ برتن صاف کرنے اور چاٹنے سے وہ برتن مسلمان کیلئے

دعا کرتا ہے جو ایک عظیم فائدہ ہے۔

ششم یہ کہ برتن اور انگلیاں صاف کرنے اور گرے ہوئے ٹکڑے کھانے سے تکبر کا علاج ہوتا ہے۔ کیونکہ متکبّر انسان انگلیاں چاٹنا اور گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانا اور برتن صاف کرنا اپنے لئے عیب سمجھتا ہے خصوصاً جب کھانے میں متعدد افراد شریک ہوں تو ان سب کے سامنے متکبر آدمی ان امور پر عمل کرنا اپنے لئے ہتک سمجھتا ہے۔

تکبر کا علاج

تکبر کے علاج کے سلسلے میں دو اور احادیث بھی سن لیں۔

(۱) عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا وقع الذُّبابُ فى إناءِ أحدِكم فامقُلُوهُ فإنَّ فى أحد جناحَيه داء و فى الآخر شفاءً و إنّه يتّقى بجناحِهِ الّذى فيه الدّاءُ فليغمسه كلّه . رواه ابوداود .

یعنی " ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کے برتن (یعنی کھانے پینے کی چیز) میں مکھی گر جائے تو (نکالنے سے پہلے) تم اسے خوب ڈبو دو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے اور مکھی (ڈوبتے وقت) اسی مرض والے پر کے ذریعہ اپنے آپ کو بچاتی ہے (یعنی اسے زیادہ استعمال کرتی ہے) لہٰذا وہ آدمی اس مکھی کو اچھی طرح ڈبو دے "۔

(۲) عن ابی سعيد الخدری رضی الله تعالى عنه عن

النبی ﷺ قال : إذا وَقَعَ الذُّبَابُ فی الطعَامِ فامقُلوهُ فإن فی أحد جَنَاحَیه سمًّا و فی الآخر شِفَاءً وَ إنّه یُقدِّمُ السّمَّ و یُؤخّر الشفاء . رواه فی شرح السنّة .

یعنی " ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ و السلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جب مکھی کھانے پینے کی چیز میں گرجائے تو (نکالنے سے پہلے) وہ مکھی اس چیز میں ڈبو دو۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔ اور مکھی پہلے زہر والا پر استعمال کرتی ہے " ۔

مذکورہ صدر احادیث میں دیگر فوائد کے علاوہ ایک فائدہ تکبر کا علاج بھی ہے۔ کیونکہ متکبر آدمی اور اسلامی تعلیمات سے نا آشنا انسان ایسی چیزوں کو استعمال کرنا نہایت معیوب سمجھتا ہے جو نیچے گرجائیں یا جن میں مکھی گر جائے۔ ان احادیث پر عمل کرنے سے تکبر کا علاج ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ تمام مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کی مبارک تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سرمد نے کہا ہے۔

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد
یک کار ازیں دو کار مے باید کرد
یا تن برضائے دوست مے باید داد
یا جان بر ہش نثار مے باید کرد

ایک کامل مسلمان کے لئے یہ لازم ہے کہ مکمل طور پر تعلیماتِ اسلام پر عمل پیرا ہو اور ہر قسم کے گلے شکوے ترک کر کے اپنا تن من دھن اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سپرد کر دے۔

مذکورہ بالا فارسی اشعار کے مفہوم کو کسی شاعر نے اردو اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

ہو چکا بس شکوۂ لیل و نہار
کام دو ہیں کر کسی کو اِختیار
یا سراپا بن رضائے دلربا
جان کر دے یا محبت میں نثار

دُنیوی خوشی اور سیم و زر کی طلب پسندیدہ نہیں

ایک کامل مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ صرف دنیاوی خوشی، حصولِ سیم و زر اور ظاہری ترقی کا طلبگار رہے۔ یہ تو اہلِ دنیا اور اسلام سے نابلد لوگوں کا شیوہ ہے۔

کامل مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دنیا کی عافیت و خوشی کے ساتھ ساتھ اُخروی خوشی، حصول جنت اور دیدار خدا تعالیٰ کا بھی طلبگار ہوتا ہے اور ان کے حصول کی دعا کرتا رہتا ہے۔

کسی شاعر نے یہی بات ذکر کی ہے۔

ہر کس ز خدا دولت و زر مے طلبد
یا سیمبرے ماہ جبیں مے طلبد

بیچارہ دلم نہ آں و ایں مے طلبد

خواہان وصال است و ہمی مے طلبد

مسلمان کا سب سے بڑا مقصود یہ ہے کہ اسے اللہ تعالی کی رضا حاصل ہو جائے۔

کسی شاعر نے مندرجہ بالا فارسی اشعار کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ہر شخص خدا سے مال و زر چاہتا ہے

یا اک صنم ماہ جبیں چاہتا ہے

دل کو مرے اس سے ہے نہ اس سے مطلب

یہ وصل اسی کا ہم نشیں چاہتا ہے

افسوس صد افسوس کہ آج کل لوگ اللہ تعالی کی اطاعت اور بندگی سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ اپنے قیمتی اوقات انتہائی غفلت میں بسر کر رہے ہیں۔ ہر وقت دنیا کی تڑپ اور طلب میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ حرص، حسد، کینہ، بغض اور دیگر روحانی امراض میں مبتلا ہیں۔ انہیں یہ خیال نہیں کہ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ اس کی خوشیاں اور مسرتیں سب فانی ہیں اور وہ مثل باد صبا اس دنیوی سفر پر رواں دواں ہیں۔ کسی شاعر نے یہی بات کہی ہے۔

ایں مردم دنیا ز خدا بے خبر اند

ہر شام و سحر در طلب سیم و زر اند

از پہلوئے ہمدگر، جگر ریش تراند

ہر چند کہ چوں باد صبا درگزر اند

ان اشعار کا اردو ترجمہ کسی شاعر نے یوں کیا ہے۔

اہلِ دنیا ہیں خدا سے بے خبر
سیم و زر کی ہے طلب شام و سحر
رکھتے ہیں آپس میں کینہ کس قدر
گرچہ ہیں مثلِ صبا وقف سفر

لاپرواہی، غفلت اور گناہوں میں زندگی گزارنے والے انسان موت کے وقت کفِ حسرت ملتے ہیں مگر اُس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

مسلمان اللہ تعالی کا محبوب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی اسے اُخروی فوائد اور مسرتیں دلانے کیلئے تھوڑے عمل پر بھی بیش بہا اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ اگر انسان اُخروی خزانوں کا مشتاق اور حریص ہو تو کسی چھوٹی نیکی کو ترک نہیں کرتا بلکہ اس پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

روزہ دار کی فضیلت

روزہ دار کے پاس جب کوئی آدمی کچھ کھائے پیئے اور روزہ دار روزہ کی وجہ سے کھانے پینے سے محروم رہے تو اس معمولی سی تکلیف کا اسے بے انتہاء اجر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن النبی ﷺ قال : الصَّائِمُ إذا أكلَ عندهُ

المفاطِيرُ صَلَّت عَلَيهِ الملائِكَةُ . رواه الترمذی .

یعنی "نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس روزہ دار کے پاس غیر روزہ دار لوگ کچھ کھائیں پییں تو فرشتے اس روزہ دار شخص کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں"۔

(۲) عن أُمّ عمّارة الأنصاريّة رضی الله تعالی عنها : أن النبی علیه الصلاة و السّلام دَخَل علیها فقدَّمَت إلیه طَعَامًا فقالَ : كُلی . فقالت : إنّی صائمةٌ . فقالَ رسولُ الله ﷺ : إنّ الصَّائِمَ تُصَلّی علیه الملائكةُ إذا أُكل عِندَه حتی یفرغُوا . رواه الترمذی .

یعنی "امّ عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ کے سامنے کھانا رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے امّ عمارہ! تو بھی کھانے میں شریک ہوجا۔ میں نے عرض کیا کہ میں روزے سے ہوں۔ تو آنحضرت ﷺ نے (بطورِ بشارت) ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کے پاس جب کچھ کھایا جائے تو کھانا کھانے والوں کے فارغ ہونے تک فرشتے اس روزہ دار کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں"۔

فرشتوں کے بلند و بالا مقام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی دعاء ضرور قبول فرماتے ہوں گے۔ حدیث بالا میں فرشتوں کی دعا کا حقدار ہونے کا بالکل آسان اور سہل طریقہ بتایا گیا ہے۔ روزہ دار کے پاس جب کوئی آدمی کچھ کھائے پیئے اور روزہ دار روزہ کی وجہ سے کھانے پینے سے

محروم رہے تو چند لقموں سے محرومی کی اس معمولی سی پریشانی اور تکلیف کا اسے اتنا بڑا اجر و ثواب دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے بعض بزرگ روزے کہ حالت میں گاہے گاہے کسی معذور غیر روزہ دار آدمی کو اپنے پاس بلا کر اسے کھانا کھلاتے اور پانی پلاتے تھے تاکہ وہ فرشتوں کی دعاؤں کے مستحق ٹھہریں۔

بزرگانِ دین کو ہمیشہ آخرت کی فکر رہتی ہے۔ انہیں دنیوی عیش وعشرت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ہم کتنے غافل ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی فکرِ آخرت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا

ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

حضرات ! آپ اندازہ فرمائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و اکرام ہے کہ فرشتے روزہ دار کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

دنیا کی چند روزہ زندگی و ظاہری رنگینی میں اور اس کی چند روزہ بہاروں میں لوگ مستغرق ہیں حالانکہ یہ سب چیزیں فانی ہیں۔ آئے دن ہم اپنے ہاتھ سے مُردوں کو کفن میں لپیٹ کر دنیا سے رخصت کرتے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

چمن سے رخصت فانی قریب ہے شاید

کہ آج بوئے کفن دامنِ بہار میں ہے

نیا کپڑا پہن کر دُعا کرنے اور اتارا ہوا پرانا کپڑا صدقہ کرنے کی فضیلت

نیا کپڑا پہن کر دعاء کرنا اور پرانا کپڑا صدقہ کردینا ایک معمولی سا عمل ہے مگر اللہ تعالیٰ اس پر بھی مسلمان کو بہت زیادہ نوازتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہننے کے بعد یہ دعا پڑھی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ

یعنی " تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور دنیوی زیب وزینت حاصل کرتا ہوں "۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اتارے ہوئے پرانے کپڑے صدقہ کردیئے پھر فرمایا کہ میں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص نئے کپڑے پہن کر یہ دعا پڑھے اور اتارا ہوا پرانا کپڑا صدقہ کردے تو وہ دنیا و آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سایۂ رحمت اور اس کی حفاظت میں ہوگا۔

حدیث شریف کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی أمامة رضی الله تعالی عنه قال : لبسَ عمرُ بنُ الخطاب رضی الله تعالی عنه ثوبًا جدِیدًا فقَالَ : الحمد لله الَّذِی کسَانِی ما أُوارِی به عورَتِی و أَتجمَّلُ به فی حیَاتِی . ثم عمد إلی الثوب الذی أخلق فتصدَّق به . ثمَّ قَالَ : سَمِعتُ رسُولَ الله صلی اللہ علیہ وسلم یقُولُ : مَن لَبِسَ ثوبًا جَدِیدًا فقَالَ " الحمدُ للهِ الّذی کسَانِی ما أوَارِی به عَورتِی وأتَجمَّلُ بِه فی حیَاتِی " ثمَّ عَمدَ إلی الثَّوبِ الَّذِی أُخلِقَ فتَصدَّقَ بِه کان فی کَنَفِ اللهِ وَ فی حِفظِ اللهِ وَ فی سترِ اللهِ حَیًّا و مَیتا . رواه احمد والترمذی وابن ماجه .

ناظرین کرام ! دنیا و آخرت دونوں میں اللہ جل جلالہ کا سایۂ رحمت حاصل ہونا اور ان کی حفاظت و امان میں داخل ہونا بہت بڑی دولت ، بہت بڑی سعادت اور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت و حفاظت کے حصول کا نہایت ہی سہل اور آسان طریقہ بتلایا گیا ہے۔

نئے کپڑے پہن کر مندرجہ بالا دعا پڑھ لینا اور پرانا کپڑا صدقہ کردینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی چیزوں پر عمل پیرا ہوکر ذخیرۂ آخرت تیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سورتِ زِلزال، سورتِ اخلاص اور سورت الکافرون کی فضیلت

نصف قرآن مجید یا ثلث قرآن مجید یعنی دس پاروں یا سات آٹھ پاروں کی تلاوت کیلئے انسان کو گھنٹوں وقت چاہئے لیکن دینِ اسلام کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اور ان کے فضل وکرم سے انسان کو اتنے پاروں کا ثواب چند منٹوں میں مل جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث سن لیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا قول نقل کرتے ہیں کہ سورت " إذا زُلزِلت " نصف قرآن، سورت " قل هو الله أحد " ثلث قرآن اور سورت " قل يا أيها الكافرون " رُبع قرآن (چوتھائی حصہ) کے برابر ہیں۔ (ترمذی، حاکم)۔

یعنی صرف سورت اِذا زلزلت (سورتِ زِلزال) پڑھنے سے ۱۵ پارے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح سورت قل ہو اللہ احد (سورتِ اخلاص) پڑھنے سے دس پاروں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور سورتِ قل یا ایہا الکافرون (سورت کافرون) پڑھنے سے ساڑھے سات پاروں کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

ناظرین کرام! یہ کتنا بڑا احسان اور کتنا بڑا انعام واکرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سورتِ تکاثر کی تلاوت کا اجر و ثواب

سورتِ تکاثر (أَلهاكُمُ التَّكاثُر) کی تلاوت کرنا بالکل آسان کام ہے مگر اس پر بھی اللہ تعالیٰ بہت زیادہ اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

عن ابن عمر رضِیَ الله تعالی عنهما قالَ : قالَ رسولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم : الاَ يَستَطِيعُ أَحَدُكُم أن يقرأ ألفَ آيةٍ كلَّ يومٍ ؟ قالوا : و مَن يستَطِيعُ ذلك ؟ قَالَ : أمَا يَستطِيعُ أَحَدُكُم أن يَّقرأ " أَلهاكُمُ التَّكاثُر " . رواه الحاكم .

یعنی " ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہے جو ہر روز (قرآن پاک کی) ایک ہزار آیات تلاوت کرنے کی طاقت رکھتا ہو؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہر روز ایک ہزار آیات تلاوت کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی (سورتِ) أَلهاكم التكاثر نہیں پڑھ سکتا " ؟

مطلب یہ ہے کہ سورت أَلهاكم التكاثر پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیات کے ثواب کے برابر ہے۔

ناظرین ! آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا انعام و اکرام اور احسان ہے کہ ایک چھوٹی سی سورت کی تلاوت سے ایک ہزار آیات

کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔ ایک ہزار آیات تلاوت کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ایک چھوٹی سی سورت تلاوت کرنے کا ثواب ایک ہزار آیات کے ثواب کے برابر عنایت فرمادیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پرعمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

سورتِ یٰسین کی فضیلت

سورتِ یٰسٓ کی تلاوت کرنا کوئی مشکل کام نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کا بے بہا اجر عطا فرماتے ہیں۔

اس سلسلے میں دو حدیثیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا دل سورتِ یٰسین ہے۔ اور جو آدمی ایک بار سورتِ یٰسین کی تلاوت کرے اسے دس بار قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

حدیث شریف کی عربی عبارت یہ ہے۔

عن أنس رضى الله تعالى عنه قالَ : قالَ رَسُولُ الله صلی اللہ علیہ وسلم : إنَّ لِكُلِّ شئ قلبًا و قَلبُ القرآنِ يٰس و من قرأ يٰس كَتَبَ الله له بقِراءَتِها قِراءَةَ القُرآنِ عشرَ مرَّات . رواه الترمذى .

(۲) دوسری حدیث شریف یہ ہے۔

عن جُندُبٍ رَضی اللہ تعالٰی عنه قالَ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : مَن قَرَأَ یٰسٓ فی لیلةٍ ابتِغاء وجهِ اللهِ غُفِرَ لَه . رواه مالك و ابن السنی .

یعنی " حضرت جندب رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو شخص ایک رات میں سورتِ یٰسٓ اللہ تعالٰی کی رضاء و خوشنودی کیلئے تلاوت کرے اس کی مغفرت کردی جاتی ہے "۔

سبحان اللہ ! یہ اللہ تعالٰی کا کتنا عظیم احسان ہے کہ ایک دفعہ سورتِ یٰسین کی تلاوت سے دس قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

حضرات ! آپ ذرا غور تو فرمائیں کہ ایک قرآن مجید ختم کرنے کیلئے کتنے دن لگتے ہیں۔ اور پھر دس مرتبہ قرآن مجید ختم کرنے کا بھی تصور کرلیں کہ اس کے لئے کتنی محنت کرنی پڑیگی اور کتنا عرصہ چاہئے۔ ہر مسلمان کی یہ تمنا اور خواہش ہوتی ہے کہ کاش وہ سال میں ایک بار قرآن مجید ختم کرسکے۔ اسی طرح ہر مسلمان آخرت کی کامیابی اور مغفرت کا طلبگار ہوتا ہے۔ مذکورہ صدر دو حدیثوں میں مسلمان کی ان آرزوؤں اور خواہشوں کی تکمیل کا کتنا آسان اور سہل طریقہ بتایا گیا ہے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مبارک زبان سے یہ خوشخبری سنائی ہے کہ ایک بار سورت یٰسین کی تلاوت سے دس قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس شخص کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ اللہ تعالٰی ہمیں عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

فکرِ آخرت خوش بختی اور فکرِ دنیا تباہی کی علامت ہے

بڑے خوش نصیب اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں آخرت کی فکر، قرآن مجید سے لگاؤ اور دین سے محبت ہو۔ ایسی احادیث سننے سے ان لوگوں کے ایمان، محبتِ اسلام اور شوقِ بندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ایسے خوش نصیب انسان آج کل بہت کم ہیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

نبوت کا زمانہ اور تھا اب اور جھرمٹ ہے
وہاں سینے میں قرآں تھا یہاں سینے میں بسکٹ ہے

آج کل اکثر لوگوں کی نگاہیں دنیا کی زینت اور دولت پر لگی ہوئی ہیں۔ کوٹھیوں، کاروں اور ظاہری زیب و زینت کو وہ ترقی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ترقی نہیں بلکہ تنزل اور تباہی ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے۔

جو بات صاف ہے کہتا ہوں بے دریغ اس کو
نہ مجھ کو کام ہے ٹھکرائی سے نہ شیخی سے
زیادہ زینتِ دنیا بھی ہے فساد انگیز
جنونِ جنگ ہے پیدا اسی ترقی سے

یہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے۔ یہاں بڑے بڑے سرکش، مغرور اور متکبر انسان آئے۔ سب اپنا اپنا وقت پورا کر کے چلے گئے۔ ان

کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ اس دنیا میں رہ کر مزے اڑائیں گے مگر موت نے ان کا نام ونشاں بھی مٹا دیا۔

ایک چھوٹے سے کیڑے کی زندگی اور موت کا نہایت عبرت انگیز تذکرہ

اکبر نے ایک کیڑے کی زندگی اور موت کا منظوم ذکر کیا ہے۔ اس کا ذکر یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے حالات و واقعات سے دنیا کے فانی ہونے کا سبق حاصل ہوتا ہے۔

چلا جاتا تھا اک ننھا سا کیڑا رات کاغذ پر
بلا قصدِ ضرر اس کو ہٹایا میں نے انگلی سے
مگر ایسا وہ نازک تھا کہ فوراً پس گیا بالکل
نہایت ہی خفیف اک داغ کاغذ پر رہا اس کا
ابھی وہ روشنی میں شمع کی کاغذ پہ پھرتا تھا
ابھی یوں مٹ گیا اک جنبشِ انگشتِ انساں سے
لیا میرے سوا نوٹس ہی کس نے اس کا دنیا میں
نہ تھی فطرت کی کیا کاریگری اس کے بنانے میں
نسب نامہ بھی اس کا عالمِ ذرّات میں ہوگا
یہی تھی اس کی ہستی اور اس میں اُس کی مستی تھی

نہ ماتم کرنے والا ہے نہ لائف لکھنے والا ہے
وہ دھبا درسِ عبرت دے رہا ہے مجھ کو اے اکبرؔ

ہمارا انجام

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کا انجام بھی یہی ہوگا۔ اس زندگی پر اعتماد کر کے دنیا سے دل لگائے رکھنا انتہائی درجے کی حماقت ہے۔ اس کیڑے کی طرح ہر انسان اس صفحۂ ہستی سے مٹ جائیگا۔ مرنے والے کی موت کے بعد چند دن اسے یاد رکھا جاتا ہے پھر سب اسے بھلا دیتے ہیں اور دنیا سے اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

بڑا خوش نصیب اور سعادتمند ہے وہ انسان جو اس فانی زندگی میں نیک کام کر کے اپنے لئے ذخیرۂ آخرت تیار کرلے۔ مذکورہ صدر شاعر کیڑے کی موت اور دھبے سے عبرت کا نتیجہ نکالتے ہوئے کہتا ہے۔

نہ ماتم کرنے والا ہے نہ لائف لکھنے والا ہے
وہ دھبا درسِ عبرت دے رہا ہے مجھ کو اے اکبرؔ

معاذ اللہ کیا سمجھا ہے تو نے اپنی وقعت کو
تجھے بھی صفحۂ روئے زمین سے ایک دن آخر
مٹا دے گی کوئی تحریکِ فطرت حکمِ باری سے
عجب حیرت سے میں ہوں دیکھتا اس داغِ کاغذ کو
مری نظروں میں تو نقشہ یہ ہے دنیائے فانی کا
صریحاً جسم تھا اک جان تھی احساس تھا اس میں

اور اب دھبا سا ہے کیا جانے کوئی کیسا دھبا ہے

عجب کیا ہے جو سمجھے کوئی پنسل کی لکیر اس کو

معاذ اللہ ، معاذ اللہ ، سناٹے کا عالم ہے

بہت جی چاہتا ہے روؤں اس ہستی کے دھبے پر

بہرحال بیان یہ ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اللہ جل جلالہ مسلمانوں کو بخشنے اور ان کے درجات کو بلند کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے اعمال پر بھی بیش بہا اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں اور بہت زیادہ نوازتے ہیں۔

علمِ دین کے فوائد وفضائل

علمِ دین حاصل کرنے کے بیشمار فوائد ہیں۔ مثلاً

(۱) علمِ دین کے ذریعہ جہالت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ جہالت ایک آفت اور بہت بڑی ذلت ہے۔

(۲) علمِ دین کے ذریعہ عزت حاصل ہوتی ہے۔ عالم کی تعظیم وتکریم شرعاً ضروری ہے۔

(۳) علمِ دین سے اُخروی کامیابیاں اور خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔

(۴) علمِ دین سے دنیاوی خوشیاں اور مسرتیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔

(۵) علمِ دین سے دنیا و آخرت کی ترقی حاصل ہوتی ہے۔

(۶) علمِ دین سے خوفِ خدا تعالیٰ نصیب ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا .

یعنی " اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں"۔

(۷) علمِ دین کے ذریعہ وراثتِ انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام ملتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے العلماء ورثۃ الأنبیاء . یعنی " علماء انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں " ۔

(۸) علمِ دین سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مقام اور درجہ حاصل ہوتا ہے۔ قیامت کے دن عالم کا درجہ عابد سے کہیں زیادہ ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے۔

روی ابنُ جُرَیج عن عطاء عَن ابن عَبَّاس رضی اللہ تعالی عنھما : إذَا کان یومُ القیامةِ یُؤتٰی بالعَابِد و الفَقِیهِ فَیُقَالُ لِلعَابد : اُدخُل الجنَّةَ . ویُقال للفَقیهِ : اِشفع تشَفَّع .

یعنی " حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کرتے ہیں کہ بروز قیامت عابد اور فقیہ (عالم) دونوں کو (بارگاہِ خداوندی میں) پیش کیا جائے گا۔ پس عابد کو صرف یہ کہا جائے گا کہ تو جنت میں داخل ہو جا اور فقیہ یعنی عالم کو کہا جائیگا کہ تو سفارش کر، تیری سفارش قبول کی جائے گی " ۔

(۹) علم نور (روشنی) ہے اور جہالت ظلمت (اندھیرا) ہے۔ اسی وجہ سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو، جو مقامِ علم میں پوری امت پر فائق ہیں، ستاروں سے تشبیہ دی ہے۔

حدیث پاک ہے أصحابی کالنُّجُوم بِأَیّهم اقتَدَیتُم اهتَدَیتم . یعنی "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے"۔

ایک حدیث پاک میں علماءِ کرام کو مثلِ قمر قرار دیا گیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

فضلُ العَالِمِ عَلَی العَابِدِ کفَضلِ القمَرِ علی سائر الکوَاکِبِ . رواہ ابوداود و الترمذی عن ابی الدرداء مرفوعاً فی حدیث طویلٍ . یعنی "عالم کو عابد پر وہ فضلیت حاصل ہے جو چاند کو عام ستاروں پر حاصل ہے"۔

(۱۰) شیطان بنسبت عابد کے عالم سے زیادہ ڈرتا ہے۔

حدیث شریف ہے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالی عنهما مرفوعا : فقِیهٌ واحدٌ أشَدُّ علی الشیطان مِن ألفِ عابدٍ . رواہ الترمذی .

یعنی "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ شیطان پر صرف ایک عالم ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے"۔

یعنی شیطان ہزار عابدوں سے اتنا تنگ اور پریشان نہیں ہوتا جتنا ایک عالم دین سے تنگ اور پریشان ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہزار عابدوں کو غلطیوں میں مبتلا کرنا اس کیلئے اتنا مشکل نہیں جتنا ایک عالم دین کو غلطیوں

میں مبتلا کرنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔

(۱۱) علم دین اسلام کیلئے ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔

حدیث پاک ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه مرفوعًا : لِكُلِّ شئ دَعامَةٌ و دَعامة الإسلامِ الفِقهُ فی الدين والفَقِيهُ أشدُّ على الشيطان من ألفِ عَابِدٍ . كما فی مفتاح دار السعادة لابن قَيِّم ص ٦٨ .

یعنی " ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور اسلام کا ستون علم دین ہے اور ایک عالمِ دین زیادہ سخت ہوتا ہے شیطان پر ہزار عابدوں سے "۔

بہر حال علم دین کے بیشمار فوائد ہیں۔ یہاں پر ان کی تفصیل پیش کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ طلبِ علم دین کی خاطر جو تکالیف و مصائب اور پریشانیاں اٹھانا پڑتی ہیں اللہ جل جلالہ ان کا بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ لہٰذا طالب علم کو اگر طلبِ علم میں کوئی تکلیف اور زحمت اٹھانا پڑے تو اسے صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرے اور اُن درجات اور اجر و ثواب کا تصور کرے جو اُسے یہ تکالیف و مصائب برداشت کرنے پر مل رہے ہیں۔

طالبِ علمِ دین کے فضائل و بلند درجات

ذیل میں وہ احادیث پیش کی جارہی ہیں جن میں طالبِ علمِ دین

کے فضائل اور بلند درجات کا ذکر ہے۔

(۱) فی السنن والمسانید من حدیث صَفوان بن عَسَّالٍ رضی اللہ تعالی عنہ قال : قلتُ : یا رسولَ اللہ ! إنّی جئتُ أطلبُ العلمَ . قال : مَرحبًا بطالبِ العِلمِ اِنَّ طالِبَ العِلمِ لَتَحفُّ به الملائکةُ وتُظِلُّه بأجنحتِها فیَرکبُ بَعضُهم بعضًا حتی تَبلُغَ السَّمَاء الدُّنیا مِن حُبّهم لِمَا یَطلُبُ .

یعنی " صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ! میں طلبِ علم کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا کہا اور فرمایا کہ طالبِ علمِ دین پر فرشتے احاطہ کرتے ہوئے اپنے پَروں سے اس پر سایہ ڈالتے ہیں یہاں تک کہ وہ فرشتے (کثرت ازدحام وشدت ہجوم کی وجہ سے) ایک دوسرے کے اوپر کھڑے ہو کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتے یہ سب کچھ علم دین سے محبت کی وجہ سے کرتے ہیں"۔

(۲) عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قالَ : سمعتُ رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقُولُ : من غدا لِعلمٍ یتعلّمه فَتَحَ اللہ له به طَریقًا إلی الجنّةِ و فَرشَت له الملائکةُ أکنافَها و صلَّت علیه ملائکةُ السَّماءِ و حِیتانُ البَحرِ و لِلعالمِ مِنَ الفضلِ علی العَابد کَفَضلِ القمرِ لیلَة البدر علی سائِرِ الکواکِبِ .

یعنی " ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلاۃ و

السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کیلئے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ کھول دیتے ہیں اور فرشتے اس شخص کیلئے اپنے بازو اور پر بچھاتے ہیں اور اس کیلئے آسمان کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں دعا مانگتی ہیں اور عالمِ دین کو عابد پر وہ فضیلت حاصل ہے جو چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر حاصل ہے"۔

مذکورہ صدر احادیث سے یہ تین امور واضح ہوئے ہیں۔

(۱) طالب علم کے قدموں کے نیچے اکرام وتعظیم کے طور پر فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔

(۲) اہلِ آسمان و اہلِ زمین اس کے لئے دعاگو ہوتے ہیں حتی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی طالب علم کیلئے دعا کرتی ہیں۔

(۳) فرشتے بطور اکرام و حفاظت اس کے اردگرد گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اس پر اپنے پَروں سے سایہ کرتے ہیں۔

طالب علم کے قدموں کے نیچے پَر بچھانے سے تواضع وتوقیر کا اظہار مقصود ہے۔ اور اس کے اردگرد گھیرا ڈالنے اور پَروں کے ذریعہ سایہ کرنے سے اس کی حفاظت وحمایت مطلوب ہے۔

طلبِ علمِ دین کے بے شمار فوائد و فضائل کے علاوہ صرف مذکورہ صدر تین فضائل و مناقب ہی طلبِ علمِ دین کے شرف وفضل اور عظمت کیلئے کافی ہیں۔

ناظرین کرام ! مذکورہ صدر احادیث میں طالبِ علمِ دین کے کس قدر فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر یقین

نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات میں شک کرنا تباہی و بربادی کا باعث ہے

فرشتوں کے پَروں کا سایہ اور اُن کا طالبِ علمِ دین کے قدموں کے نیچے پَر بچھانا اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتا لیکن ان باتوں پر یقین کرنا، ان کی تصدیق کرنا اور ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ ان میں ذرا بھی شک کرنا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی ہر بات شک و شبہ سے بلند ہے اور جس نے آنحضرت ﷺ کے کسی ارشاد میں شک کیا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

حدیث سے استہزاء کرنے والے کا عبرتناک انجام

چنانچہ مذکورہ صدر حدیث کے بارے میں ایک حکایت ہے جو نہایت عبرت آموز ہے۔ احمد بن شعیب کی یہ حکایت و روایت علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مفتاح دار السعادۃ میں کتاب مجالسۃ تالیف احمد بن مروان مالکی سے نقل کی ہے۔

احمد بن شعیب کہتے ہیں کہ ہم شہر بصرہ میں ایک محدث کے پاس حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ ایک دن اس حدیث پاک کا ذکر ہوا کہ فرشتے طالبِ علمِ دین کے قدموں تلے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ اس مجلس میں ایک معتزلی شخص تھا (معتزلہ ایک گمراہ فرقہ گزرا ہے۔ اس فرقہ کے لوگ

ایسی احادیث تسلیم نہیں کرتے تھے)۔

فجَعَلَ یستهزِئُ بِالحدیث فقَال : وَاللهِ لأَطرِقَنَّ غدًا نعلِی بمَسامِیرَ فَأَطَأُ بِهَا اَجنحةَ الملائِکةِ . ففَعَلَ و مشی فی النَّعلَینِ فجَفَّت رِجلاه جَمیعًا وَ وَقعَت فیهما الأکلةُ .

یعنی " وہ معتزلی شخص اس حدیث کا مذاق اڑانے لگا اور کہنے لگا۔ واللہ ! کل میں اپنے جوتوں کے نچلے حصے میں لمبی لمبی میخیں اور کیل لگاؤں گا اور ان سے فرشتوں کے پَروں کو روند کر انہیں اذیت و تکلیف پہنچاؤں گا۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور کیلوں اور میخوں سے جڑے ہوئے جوتوں کو پہن کر تھوڑا سا چلا تو فوراً اس کی دونوں ٹانگیں سوکھ گئیں اور اُن میں نہایت مہلک پھوڑے نمودار ہو گئے "۔

ایک اور عبرت انگیز حکایت

اسی قسم کی ایک اور حکایت بھی ہے۔

قالَ الطبرانی : سَمعتُ اَبَا یَحییٰ زکریا بن یحیی الساجی قال : کُنّا نَمشِی فی بَعضِ أزِقَّةِ البَصرَةِ إلی باب بعض المحدّثین فأسرعنا المشیَ وکانَ مَعَنَا رَجُل ماجِنٌ منهم فی دینه فقَال : ارفعُوا أرجُلَکم عَن أجنِحَةِ الملائِکَةِ لا تکسِرُوها . کَالمستهزِئ، فَمَا زَال مِن مَوضِعِه حَتی جَفَّت

رجلاہ و سقط۔

یعنی ”امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ زکریا ابن یحییٰ ساجی سے یہ حکایت سنی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم شہر بصرہ کی بعض گلیوں میں ایک محدث کے پاس (ان سے احادیث سننے اور پڑھنے کی غرض سے) جارہے تھے۔ ہم ذرا تیز چلنے لگے۔

ہمارے ساتھ ایک مذاقی شخص بھی تھا جو بے حیاء تھا اور دینی اعتبار سے کمزور تھا۔ اس شخص نے بطورِ مذاق واستہزاء کہا کہ اپنے قدموں کو اٹھالو کہیں تم فرشتوں کے پَروں کو توڑ نہ دو۔ پس (اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ) وہ اسی جگہ جم کر رہ گیا، اپنی جگہ سے ہل نہ سکا اور فوراً اس کی دونوں ٹانگیں سوکھ گئیں اور زمین پر گر پڑا“۔

ناظرین کرام! بیانِ سابق سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ بعض چھوٹے گناہ جنہیں انسان معمولی سمجھتا ہے انتہائی مہلک اور خطرناک ہوتے ہیں اور بعض چھوٹی نیکیاں جنہیں کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوتی ہیں۔

بازار میں پڑھی جانے والی ایک چھوٹی سی دُعا اور اس پر ملنے والا عظیم اجر وثواب

بعض چھوٹی چھوٹی دعاؤں پر اللہ جل جلالہ اس قدر اجر وثواب عنایت فرماتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک حدیث مبارک سن لیں۔

عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : من دَخَل السُّوقَ فقَال " لا إلهَ إلا اللہ وَحدَہ لا شریکَ لہ لہ الملكُ و لَہ الحمدُ یُحیی و یُمِیتُ و ھُو حیٌّ لا یَمُوتُ بِیدِہِ الخیرُ و ھو علی کُلّ شئ قَدِیر " کَتَبَ اللہ لہ ألفَ ألفِ حَسنَةٍ ومحی عنه ألفَ ألفِ سیّئَةٍ و رَفع لہ ألفَ ألفِ دَرجَةٍ . أخرجه ابوداود والحاکم والترمذی .

یعنی " عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَحَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

تو اللہ جل جلالہ اس شخص کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ گناہ اس کے نامۂ اعمال سے مٹا دیتے ہیں اور دس لاکھ درجے بلند فرما دیتے ہیں " ۔

سبحان اللہ ! اللہ جل جلالہ کی رحمت کتنی وسیع ہے اور ان کے خزانے کتنے زیادہ ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ اس چھوٹی سی دعا کی برکت سے تیس لاکھ فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک فائدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حدیث پر عمل پیرا ہو کر یہ دعا

پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

بعض بزرگوں کا عمل

کئی بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ وہ گاہے گاہے صرف یہ دعا اور دیگر اس قسم کی دعائیں پڑھنے اور ان کی برکات حاصل کرنے کی غرض سے بازار جایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا تھا۔ چونکہ بازار غفلت کی جگہ ہے اس لئے بازار میں ذکر کرنے والے اور منقول دعائیں پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ اجر و ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔

قالَ علَيهِ الصَّلاة والسلام : ذاكِرُ اللهِ فی الغافِلينَ بمنزلةِ الصَّابِرِ فی الفارّينَ . رواه البزار و الطبرانی .

یعنی "غافلوں (کی مجلس) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے شخص کو وہ مقام و مرتبہ نصیب ہوتا ہے جو مقام و مرتبہ کفار کے ساتھ جنگ کے وقت میدان میں ثابت قدم رہنے والے شخص کو حاصل ہوتا ہے جبکہ اس کے دوسرے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ گئے ہوں"۔

سلام کا بہت بڑا اجر ہے

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بازار میں صرف لوگوں کو سلام کہنے اور اُس کا اجر و ثواب حاصل کرنے کی غرض

سے جایا کرتے تھے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سلام تو ایک معمولی سا عمل ہے اس سے کیا ثواب ملے گا اور وہ اسے اہمیت نہیں دیتے۔ بہت کم لوگوں کے ذہنوں میں سلام کہنے کی اہمیت ہوتی ہے اور بہت کم لوگ اسے باعثِ اجر و ثواب سمجھتے ہیں۔ لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ صرف سلام کے اجر و ثواب کے حصول کی خاطر بازار جایا کرتے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ بازار میں چونکہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں اس لئے وہاں سلام کہنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل سے متعلق حدیث شریف کے عربی الفاظ یہ ہیں۔

عنِ الطُّفيل بن أُبَىّ بن كعب : أَنَّه كَانَ يَأتِى ابنَ عمر فَيَغدُو مَعَه اِلى السُّوقِ . قالَ : فإذا غَدَونَا إلى السُّوق لم يَمرَّ عَبدُ الله بنُ عمر على سقَّاطٍ (الذى يبيع الردىّ منَ المتاعِ) و لا على صاحبِ بيعةٍ ولا مسكينٍ ولا على أحدٍ إلاّ سلّم عليه .

قال الطُّفيل : فجئتُ عَبدَ الله بن عمر يومًا فاستَتبَعَنى إلى السُّوقِ . فَقُلتُ لَه : ومَا تَصنَعُ فى السُّوقِ و أنتَ لا تَقِفُ على البَيعِ وَ لا تسأَل عَنِ السّلعِ و لا تسومُ بِهَا و لا تَجلِسُ فى مجلسِ السُّوقِ فاجلِس بنا هٰهُنَا نَتحَدَّثُ .

قال : فَقَالَ لى عبدُ اللهِ بنُ عمر : يا ابا بَطنٍ !

قَالَ : و كَانَ الطُّفَيلُ ذَا بَطنٍ . إنما نغدُو مِن أَجلِ السَّلامِ نُسلّم على مَن لَقِينَاه . رواه مالك و البيهقى فى شعبِ الإيمان . مشكوٰة ج۲ باب السلام .

یعنی ” طفیل بن ابی بن کعب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ہر صبح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ پھر وہ مجھے صبح صبح بازار لے جاتے تھے۔ بازار میں ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص پر گزرتے تھے خواہ وہ ردّی بیچنے والا ہوتا یا کوئی بڑا تاجر یا کوئی مسکین یا کوئی اور ہوتا ہر ایک کو وہ ضرور السلام علیکم کہتے تھے۔

طفیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک دن میں (صبح کے وقت حسبِ عادت) ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما مجھے پھر ساتھ لے کر بازار جانے لگے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ بازار میں کیا کرتے ہیں؟ (میں روزانہ دیکھتا ہوں کہ) آپ نہ تو کسی بیع (خرید و فروخت) کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، نہ کسی سودے کے بارے میں کسی سے کچھ پوچھتے ہیں، نہ اس کا بھاؤ معلوم کرتے ہیں اور نہ بازار کی کسی محفل و مجلس میں جا کر آپ بیٹھتے ہیں۔ (تو پھر ہر روز بازار جانے کا کیا مطلب؟ چھوڑیں) آج آپ یہیں ہمارے ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں۔

تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اے طفیل! ہم ہر روز صبح صرف اس غرض سے بازار جاتے ہیں کہ جو مسلمان بھی ملے اسے السلام علیکم کہیں (تاکہ ہمیں السلام علیکم کہنے کا ثواب مل جائے)“۔

بہرحال بعض چھوٹی چیزوں کے فوائد بہت بڑے ہوتے ہیں۔

خط لکھ کراس پرمٹی ڈالنے کی عجیب حکمت

ایک حدیث شریف ہے کہ خط لکھنے کے بعد اس پر تھوڑی سی مٹی ڈالنے سے مقصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عن جَابِرٍ رضی اللہ تعالی عنه أَنَّ النبیَّ ﷺ قالَ : إذا كَتَبَ أَحَدُكُم كتابًا فَلْيُتَرِّبه فإنَّه أنجَحُ لِلحَاجَةِ . رواه الترمذی وقال : هذا حديثٌ مُنكَر .

یعنی ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ و السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو خط لکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اس پر تھوڑی سی مٹی ڈال دے۔ اس عمل کی برکت سے مقصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے“۔

ناظرین کرام ! خط کو خشک کرنے کیلئے اس پر مٹی ڈالنا بالکل معمولی سا کام ہے مگر اس کا فائدہ بہت زیادہ ہے۔

ایک عبرت آموز حکایت

اس عمل سے متعلق ایک حکایت بھی سن لیں جو امام غزالی رحمہ اللہ تعالی نے کتاب منہاج العابدین میں ذکر فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں۔

إنّ رَجُلاً كَانَ يكتبُ رُقعَةً و هُوَ فی بيتٍ بالكراءِ فأرَادَ ان يُّتَرّبَ الكِتابَ مِن جُدرَانِ البيتِ و خَطَرَ ببالِه

أنّ البيت بالكراء ثمّ انه خطر بباله أنه لا خطر لهذا فترّب الكتابَ فسمع هاتفًا يقولُ : سيعلم المستخِفُّ بالتراب ما يلقى غدًا من طول الحساب .

یعنی " ایک شخص (کرایہ کے مکان میں رہتا تھا ایک بار اس) نے ایک رقعہ لکھا پھر اس مکان کی دیوار سے مٹی لیکر سیاہی خشک کرنے کیلئے رقعہ پر ڈالنا چاہی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ تو کرایہ کا مکان ہے (لہذا اس کی دیوار کی مٹی استعمال نہیں کرنی چاہئے۔) پھر خیال آیا کہ اتنی تھوڑی سی چیز کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے (دیوار سے) مٹی لے کر رقعہ پر ڈال دی۔ پس اس نے ہاتف کی یہ آواز سنی کہ اس مٹی کو حقیر وخفیف سی چیز سمجھنے والے کو اس وقت پتہ چلے گا جب بروز قیامت اس کا لمبا حساب لیا جائے گا " ۔

ناظرین کرام ! اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی انسان کی چیز کو بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز کا حساب ہوگا۔ لہذا چھوٹے گناہوں سے بچنا بھی بہت ضروری ہے اور ان سے بھی ہر وقت انسان کو توبہ کرنی چاہئے کیونکہ بعض چھوٹے گناہ نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ اسی طرح کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی بے وقعت سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض چھوٹی نیکیاں بہت بڑے اجر وثواب کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

والدین کی طرف محبت سے دیکھنا

والدین کی طرف محبت کی نظر سے دیکھنا بڑے اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث پیشِ خدمت ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما : أَنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ : ما مِن وَلَدٍ بارّ يَنظُرُ إلى والديهِ نظرةَ رحمةٍ إلاَّ كَتَبَ الله له بِكُلِّ نظرةٍ حجّةً مبرُورةً . قالوا : وإن نظَرَ كُلَّ يومٍ مِائةَ مرَّةٍ ؟ قالَ : نعَم ، الله أكبَرُ و أطيَبُ . رواه البيهقي .

یعنی " ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کی یہ روایت ذکر کرتے ہیں کہ جو نیک بیٹا اپنے والدین کو بنظر رحمت دیکھے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر نظر کے بدلے حج مبرور یعنی حج مقبول کا ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اگر کوئی آدمی ایک دن میں سو مرتبہ دیکھے (تو کیا اسے سو دفعہ حج مبرور کا ثواب ملے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ بہت بڑے ہیں اور نہایت پاکیزہ ہیں "۔

حضرات! آپ غور فرمائیں کہ والدین کی طرف رحمت ومحبت کی نگاہ سے دیکھنا کتنا آسان اور معمولی کام ہے مگر اس کا اجر وثواب کتنا زیادہ ہے۔ والدین کو صرف دیکھنے سے جب ایک حج مقبول کا ثواب حاصل ہوتا ہے تو ان کی خدمت کرنے سے تو بے حساب ثواب حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ جل جلالہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ یہیں سے لگالیں کہ والدین کی طرف صرف دیکھنے سے حج مبرور جیسی اہم عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ گویا والدین کی طرف بنظر رحمت دیکھنا ایک اہم عبادت ہے۔

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے

بیت اللہ شریف کو صرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن عَطاء رحمه الله تعالى عن ابن عباسٍ رضى الله تعالى عنهما يقولُ : النَّظرُ إلى الكَعبةِ محضُ الإيمان .

یعنی "حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کو دیکھنا خالص ایمان ہے"۔

(۲) عن ابنِ المسيّب رحمه الله تعالى : من نَظَر إلى الكَعبةِ إيمانًا و تَصدِيقًا خرَجَ مِنَ الخطَايَا كَيَوم وَلَدَته امُّه . كذا فى تاريخ مكة للازرقى ص ٥ .

یعنی "سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص بیت اللہ شریف کی طرف دیکھے اللہ و رسول پر ایمان اور ان کی تصدیق کے پیش نظر تو وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے یعنی پاک ہوجاتا ہے جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدائش کے دن گناہوں سے پاک پیدا ہوا تھا"۔

(۳) عن حَسَّان بن عَطِيّة رحمه الله تعالى : أن الله

خلقَ لِهذا البَيتِ عِشرينَ و مائةَ رحمةٍ يُنزِلُها فی کلّ یومٍ فسِتّون منها لِلطّائفِينَ وَ أربعُون لِلمُصلّين و عِشرُون للنّاظرينَ . قالَ حسَّان : فَنظَرنا فإذا هی کُلُّها للطائفين هو يَطُوفُ وَ يُصلّی و ينظُرُ . رَواه ابنُ عباس رضی الله تعالیٰ عنهما مَرفوعًا . تاريخ مكة ص ٥ .

یعنی ” حسان بن عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کے لئے ایک سو بیس رحمتیں پیدا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر روز ان ایک سو بیس رحمتوں کو نازل فرماتے ہیں۔ پس ان میں سے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں اور چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں کیلئے ہیں اور بیس رحمتیں بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کیلئے ہیں۔

حسّان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں غور وفکر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ساری رحمتیں طواف کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ کیونکہ طواف کرنے والا طواف بھی کرتا ہے ، نماز بھی پڑھتا ہے اور بیت اللہ شریف کو دیکھتا بھی ہے “ ۔

ناظرین کرام ! آپ غور فرمائیں کہ ان احادیث میں مسلمان کے لئے کتنی خوشخبریاں بیان کی گئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا یقین نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جنت کا شوق اور آخرت کی خوشیوں کے حصول کی فکر نصیب ہوجائے تو بہت بڑی سعادت و خوش نصیبی ہے ۔ جس مسلمان کے دل میں اس شوق کی گرمجوشی ہو اور امید ہائے آخرت کی مستی ہو وہ بڑا اسعادتمند

ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

دلِ سوزاں کو اک نعمت سمجھ یہ گرمجوشی ہے
امید آخرت میں مست رہ یہ بادہ نوشی ہے

مسلمان کے دل میں دین کی محبت اور نیک اعمال کا شوق نہایت ضروری ہے۔ اسے ہر وقت یادِ خدا تعالی میں مستغرق ہونا چاہئے۔ اس کے لئے یہی خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت ہے۔ اور یہی دل کا وہ سبق ہے جس میں بے شمار فوائد ہیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

بے مثل فائدہ ہمیں دل کے سبق میں ہے
خلوت میں انجمن کا مزا یادِ حق میں ہے

لیکن افسوس صد افسوس کہ آج لوگ دنیا کے حصول کے لئے سرگرداں ہیں۔ انہیں آخرت کی زندگی اور اس کی کامیابی کی کچھ فکر نہیں یا بہت کم فکر ہے اور دنیوی زندگی اور اس کی کامیابی کی فکر بہت زیادہ ہے۔ انہیں یہ خیال نہیں کہ یہ زندگی، اس کی خوشیاں اور مسرتیں سب فانی ہیں۔ یہ بساطِ زندگی اور نشاطِ زندگی کچھ بھی نہیں۔ سب ختم ہونے والی چیزیں ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اب تو ہے یہ سوچ کیا میں کیا بساطِ زندگی
ہوچکا دو دن کا وہ دورِ نشاطِ زندگی

دیکھئے انجام کیا ہو ڈر رہا ہوں دیکھ کر
لذتِ دنیا سے اتنا اختلاطِ زندگی
یہ بھی فانی وہ بھی فانی دونوں ہیں بے اعتبار
انقباضِ موت ہو یا انبساطِ زندگی

بس صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔ اس ذات کی محبت، اطاعت اور نیک اعمال ہی باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ دنیا کی نہ خوشی باقی رہنے والی ہے اور نہ غم۔

اکبر نے کہا ہے۔

شادی کی کیا خوشی ہے غم کا بھی رنج کیا ہے
وہ بھی تھی اِک بجلی اور یہ بھی اِک ہوا ہے
آنکھوں نے خوب دیکھا اور دِل نے خوب سمجھا
کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ اللہ کے سوا ہے
معنی کا آئینہ ہے اکبر کا یہ لطیفہ
ہنسنا بھی اِک مرض ہے رونا بھی اِک دوا ہے

برادرانِ اسلام! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آخرت کی زندگی، اس کی مسرتیں اور خوشیاں حاصل کرنے کی فکر اور کوشش کرنی چاہئے۔ ان اعمال کی طرف توجہ اور دھیان ہونا چاہئے جو اُخروی مسرتوں اور خوشیوں کا ذریعہ ہوں اور ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنیں۔ اگر مسلمان کو ذخیرۂ آخرت بڑھانے کی فکر ہو تو وہ اس دنیا میں رہ کر اپنے لئے بہت کچھ کما سکتا ہے کیونکہ بعض چھوٹے چھوٹے اعمال بھی بہت زیادہ اجر و ثواب کا

باعث ہوتے ہیں اور ان میں زیادہ محنت بھی نہیں کرنا پڑتی۔

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش آنا

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش آنا نہایت معمولی سا کام ہے مگر اس کا ثواب بے انتہاء ہے۔

اس سلسلے میں چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن ابی أمامة رضی الله تعالی عنه قالَ : قالَ رسول الله ﷺ : من مَسَحَ رأسَ یتیمٍ أویتیمةٍ لم یمسَحه إلاّ للهِ کان له بِکُلّ شَعرةٍ مرَّت علیهَا یدُه حَسَنات و من أحسَنَ إلی یتیمةٍ أو یتیمٍ عِندَه کُنتُ أنَا وهو فی الجنّةِ کهاتَین و قرَنَ بَینَ أصبعَیهِ . رواه احمد و الترمذی .

یعنی ” ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسی یتیم بچے یا بچی کے سر پر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر (شفقت سے) ہاتھ پھیر دے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرے گا اُن کی تعداد کے برابر اس شخص کو نیکیاں حاصل ہوں گی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں (ابہامہ و سبّابہ یعنی انگشتِ شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی) کو ملایا اور (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا جو شخص کسی یتیم بچے یا بچی کا نگران ہو اور اس

سے اچھا سلوک کرے تو میں اور وہ شخص جنت میں ان دو انگلیوں کی مانند قریب ہوں گے"۔

ناظرین کرام! غور کرنے کی بات ہے کہ یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا کتنا آسان کام ہے مگر اس کا اجر و ثواب کتنا زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر یقین نصیب فرمائیں اور عمل کرنے کی توفیق دیں۔ آمین۔

حدیث ہذا سے معلوم ہوا کہ ہر ایک بال کے بدلے حسنات یعنی کئی نیکیوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حسنات جمع کا صیغہ ہے تو فرض کریں کہ سر کے ہر بال کے بدلے اسے دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کے پیش نظر یہ دس نیکیاں بہت تھوڑی ہیں۔ پھر غور کریں کہ سر کے بالوں کی تعداد کتنی زیادہ ہوتی ہے۔ سر کے بال یقیناً دس لاکھ سے کم نہیں ہوتے۔ اور ہر بال کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے تو دس لاکھ کو دس میں ضرب دینے سے ایک کروڑ نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا کیا کہنا کہ یتیم کے سر پر صرف ایک بار ہاتھ پھیرنے سے ایک کروڑ نیکیوں کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

قابلِ غور بات

یہاں ایک بات اور بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ حدیث ہذا میں ثواب کا ذکر نہیں ہے بلکہ لفظ حسنات کا ذکر ہے۔ حسنات جمع ہے حَسَنَة

کی۔ حسنہ کا معنی ہے نیک عمل۔ اس لحاظ سے حدیث ہذا کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو ایک کروڑ نیک اعمال کا ثواب حاصل ہوگا اور اسلام میں ایک حسنہ کا ثواب دس گنا دیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها ۔ یعنی " جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے "۔ لہٰذا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے کو دس کروڑ نیکیوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) ایک اور حدیث شریف ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما : من آوى يتيمًا إلى طَعَامِه وَ شَرَابه أَوجَبَ الله له الجنّة البتّة إلا أن يعملَ ذنبًا لا يُغفر . رواه فی شرح السُّنة .

یعنی " حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص کسی یتیم کو بلا کر اپنے کھانے پینے میں شریک کرلے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت واجب فرمادیتے ہیں۔ ہاں اگر اس شخص نے کوئی نا قابلِ مغفرت گناہ (کفر و شرک) کیا ہو تو یہ اور بات ہے (یعنی وہ معاف نہیں ہوگا) "۔

ناظرین کرام! حصولِ جنت کتنی بڑی سعادت و خوش نصیبی ہے اور اس کے لئے کتنی محنت کی ضرورت ہوتی ہے مگر مذکورہ بالا حدیث میں حصولِ جنت کا نہایت آسان طریقہ بتا دیا گیا ہے کہ کھانے میں یتیم کو شریک کرلیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین۔

کسی مسلمان کو خوش کرنا اور راحت پہنچانا

کسی مسلمان کو مسرت اور راحت پہنچانا کونسا مشکل کام ہے مگر اس پر بھی اللہ تعالی بہت زیادہ نواز تے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حدیث سن لیں۔

عن أَنَس رَضی الله تعالی عنه قالَ : قال رسولُ الله ﷺ : من قَضى لأَحَدٍ من أُمَّتی حاجة يرِيدُ أن يَّسُرَّه بِهَا فقد سَرَّنی و من سرَّنی فقد سرَّ الله وَ مَن سَرَّ الله أدخَلَهُ الله الجنَّةَ .

یعنی " حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری امت میں سے کسی انسان کو خوش کرنے کیلئے اس کا کوئی کام کیا تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادیں گے "۔

مصیبت زدہ انسان کی مدد کرنا

کسی مصیبت زدہ انسان کی مدد کرنے پر اللہ جل جلالہ بے بہا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حدیث سن لیں۔

عن أنسٍ رضِيِ الله تعالی عنه قَالَ : قَالَ رسولُ

الله ﷺ : مَن أغاثَ مَلهُوفًا كَتَبَ الله له ثلاثًا وسبعِينَ مغفرةً واحدة فيها صلاحُ أمره كُلّه و ثنتان و سَبعُون لَه دَرَجاتٌ يوم القِيامة . رواه البيهقى فى شعب الايمان .

یعنی "حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جوشخص کسی مصیبت زدہ انسان کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ۷۳ مغفرتیں لکھ دیتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک مغفرت اس شخص کی اصلاحِ حال وخوشحالی کیلئے کافی ہے اور بقیہ ۷۲ مغفرتیں اس کیلئے قیامت کے دن بلندیٔ درجات کاذریعہ ہوں گی "۔

ناظرین کرام ! ان تمام احادیث سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے اور کتنی آسانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل لوگ وہ اعمال نہیں کرتے جن سے وہ اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت کے مستحق ٹھہریں۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہیں آخرت کی فکر ہو اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر بھی عمل پیرا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ان کے شاملِ حال ہو۔

لوگوں کے دلوں میں فکرِ آخرت اور حصولِ جنت کا شوق بہت کم ہے ورنہ وہ اس طرح غفلت اور بے فائدہ بحثوں اور جھگڑوں میں اپنے قیمتی اوقات ضائع نہ کرتے۔ حضرت شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خوی

چو بگذشت بر عارفے جنگ جوی

گر ایں مدعی دوست بشناختے

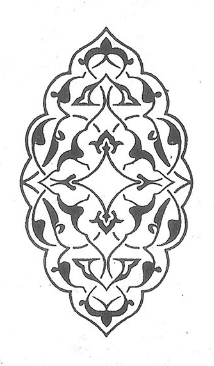
بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

(۱) یعنی " بہلول مبارک خصلت والے نے کیا اچھی بات کہی جب کہ وہ ایک عارف جنگ جو پر گزرے۔

(۲) اگر اس مدعی کو اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت حاصل ہوتی تو دشمن کے ساتھ بے فائدہ لڑائی میں مشغول نہ ہوتا "۔

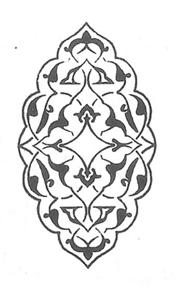
اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ہر چھوٹے بڑے گناہ کی نفرت ڈال دیں اور ہر چھوٹی بڑی نیکی کی محبت پیدا فرمادیں۔ آمین ثم آمین۔

و الحمد للہ و صلّی اللہ علی رسولہ محمد و آلہ و أصحابہ أجمعین .



فہرستِ مضامین

تمت الفہرست



فهرستُ مؤلفات الروحَاني البَازي

أعلى الله درجاته في دارالسّلام و طيّب آثاره

ندرج ههنا مؤلفات المحدّث المفسّر الفقيه الرحلة الحجّة الشهير في الآفاق جامع المعقول و المنقول أمير المؤمنين في الحديث العلامة الأوحدي و الفهامة اللوذعي الشاعر اللغوي الأديب الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي وآثاره العلمية الخالدة . رَحمه الله تعالى رحمة واسعة .

قال الشيخ الروحاني البازي رحمه الله تعالى في بعض مؤلفاته :
تصانيفي بعضها باللغة العربية وبعضها بلغة الأردو وبعضها بالفارسية وغيرها من الألسنة ثم إن بعضها مطبوعة وبعضها غير مطبوعة لعدم تيسر أسباب الطباعة . و بعضها صغار و بعضها كبار و بعضها في عدة مجلدات .

وقد وفّقني الله تعالى للتصنيف في جميع الفنون الرائجة قديمًا وحديثًا في علماء الإسلام رحمهم الله تعالى مثل فنّ علم التفسير و فنّ أصوله و علم رواية الحديث و علم الفقه و أصوله و علم اللغة العربية و الأدب العربي و علم الصرف و علم الاشتقاق و علم النحو و علم الفروق اللغوية و علم العروض و علم القافية وعلم أصول العروض و في الدعوة الإسلامية والنصائح و علم المنطق و علم الطبيعي من الفلسفة و علم الإلٰهيات و علم الهيئة القديمة و علم الهيئة الحديثة و علم الأخلاق و علم العقائد الإسلامية وعلم الفِرق المختلفة و علم الأمور العامة و علم التاريخ و علم التجويد و علم القراءة . ولله الحمد و المنة .

وكذلك درست بتوفيق الله تعالى في المدارس والجامعات كتب أكثر هذه الفنون إلى مدة . ولله الحمد والمنة .

هذه أسماء نبذة من تصانيف الشيخ البازي رحمه الله تعالى في العلوم المختلفة والفنون المتعددة من غير استقصاء

في علم التفسير

١ - شرح و تفسير لنحو ثلاثين سورةً من آخر القرآن الشريف . هو تفسير مفيد مشتمل على أسرار و علوم .

٢ - أزهار التّسهيل في مجلّدات كثيرة تزيد على أربعين مجلّدًا . هو شرح مبسوط للتفسير المشهور بأنوار التنزيل للعلامة المحقّق البيضاوي .

٣ - أثمار التكميل مقدمة أزهار التسهيل في مجلّدين .

٤ - كتابُ علوم القرآن . بيّن فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى أصول التفسير ومباديه و علومه الكلية وأتى فيه بمسائل مفيدة مهمة إلى غاية .

٥ - تفسير آية " قُلْ يٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ " الآية . ذكر فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى من باب سعة رحمة الله غرائب أسرار و عجائب مكنونة مشتملة عليها هذه الآية نحو سبعين سرًّا و هذه أسرار لطيفة مثيرة لساكن العزمات إلى غرفات نيرات في روضات الجنّات . فتحها الله عزّ وجلّ على المصنف وقد خلت عنها زبر السلف والخلف . ولله الحمد و المنة .

٦ - كتاب تفسير آيات متفرقة من كتاب الله عزّ وجلّ و هو مجموعة خطابات تفسيرية كان المصنف البازي يلقيها على الناس و يذيعها بوساطة الراديو في باكستان و ذلك إلى مدة .

٧ - كتاب ثبوت النّسخ في غير واحد من الأحكام القرآنية و الحديثية و حكم النسخ و أسراره ومصالحه . رسالة مهمة جدًّا فيها أسرار النسخ ما خلت

عنها الكتب . كتبها المصنّف البازي دمغًا لمطاعن غلام أحمد برويز رئيس طائفة الملاحدة المنكرين حجيَّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية . أبطل فيها المصنف البازي رحمه الله تعالى اعتراضات هذا الملحد على الإسلام و على حكم النسخ . و ذلك بعد ما اتّفقت مناظرات قلميّة و خطابيّة بين المصنّف و بين هـذا الملحد غلام أحمد و أتباعه .

۸ - فتح الله بخصائص الاسم الله . كتاب بديع كبير في مجلدين ضخمين ذكر فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى نحو سبعمائة وخمسين من خصائص ومزايا للاسم الله (الجلالة) ظاهرية و باطنية لغوية و أدبية و روحانية و نحوية و اشتقاقية و عددية و تفسيرية و تاثيرية . و هو من بدائع كتب الدنيا ما لا نظير له في كتب السلف والخلف ولا يطالعه أحد من العلماء أصحاب الذوق السليم والطبع المستقيم إلّا و هو يتعجب مما اجتهد المصنف البازي في جمع الأسرار و البدائع .

۹ - رسالة في تفسير "هدًى للمتّقين" فيها نحو عشرين جوابًا لحلّ إشكال تخصيص الهداية بالمتّقين .

۱۰ - مختصر فتح الله بخصائص الاسم الله .

في علم الحديث

۱ - شرح حصّة من صحيح مسلم .

۲ - شرح سنن ابن ماجه .

۳ - كتاب علوم الحديث . هذا كتاب مفيد مشتمل على مباحث و علوم من باب أصول الحديث رواية و دراية .

٤ - رياض السنن شرح السنن و الجامع للإمام الترمذي رحمه الله تعالى في مجلدات كثيرة .

٥ - فتح العليم بحلّ الإشكال العظيم في حديث " كما صلّيت على إبراهيم" .

هذا كتاب كبير بديع لا نظير له . فتح الله تعالى فيه برحمته وفضله على المصنف البازي أبوابًا من العلوم ما مستها أيدي العقول وما انتهت إليها عقول العلماء الفحول إلى هذا الزمان . ذكر المصنّف في هذا الكتاب لحلّ هذا الإشكال العظيم نحو مائة و تسعين جوابًا . قال بعض العلماء الكبار في حق هذا الكتاب : ما سمعنا أن أحدًا من علماء السلف و الخلف أجاب عن مسألة دينية و معضلة علمية هذا العدد من الأجوبة بل و لا نصف هذا العدد .

٦ - أجر الله الجزيل على عمل العبد القليل .

٧ - كتاب الفرق بين النبي و الرسول . هذا كتاب بديع لطيف ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثلاثين فرقًا بين النبي و الرسول مع بيان عجائب الغرائب و غرائب العجائب و بدائع الروائع و روائع البدائع من باب علوم متعلقة بحقيقة النبوة و بشان الأنبياء عليهم الصلاة والسلام . و هذا الكتاب لا نظير له في الكتب .

٨ - كتاب الدعاء . كتاب كبير نافع مشتمل على أبحاث مهمة لا غنى عنها .

٩ - النفحة الربانية في كون الأحاديث حجة في القواعد العربيّة . هذا كتاب كبير أثبت فيه المصنف البازي أن الأحاديث حجة في باب العربية و اللغة . و هو من عجائب الكتب .

١٠ - مختصر فتح العليم .

١١ - كتاب الأربعين البازية .

١٢ - الكنز الأعظم في تعيين الاسم الأعظم . كتاب جامع في هذا الموضوع لم تر العيون نظيرَه في كتب المتقدّمين و لم يقف أحد على مثيله في أسفار المتأخّرين .

١٣ - البركات المكيّة في الصلوات النبوية . كتاب بديع مبارك ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثمانمائة اسم محقّق من أسماء النبي صلى الله عليه وسلم في صورة

الصلوات على خاتم النبيّين ﷺ .

١٤ - كتاب كبير على حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية . كتبها المصنّف دمغًا لمطاعن طائفة الملاحدة المنكرين حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية .

في علم أصول الفقه

١ - شرح التوضيح والتلويح . التوضيح والتلويح كتاب مغلق دقيق محقق جدًّا في أصول الفقه و يدرس في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان وغيرها . وهو كتاب عويص لايفهم دقائقه وأسراره إلاّ الآحاد من أكابر الفن فشرحه المصنف البازي شرحًا محققا و أتى فيه ببدائع النفائس و نفائس البدائع .

في علم الأدب العربي

١ - شرح مفصل لديوان أبي الطيّب المتنبي .

٢ - شرح آخر مختصر لديوان أبي الطيب .

٣ - خصائص اللغة العربيّة و مزاياها . هو كتاب ضخيم نفيس لا نظير له في بابه فصل فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى الفضائل الكلية و الجزئية لهذه اللغة المباركة و أتى فيه بلطائف وغرائب و بدائع و روائع تسرّ الناظرين و تهزّ أعطاف الكاملين و حق ما قيل : كم ترك الأول للآخر .

٤ - رشحات القلم في الفروق . هذا الكتاب مما يحتاج إليه كل عالم ومتعلم لم يصنف في هذا الموضوع أحد قبل ذلك أثبت فيه المصنف البازي علومًا و حقائق الفروق و دقائق الحدود و لطائف التعريفات للمصدر الصريح والمصدر المأوّل وحاصل المصدر واسم المصدر وعلم المصدر والجنس و اسم الجنس وعلم الجنس و الجمع و اسم الجمع و شبه الجمع والجنس اللغوي والفقهي والعرفي والمنطقي والأصولي و نحو ذلك من المباحث المفيدة إلى غاية .

۵ - شرح ديوان حسان رضي الله عنه .

٦ - الطوبیٰ . قصيدة في نظم أسماء الله الحسنى شهيرة طبعت في صورة رسالة مستقلة أكثر من خمس و عشرين مرة استحسنها العوام و الخواص و استفادوا منها كثيرًا .

٧ - الحسنیٰ . قصيدة في نظم أسماء النبي صلى الله عليه وسلم طبعت في صورة رسالة منفردة مرارًا .

٨ - المباحث الممهدة في شرح المقدمة . رسالة نافعة في مباحث لفظ المقدّمة الواقع في الخطب .

٩ - ديوان القصائد . مشتمل على أشعاري و قصائدي .

في علم النحو

١ - بُغية الكامل السامي شرح المحصول و الحاصل لملّا جامي . هذا شرح مبسوط محتو على مباحث و حقائق متعلّقة بالفعل والحرف والاسم و حدودها وعلاماتها و وقوعها محكومًا عليها و بها وغير ذلك من أبحاث تتعلّق بهذا الموضوع . و هذا كتاب لا نظير له في كتب النحو . فيه بدائع و حقائق خلت عنها كتب السلف و الخلف . و كتب بعض كبار العلماء في تقريضه : هذا الكتاب غاية العقل في هذا الموضوع . و من أراد أن يطلع على حقائق الاسم و الفعل و الحرف فوق هذا و أكثر من هذا فليستح .

٢ - التعليقات على الفوائد الضيائية للجامي . هذا شرح الكتاب للعلامة ملّا جامي . و هو كتاب معروف و متداول في ديار باكستان و الهند و أفغانستان و بنغله ديش و غيرها و يدرس في مدارسها .

٣ - النجم السعد في مباحث " أمّابعد " . هذا كتاب مفيد لطيف بيّن فيها المصنف البازي رحمه الله تعالى مباحث فصل الخطاب لفظة " أمّابعد " و أوّل

قائلها و حكمها الشرعي و إعرابها و ما ينضاف إلى ذلك من المباحث المفيدة و ذكر نحو ۱۳۳۹۷٤۰ وجهًا و طريقًا من وجوه إعراب و طرق تركيب يحتملها "أمّابعد". و هذا من عجائب اللغة العربية فانظر إلى هذه الكلمة المختصرة و إلى هذه الوجوه الكثيرة.

٤ - لطائف البال في الفروق بين الأهل و الآل. هو كتاب صغير حجمًا كبير مغزى نافع جدًّا لا مثيل له في موضوعه. جمع فيه المصنف البازي فروقًا كثيرة و مباحث و دقائق يجهلها كثير من الناس و يحتاج إليها العلماء.

٥ - نفحة الرّيحانه في أسرار لفظة سبحانه. رسالة مفيدة مشتملة على أسرار هذه اللّفظة.

٦ - الطريق العادل إلى بغية الكامل.

٧ - كتاب الدرّة الفريدة، في الكلم التي تكون اسمًا و فعلاً و حرفًا أو حوت قسمين من أقسام الكلمة الثلاثة. ذكر المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه كلمات تكون اسمًا مرة و حرفًا حينا و فعلا مرة أخرى. و هذا من غرائب كتب الدنيا و مما لا مثيل له.

٨ - رسالة في عمل الاسم الجامد.

٩ - النهج السهل إلى مباحث الآل و الأهل. كتاب نافع لأولي الألباب و سِفر رافع لدرجات الطلّاب لم تسمح في هذا الموضوع قريحة بمثاله و لم ينسج في هذا المطلوب ناسج على منواله. كتاب فريد جمع أبحاث الأهل و الآل منها الفروق بين هذه اللفظين التي بلغت أكثر من خمسة و ثلاثين فرقًا و منها الأقاويل في أصل الآل و منها المباحث و الأقوال في محمل آل النبي صلى الله عليه وسلم والمراد بهم و غير ذلك من المباحث المفيدة المهمّة جدًّا.

١٠ - رسالة بديعة في حقيقة المشتق.

١١ - رسالة في حقيقة الفعل.

١٢ - رسالة في حقيقة الحرف.

في علم الصرف

١ - كتاب الصّرف . هو كتاب نافع على منوال جديد .

٢ - التصريف . كتاب دقيق في هذا الفن لا نظير له .

٣ - كتاب الأبواب و تصريفاتها الصغيرة و الكبيرة .

في علمي العروض و القوافي

١ - الرّياض الناضرة شرح محيط الدّائرة .

٢ - العيون الناظرة إلى الرياض الناضرة . هذا كتاب لطيف و مفيد جدًّا مشتمل على أصول هذا الفنّ و أنواع الشعر و ما يتعلّق بذلك من البدائع و الحقائق الشريفة .

٣ - كتاب الوافي شرح الكافي . هذا شرح مبسوط للكتاب المشهور بالكافي .

في اللغة العربيّة

١ - كتاب الفروق اللغوية بين الألفاظ العربية هو كتاب نافع جدًّا لكل عالم و متعلم و بغية مشتاقي الأدب العربي أوضح فيه المصنف فروق مآت ألفاظ متقاربة معنى .

٢ - نعم النّول في أسرار لفظة القول . كتاب مفيد فصلت فيه أبحاث و مسائل متعلقة بلفظة القول و مادة " ق ، و ، ل " . و أتى فيه المصنف البازي أسرارًا و أثبت بالدلائل أن هذا البناء بحر فحدث عن البحر ولا حرج .

٣ - كتاب زيادة المعنى لزيادة المبنى . ذكر المصنّف فيه أن زيادة المادة و الحروف تدلّ على زيادة المعنى و أتى بشواهد من القرآن و الحديث و اللغة و أقوال الأئمة .

٤ - فتح الصمد في نظم أسماء الأسد المعروف بلقب نظم الفقير الروحاني في رثاء الشيخ عبدالحق الحقّاني . هذه قصيدة فريدة لا نظير لها في الماضي قد

جمع فيها المصنف ما ينيف على ستمائة من أسماء الأسد و ما يتعلق بالأسد و هي في رثاء المحدّث الكبير مسند العَصر جامع المعقولات و المنقولات شيخ الحديث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالی مؤسّس جامعة دارالعلوم الحقانية ببلدة أكوره ختك .

٥ - كتاب كبير في أسماء الأسد و ما يتعلق بالأسد .

٦ - رسالة في وضع اللغات .

في النصائح و الدعوة الإسلامية العامة

١ - تعليم الرفق في طلب الرزق .

٢ - استعظام الصغائر .

٣ - تنبيه العقلاء على حقوق النساء .

٤ - ترغيب المسلمين في الرزق الحلال و طِعمة الصالحين .

٥ - منازل الإسلام .

٦ - فوائد الاتفاق .

٧ - عدل الحاكم و رعاية الرعية .

٨ - جنة القناعة .

٩ - أحوال القبر و ذكر ما فيها عبرة .

١٠ - الموت و ما فيه من الموعظة .

١١ - مَن العاقل و ما تعريفه و حدّه .

١٢ - التوحيد و مقتضاه و ثمراته .

في علم التاريخ

١ - تحبير الحسب بمعرفة أقسام العرب وطبقات العرب . كتاب مفيد فيه بيان طبقات العرب وتفصيل أقسامهم و ما ينضاف إلى ذلك .

٢ - الصحيفة المبرورة في معرفة الفرق المشهورة . بيّن المصنف البازي في هذا

الكتاب أحوال الفرق في المسلمين و تفاصيل مؤسس كل فرقة .

٣ - مرآة النّجباء في تاريخ الأنبياء . هذا كتاب تاريخي مشتمل على أهم واقعات الأنبياء وتواريخهم عليهم الصلاة والسلام .

٤ - التحقيق في الزنديق . رسالة لطيفة فيها تفصيل تعريف الزنديق و تحقيق لفظه و بيان مصداقه من الفرق الباطلة و حقق فيه المصنف البازي رحمه الله تعالى مستدلًّا بالكتاب و السنة وأقوال الأئمة الكبار أن الفرقة القاديانية أتباع المتنبي غلام أحمد الكذاب الدجال من الزنادقة و أنه لا يجوز إبقاؤهم في الدول الإسلامية بأخذ الجزية عنهم بل يجب قتلهم .

٥ - عبرة السائس بأحوال ملوك فارس . فصل المصنف البازي رحمه الله تعالى فيه تراجم ملوك فارس حسب ترتيب تملكهم وأحوال طبقتي ملوكهم الكينية و الساسانية و ما آل إليه أمرهم و في ذلك عبرة للمعتبرين .

٦ - غاية الطلب في أسواق العرب . كتاب أدبي تاريخي ذكر فيه المصنف البازي تواريخ الأسواق المشهورة في العرب و ما يتعلق بذلك الموضوع من حقائق أدبية .

٧ - إعلام الكرام بأحوال الملائكة العظام . بلغة أردو .

٨ - تراجم شارحي تفسير البيضاوي و مُحشّيه .

٩ - الطاحون في أحوال الطاعون .

١٠ - النظرة إلى الفترة . كتاب صغير مهم تاريخي في مصاديق زمن الفترة و أقسامها بأحكامها وما يتعلق بهذا الموضوع .

١١ - تاريخ العلماء و الأعيان .

١٢ - ترجمة سلمان الفارسي رضي الله عنه .

١٣ - توجيهات علمية لأنوار مقبرة سلمان الفارسي رضي الله عنه . كتاب بديع بيّن فيه المصنف رحمه الله تعالى نحو ثلاثين توجيها علميا لأنوار قبر سلمان الفارسي رضي الله عنه .

في علم المنطق

١ - شكر الله على شرح حمد الله للسنديلي . كتاب حمد الله شرح سلم العلوم للشيخ العلامة حمد الله السنديلي كتاب كبير مغلق دقيق محقق جدًّا في المنطق وهو مما يقرأ و يدرس في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان و غيرها لازما و لا يفهم دقائقه و أسراره إلّا بعض أكابر الفن وللمصنف البازي رحمه الله تعالى شهرة في حل هذا الكتاب فشرحه شرحا محققا و أتى فيه ببدائع .

٢ - التعليقات على شرح القاضي مبارك لسلّم العلوم . كتاب القاضي مبارك كتاب نهائي في المنطق و أشهر كتاب في هذا الفن قد اشتهر بين العلماء و الطلبة بأنه عويص و عسير فهما لأجل العبارات الدقيقة الجامعة للأسرار العلمية و أنه لا يقدر على تدريسه و فهمه إلّا القليل حتى قيل في حقه : كاد أن يكون مجملا مبهما . و هذا الكتاب يدرس في مدارسنا و جامعاتنا فشرحه المصنف البازي شرحًا مبسوطا و سهل فهمه للعلماء و الطلبة .

٣ - التعليقات على سلّم العلوم .

٤ - التعليقات على شرح مير زاهد على ملاّ جلال .

٥ - الثمرات الإلهاميّة لاختلاف أهل المنطق و العربية في أن حكم الشرطية هل هو بين المقدم والتالي أو هو في التالي . بيّن المصنف البازي ثمرات و نتائج اختلاف الفريقين المذكورين في محل القضية الشرطية هل هوفيما بين الشرط و الجزاء أو في الجزاء فقط و فرع على ذلك غير واحد من أدقّ مسائل الحنفية و الشافعية و غير ذلك من الأسرار و هو كتاب عويص لا يفهمه إلّا الآحاد من أكابر الفن و لا نظير له .

٦ - شرح مبحث الوجود الرابطي من كتاب حمد الله (باللغة العربية) .

٧ - شرح بحث الوجود الرابطي من كتاب حمد الله (بلغة الأردو) .

٨ - التحقيقات العلميّة في نفي الاختلاف في محلّ نسبة القضيّة الشرطية بين علماء المنطق وعلماء العربية . هذا كتاب لانظير له عويص لايفهمه إلّا بعض الأفاضل الماهرين في المعقول و المنقول حقق فيه المصنّف البازي أن هذا الاختلاف وإن كان مشهورًا مسلّما لكن الحق أنه لا خلاف بين هاتين الطائفتين وأن محل النسبة إنما هو بين الشرط و الجزاء عند كلا الفريقين أهل المنطق و أهل العربية و أيّد المصنف مدعاه هذا بإيراد حوالات كتب النحو و ذكر أقوال أئمة النحو و حقق ما لا يقدر عليه إلّا مَن كان ذامطالعة وسيعة جدًّا .

في الطبعيات و الإلٰهيات من الفلسفة

١ - تعليقات على كتاب صدرا شرح هداية الحكمة للعلامة الصدر الشيرازي .

٢ - تعليقات على كتاب مير زاهد شرح الأمور العامة .

في علم الفلك القديم اليوناني البطليموسي

١ - شرح التصريح على التشريح . هذا شرح جامع مبسوط لكتاب التصريح المشهور المتداول في مدارس الهند و باكستان و أفغانستان و غيرها .

٢ - التعليقات على شرح الجغميني . هذه التعليقات جامعة لمسائل علم الفلك القديم مع ذكر مسائل الفلك الحديث بالاختصار . وكتاب شرح الجغميني متداول في دروس مدارسنا .

٣ - نيل البصيرة في نسبة سُبع عرض الشعيرة . فصّل المصنف البازي رحمه الله تعالى في هذا الكتاب العجيب مسائل مشكلة ومباحث مغلقة منها أن الجبال هل تضر في الكروية الحسية للأرض أم لا ، بحث فيه المصنف على تعيين أعظم الجبال ارتفاعًا في الزمان الحاضر و في العهد القديم ثم بيّن نسبة أعظم الجبال ارتفاعًا إلى قطر الأرض بيانًا شافيًا .

٤ - كتاب أبعاد السيّارات و الثوابت و أحجامهنّ حسبما اقتضاه علم الفلك

القديم البطليموسي .

٥ - كتاب وجوه تقسيم الفلاسفة للدائرة ٣٦٠ جـزء قد أجمع الفلاسفة منذ أقدم الأعصار على تقسيم الدائرة إلى ثلاثمائة و ستين درجة ولا يدري الفضلاء فضلاً عن الطلبة تفصيل وجوه ذلك . فذكر المصنف البازي في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه وجوهًا كثيرة غريبة بديعة قد شرح الله تعالى لها صدره و تفرد بها حيث لم يخطر إلى الآن هذه الوجوه على قلب أحد من العلماء .

في علم الفلك الحديث الكوبرنيكسي

١ - الهيئة الكبرى . كتاب كبير مفصّل .

٢ - سماء الفكرى شرح الهيئة الكبرى . هذا شرح لطيف مفيد جدًّا صنف المصنّف الروحاني البازي رحمه الله تعالى هذا المتن الهيئة الكبرى بإشارة جمع من أكابر العلماء و أماثل الفضلاء ثم شرحه أيضًا بطلبهم و إشارتهم .

٣ - الشرح الكبير للهيئة الكبرى .

٤ - كتاب الهيئة الكبيرة . كتاب كبير جامع لمسائل الفن لا نظير له .

٥ - أين محلّ السماوات السبع . هذا كتاب نفيس مُهِمّ لم يصنّف أحد قبل هذا في هذا الموضوع . صنّفه المصنّف البازي لدفع مطاعن المتنوّرين و الفجرة حيث زعموا أن بنيان الإسلام صار متزلزلا و قصره أصبح خاويًا ، إذ بطلت عقيدة السماوات السبع القرآنية لأجل إطلاق السفن الفضائية و الصواريخ إلى القمر و إلى الزهرة وغير ذلك من السيارات فدمغ المصنف في هذا الكتاب العظيم مطاعنهم بأدلة مقنعة و أثبت أن هذه الأسفار الفضائية تؤيد الإسلام و أصوله و أنها لا تصادم السماوات القرآنية .

٦ - هل للسموات أبواب (باللغة العربي) .

۷ – هل للسموات أبواب (بلغة الأردو) .

۸ – هل الكواكب و النجوم متحركة بذاتها (باللغة العربي) .

۹ – هل للنجوم حركة ذاتية (بلغة الأردو) .

۱۰ – كتاب السدم و المجرات و ميلاد النجوم و السيارات (باللغة العربي) .

۱۱ – هل السماء و الفلك مترادفان (باللغة العربي) .

۱۲ – السماء غير الفلك شرعًا (بلغة الأردو) . حقق المصنف في هذين الكتابين اللطيفين البديعين أن السماء تغاير الفلك شرعًا و أن السماء فوق الفلك و أن النجوم واقعة في أفلاك لا في أثخان السماوات . واستدلّ في ذلك بنصوص إسلامية كثيرة و بأقوال كبار علماء علم الفلك الجديد وبأقوال أئمة الإسلام .

۱۳ – عمر العالم و قيام القيامة عند علماء الفلك و علماء الإسلام (بلغة الأردو) .

۱٤ – الفلكيّات الجديدة . من عجائب كتب الفن كتاب جامع لأصول هذا الفنّ لانظير له ولكونه جامعًا متفردًا في موضوعه وأسلوب بيانه قرره علماء دولتنا في نصاب كتب المدارس والجامعات وجعلوا تدريسه لازمًا في جميع الجامعات و المدارس .

۱۵ – كتاب أسرار تقرر الشهور و السنين القمرية في الإسلام .

۱٦ – كتاب شرح حديث " أن النبي عليه الصلاة والسلام كان يصلي العشاء لسقوط القمر لليلة ثالثة " .

۱۷ – التقاويم المختلفة و تواريخها و أحوال مباديها و تفاصيل ذلك .

۱۸ – أين مواقع النجوم هل هي في أثخان السموات أو تحتهن عند علماء الإسلام و عند أصحاب الفلسفة الجديدة .

۱۹ – قدرالمدّة من الفجر إلى طلوع الشمس . هذا كتاب دقيق لايفهمه إلّا المهرة . ألّفه المصنّف عند تحكيم أكابر العلماء إيّاه في هذه المسئلة الكثيرة الاختلاف وقد اختلف العلماء والعوام في هذه المسألة كثيرًا حتى أفضى

الأمر إلى الجدال و القتال و ذلك إلى عدة سنين فجعلوا المصنف البازي حكمًا و التمسوا منه أن يحقق الحق و الصواب فكتب المصنف هذا الكتاب و أوضح فيه الحسابات الدقيقة لسير الشمس فاستحسن العلماء هذا الكتاب جدًّا و اعتقدوا صحة ما فيه و عملوا على وفق ما حقق المصنف و ارتفع النزاع و اضمحل الباطل .

۲۰ - هل السماوات القرآنية أجسام صلبة أو هي عبارة عن طبقات فضائيّة غير مجسمة . هذا كتاب مهم و بديع جدًّا .

۲۱ - هل الأرض متحرّكة ؟ هذا كتاب مفيد جدًّا جمع فيه المصنف البازي أقوال علماء الإسلام وآراء الفلاسفة من القدماء و المحدثين مما يتعلق بهذا الموضوع .

۲۲ - كتاب عيد الفطر و سير القمر . فيه أبحاث جديدة مفيدة مهمة مثل بحث المطالع و تقدم عيد مكة على عيد باكستان بيوم أو يومين . كتبها المصنف البازي رحمہ اللہ تعالیٰ دمغًا لمطاعن المتنورين الملحدين على علماء الدين بأنهم لا يعرفون العلوم الجديدة .

۲۳ - القمر في الإسلام و الهيئة الجديدة و القديمة .

۲٤ - قصة النجوم . هو كتاب ضخم .

۲۵ - كتاب الهيئة الحديثة . كتاب كبير جامع للمسائل و الأبحاث . أوّل كتاب ألّف باللغة العربية في هذا الفن في ديار الهند و إيران و أفغانستان و باكستان وغيرها و مع هذا هو أوّل كتاب صنّفه المصنّف البازي رحمہ اللہ تعالیٰ في هذا الفنّ .

۲٦ - شرح الهيئة الحديثة (بلغة الأردو) .

۲۷ - الهيئة الوُسطى (باللغة العربي) .

۲۸ - النجوم النُشطى شرح الهيئة الوسطى (بلغة الأردو) .

۲۹ - الهيئة الصغرى (باللغة العربي) .

۳۰ – مدارالبشری شرح الهيئة الصغرى (بلغة الأردو) .

۳۱ – ميزان الهيئة .

في الموضوعات المتفرّقة

١ – كتاب أسرار الإسراء إلى بيت المقدس قبل العروج إلى السماء . هذا كتاب لطيف جامع لكثير من الحكم و الأسرار في الإسراء إلى بيت المقدس .

٢ – الخواصّ العلميّة للاسمين محمد و أحمد اسمي نبيّنا ﷺ .

٣ – كتاب الحكمة في حفظ الله الكعبة من أصحاب الفيل دون غيرهم . ذكر المصنف البازي رحمه الله تعالى في هذا الكتاب الصغير أسرارًا و حكمًا مخفية في حفظ الله تعالى بيت الله من أصحاب الفيل دون غيرهم من أصحاب الحجّاج الظالم ومن الملاحدة الباطنية . و هذه الأسرار لا توجد في الكتب . صنفه البازي باقتراح بعض أكابر العلماء .

٤ – كتاب الحكايات الحكميّة .

٥ – فردوس الفوائد . كتاب كبير في عدة مجلدات .





فتح اللہ

بخصائص الاسم اللہ

تصنیف

محدثِ اعظم مفسرِ کبیر مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

علم و درایت کے جہاں میں روشنی کا ایک جگمگاتا مینار

بزبانِ عربی یہ گراں مایہ اور عدیم النظیر کتاب معبود حقیقی کے اسم ذاتی یعنی لفظ "اللہ" کے ساڑھے سات سو سے زائد عجیب و لطیف علمی اسرار و رموز اور حقائق و معارف پر حاوی ہے جن کے مطالعے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت و ہیبت کا احساس اور اس کے عَلَم کی جامعیت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔

ایک ایسا موضوع جس پر آج تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا

اس معرکۃ الآراء و محیر العقول کتاب کو دیکھ کر مکہ مکرمہ کے بعض اولیاء اللہ و اہل کشف فرمانے لگے کہ یہ عظیم القدر کتاب اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور الہام سے لکھی گئی ہے اور اگر دو ہزار علماء کبار بھی جمع ہو جائیں تو ایسی بصیرت افروز و دقیق کتاب نہیں لکھ سکتے۔



بحلّ إشكال التّشبيه العظيم

فی حدیث: "کما صلّیت علی إبراہیم"

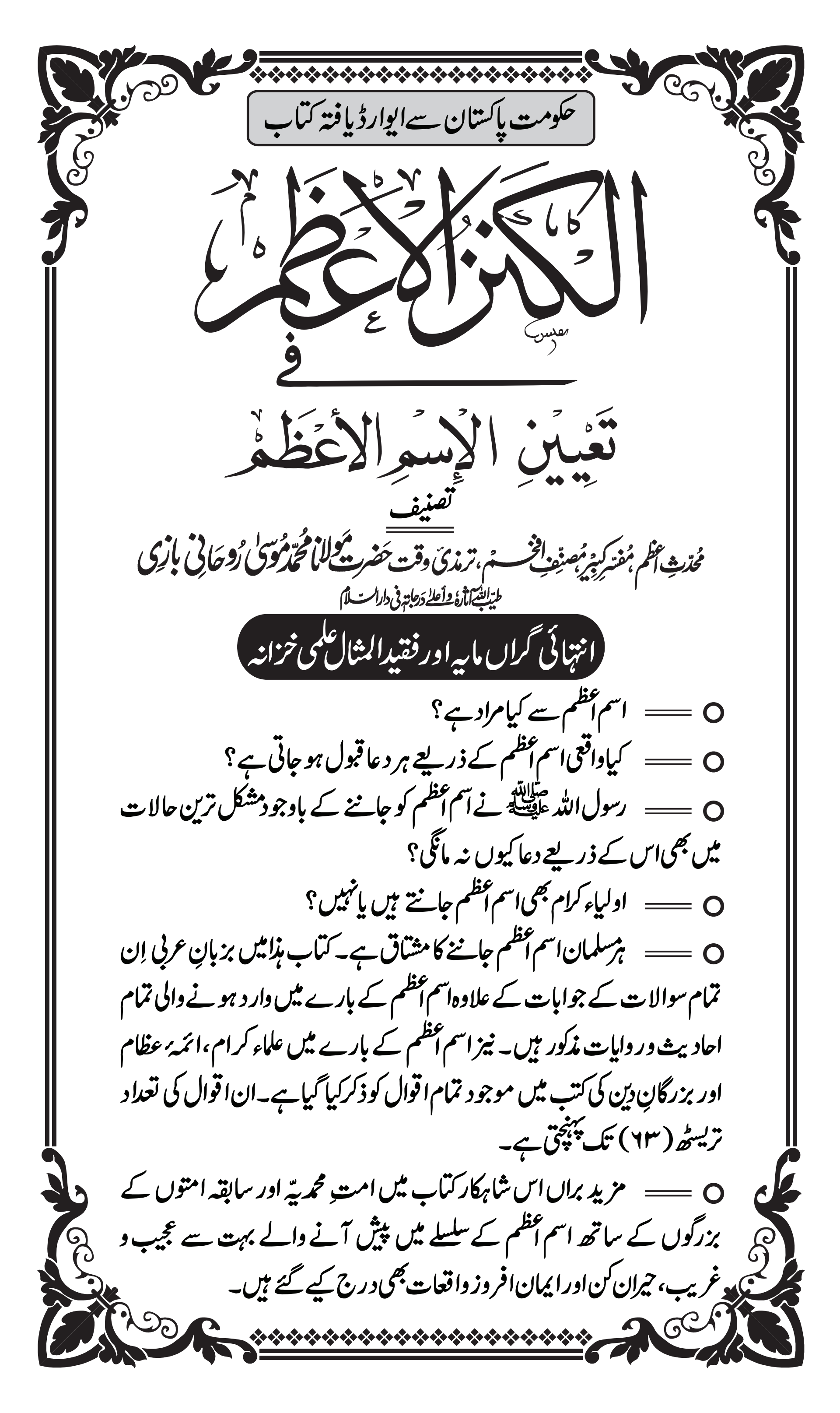
لإمام المحدّثین نجم المفسّرین زبدۃ المحقّقین

العلاّمۃ الشّیخ مولانا محمّد موسیٰ الرّوحانی البازی

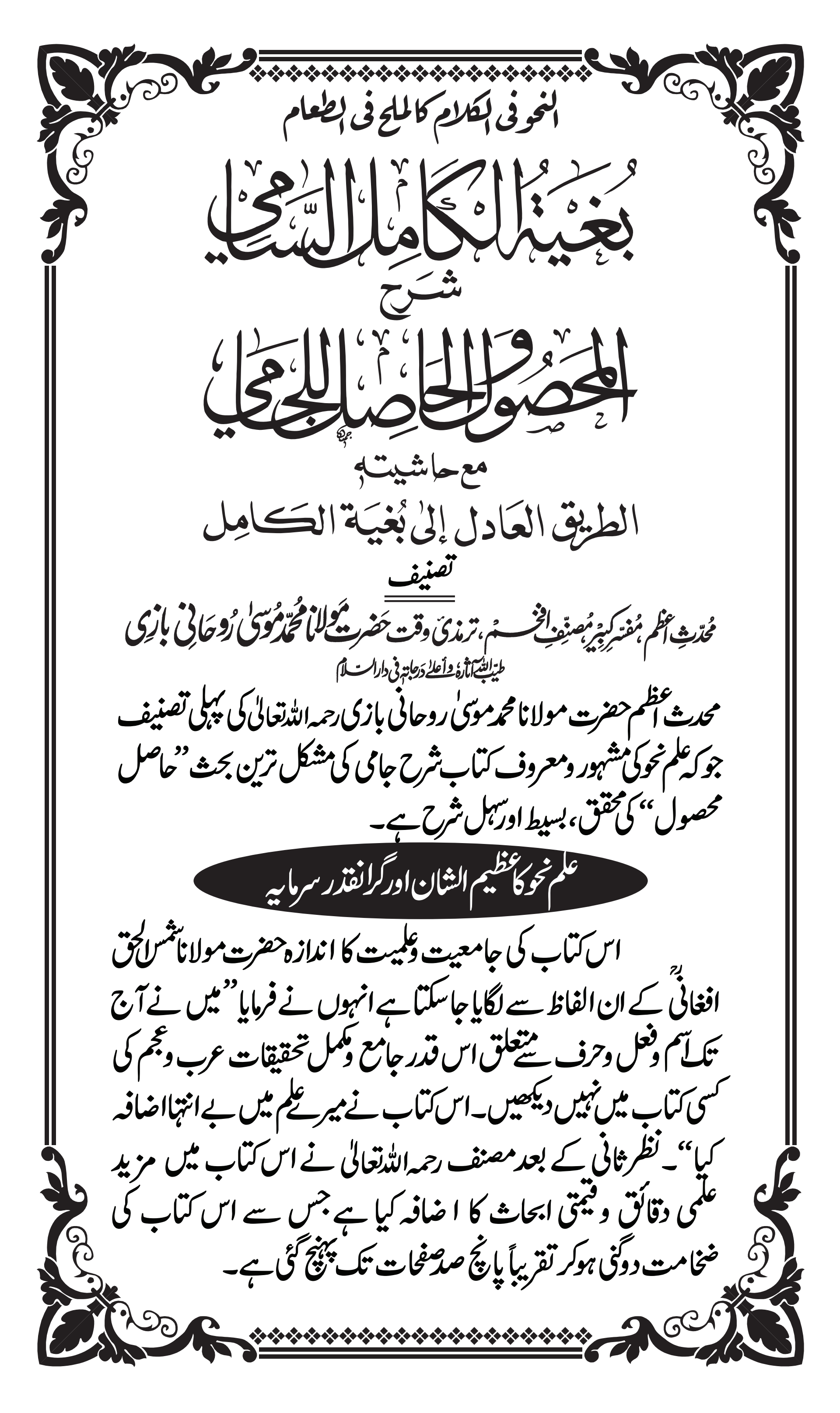
رحمہ اللہ تعالیٰ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السّلام

الہامی علوم کا درخشندہ وجگمگاتا سرمایہ

درودِ ابراہیمی میں "کما صلیت علی ابراھیم" کے الفاظ میں دی گئی تشبیہ میں یہ مغلق اشکال ہے کہ حسب قانون مشبہ بہ افضل ہوتا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خاتم النّبیین ﷺ سے افضل ہیں۔ بہت سے قدیم ومشہور مناظروں میں غیر مسلمین، مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے۔اس کتاب میں بزبان عربی اس اشکال کے تقریباً ایک سو نوے **١٩٠** محقق ، دقیق ، الہامی جوابات مؤلف نے ذکر کیے ہیں۔اس کتاب کو دیکھ کر جامعہ ازہر (مصر) کے شیخ اکبر جناب عبدالحلیم محمودؒ ورطۂ حیرت میں پڑ گئے اور فرمایا "اولادِ آدم میں ہم نے آج تک کسی علمی یا فنی مسئلے کے اس قدر کثیر جوابات دیکھے ہیں اور نہ سنے ہیں"۔



حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب
الکنز الاعظم
فی
تعیینِ الإسمِ الأعظم
تصنیف
محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیب اللہ آثارہ و أعلیٰ درجاتہ فی دار السلام
انتہائی گراں مایہ اور فقید المثال علمی خزانہ
اسم اعظم سے کیا مراد ہے؟
کیا واقعی اسم اعظم کے ذریعے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسم اعظم کو جاننے کے باوجود مشکل ترین حالات میں بھی اس کے ذریعے دعا کیوں نہ مانگی؟
اولیاء کرام بھی اسم اعظم جانتے ہیں یا نہیں؟
ہر مسلمان اسم اعظم جاننے کا مشتاق ہے۔ کتاب ہذا میں بزبانِ عربی اِن تمام سوالات کے جوابات کے علاوہ اسم اعظم کے بارے میں وارد ہونے والی تمام احادیث و روایات مذکور ہیں۔ نیز اسم اعظم کے بارے میں علماء کرام، ائمۂ عظام اور بزرگانِ دین کی کتب میں موجود تمام اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔ ان اقوال کی تعداد تریسٹھ (٦٣) تک پہنچتی ہے۔
مزید براں اس شاہکار کتاب میں امتِ محمدیہ اور سابقہ امتوں کے بزرگوں کے ساتھ اسم اعظم کے سلسلے میں پیش آنے والے بہت سے عجیب و غریب، حیران کن اور ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔



النحو في الكلام كالملح في الطعام

بغية الكامل السامي

شرح

المحصول والحاصل للجامي

مع حاشیته

الطريق العادل إلى بغية الكامل

تصنیف

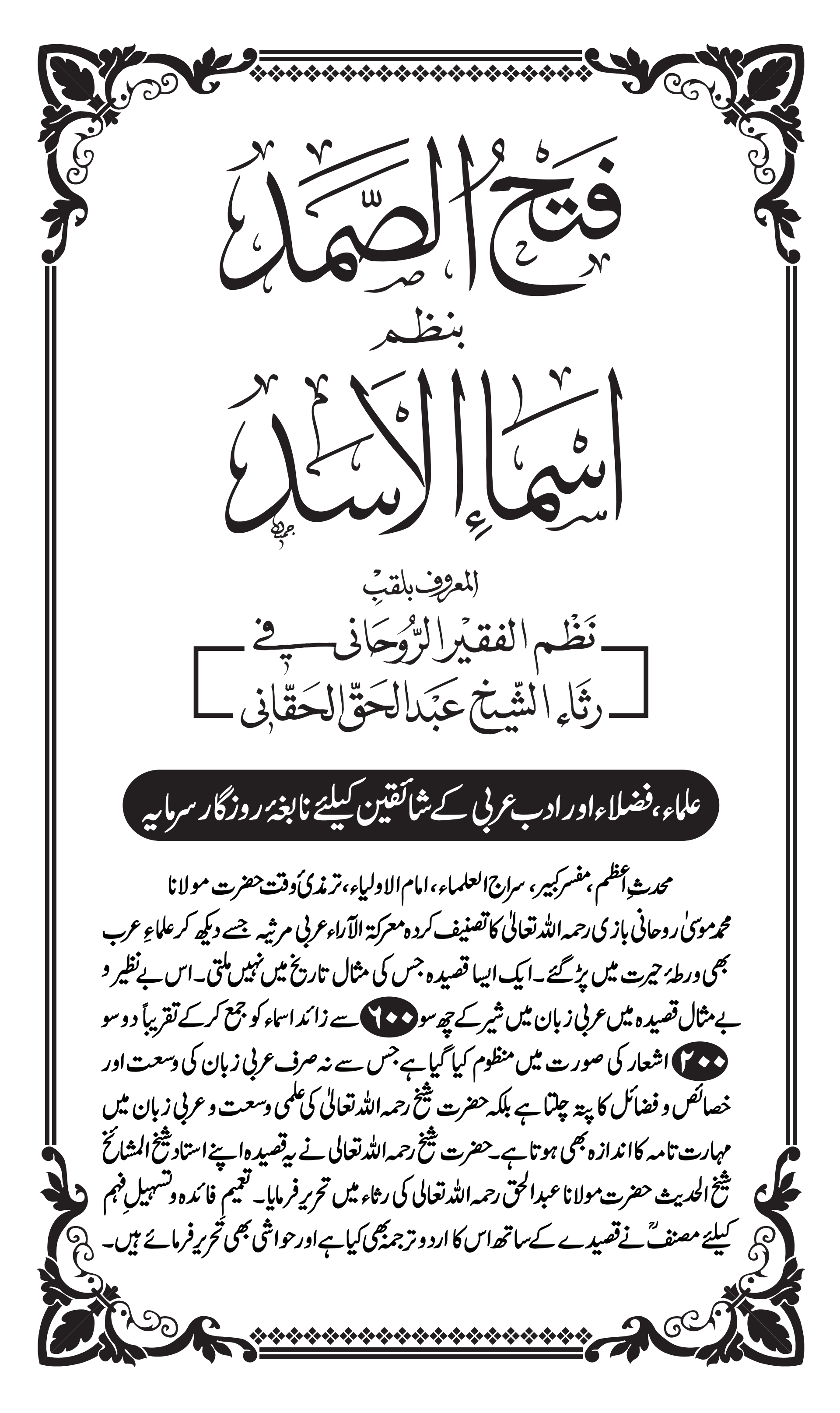
محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ في دار السلام

محدث اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی تصنیف جو کہ علم نحو کی مشہور و معروف کتاب شرح جامی کی مشکل ترین بحث ''حاصل محصول'' کی محقق، بسیط اور سہل شرح ہے۔

علم نحو کا عظیم الشان اور گرانقدر سرمایہ

اس کتاب کی جامعیت و علمیت کا اندازہ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے آج تک اسم و فعل و حرف سے متعلق اس قدر جامع و مکمل تحقیقات عرب و عجم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھیں۔ اس کتاب نے میرے علم میں بے انتہا اضافہ کیا''۔ نظر ثانی کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مزید علمی دقائق و قیمتی ابحاث کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کتاب کی ضخامت دوگنی ہو کر تقریباً پانچ صد صفحات تک پہنچ گئی ہے۔




النہج السہل
الٰی
مباحثِ الآلِ والأہل
تصنیف
محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیب اللہ آثارہ واعلیٰ درجاتہ فی دار السلام
انتہائی جامع، محقق اور عظیم الشان علمی خزانہ
بزبان عربی تقریباً چار صد صفحات پر مشتمل عجیب وبدیع کتاب۔
لفظ "آل" و "اہل" سے متعلق انتہائی جامع اور کامل ابحاث۔
"آل" و "اہل" کے درمیان ۳۸ لطیف ودقیق فروق کی تشریح وتوضیح۔
"آل نبی" سے کون لوگ مراد ہیں؟
آل نبی کے مصداق میں ائمۂ اسلام کے ۱۵ اقوال کی تفصیل۔
اہل تشیع کے متعدد پیچیدہ اعتراضات کے دقیق جوابات۔
جدید علمی مباحث وفنی دقائق جو دیگر کتب سلف وخلف میں نہ ملیں گے۔
مزید برآں آج تک اسلاف کی تمام کتابوں میں لفظ "آل" کے صرف دو ماخذ مذکور رہیں مگر اس کتاب میں لفظ "آل" کے ۱۷ عجیب وغریب ماخذ کی توضیح مع ادلہ ہے جو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی مرتبے کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔



النَّجمُ السَّعدُ فِي مباحث أمّا بعدُ

ایک مختصر لفظ یعنی " أما بعد " پر محدث اعظم ، فقیہ افہم ، امام العصر ، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ کی تحریر کردہ ایک عظیم اور منفرد کتاب۔

بلند علمی ذوق رکھنے والوں کیلئے ایک منفرد، شاہکار اور گراں قدر علمی ذخیرہ

کتاب میں شامل چند اہم مباحث کی تفصیل۔

- " أما بعد " کا شرعی حکم کیا ہے؟
- سب سے پہلے لفظ " أما بعد " کس نے استعمال کیا؟
- " أما بعد " کن مواقع میں ذکر کیا جاتا ہے؟
- " أما بعد " کی اصل کیا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟
- " أما بعد " سے متعلق تمام ابحاث و تحقیقات۔
- نیز کتابِ ہذا میں حضرت شیخ المشائخ رحمہ اللہ تعالی نے لفظ " أما بعد " کی نحوی ترکیب میں تیرہ لاکھ انتالیس ہزار سات سو چالیس **۱۳۳۹۷۴۰** وجوہ اعراب ذکر کی ہیں اور ان کی تشریح کی ہے۔ ایک مختصر سے لفظ کی اس قدر نحوی تراکیب پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انسان بے اختیار عربی زبان کو سید الألسنہ اور مصنف رحمہ اللہ کو سید المصنّفین کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔
- مزید براں اس کتاب میں بہت سی ایسی دقیق ابحاث، علمی مسائل اور فنی غرائب کی تفصیل ہے جن کے حصول کیلئے علمی ذوق و شوق رکھنے والے حضرات بیتاب رہتے ہیں۔



رِیَاضُ السُّنَن

شَرحُ السُّنَن لِلإمام التِّرمذِي

مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ اضخم، ترمذیٔ وقت

حضرت مولانا مُحمّد موسیٰ رُوحانی بازِی

طیّب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

سنن ترمذی کی بزبانِ اردو عظیم الشان شرح

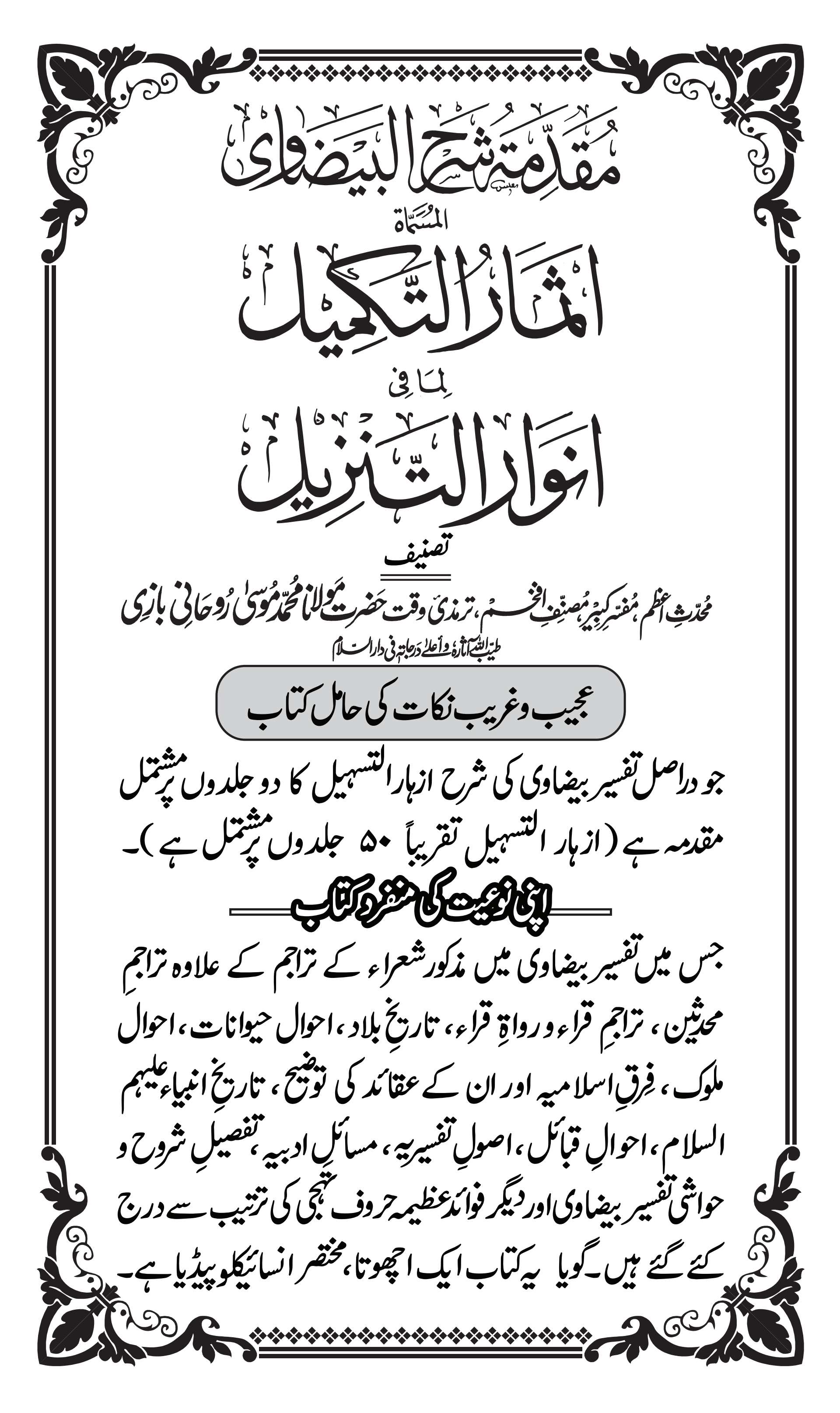
محدث اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالی کی تصنیفِ لطیف۔ عرصہ دراز سے علماء وخواص اس کتاب کی اشاعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ علم وحکمت کے بے بہا موتیوں سے لبریز ایک عظیم علمی شاہکار۔ اب تک صرف جلد ثانی زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔



امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ
کی تصنیف کردہ انتہائی مبارک اور پر تاثیر کتاب۔

وظائف پڑھنے والوں کیلئے بیش بہا اور نادر خزانہ

حیرت انگیز تاثیر کی حامل درود شریف کی عجیب و غریب کتاب جو عوام و خواص میں بے انتہاء مقبول ہے۔ اس کتاب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ سو (۸۰۰) سے زائد اسماء کو احادیث کی مستند کتب سے انتہائی تحقیق کے بعد درود شریف کی شکل میں یکجا کیا ہے۔
کتاب کی ابتداء میں درود شریف کے فضائل اور کتاب پڑھنے کا طریقہ تفصیلاً درج ہے۔
حضرت محدث اعظمؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بیشمار لوگوں نے بتلایا ہے کہ اس کتاب کے گھر میں پہنچتے ہی انہوں نے قلیل مدت میں اس کتاب کے عجیب و واضح فوائد محسوس کیے اور ان کی تمام مشکلات حل ہوئیں۔ وفات کے بعد ان کے ایک شاگرد نے خواب میں دیکھا کہ روضۂ رسول ﷺ کی جالی کا دروازہ کھلا اور اندر سے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی انتہائی خوشی کی حالت میں مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ شاگرد نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ استاذی آپ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو آرہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میری کتاب "برکاتِ مکیہ" کو بارگاہ نبوی ﷺ میں شرفِ قبولیت حاصل ہوا ہے اسی لئے میری قبر سے جنتی خوشبو آرہی ہے۔



مقدمۃ شرح البیضاوی

المسمّاۃ

اثمار التکمیل

لما فی

انوار التنزیل

تصنیف

محدّثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

عجیب وغریب نکات کی حامل کتاب

جو دراصل تفسیر بیضاوی کی شرح ازہار التسہیل کا دو جلدوں پر مشتمل مقدمہ ہے (ازہار التسہیل تقریباً ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے)۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

جس میں تفسیر بیضاوی میں مذکور شعراء کے تراجم کے علاوہ تراجمِ محدثین، تراجمِ قراء و رواۃِ قراء، تاریخِ بلاد، احوال حیوانات، احوال ملوک، فرقِ اسلامیہ اور ان کے عقائد کی توضیح، تاریخِ انبیاء علیہم السلام، احوالِ قبائل، اصولِ تفسیریہ، مسائلِ ادبیہ، تفصیلِ شروح و حواشی تفسیر بیضاوی اور دیگر فوائد عظیمہ حروف تہجی کی ترتیب سے درج کیئے گئے ہیں۔ گویا یہ کتاب ایک اچھوتا، مختصر انسائیکلوپیڈیا ہے۔



گلستانِ قناعت

مسمّٰی بہ

جنّۃ القناعۃ

محدثِ اعظم، مفسر کبیر، شیخ المشائخ، ترمذئ وقت
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
رحمہ اللہ تعالی کی ایک انتہائی مفید ومحقق تصنیف

قناعت سے متعلق آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مرفوعہ وموقوفہ، اقوالِ صالحین، مواعظِ عارفین، حکایاتِ متقین، کراماتِ اولیاء اور واقعاتِ ائمۂ کرام کا نہایت مفید، روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ وگنجینہ

تقریباً چھ صد صفحات پر مشتمل ایک انتہائی عجیب وبدیع کتاب جو علمی تحقیقات کے ساتھ ساتھ اصلاحی، تبلیغی، اخلاقی مواعظ ونصائح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دراصل اہل علم کے ایک استفتاء کا محققانہ، واعظانہ، حکیمانہ عارفانہ مفصل جواب ہے۔ اہل علم و دانش کے ساتھ ساتھ عوام بھی اس کتاب سے پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتابِ ہذا میں حرصِ دنیا، ترکِ قناعت اور حب دنیا کے تباہ کن نتائج کی تحقیق وتفصیل پیش کی گئی ہے مزید براں یہ کتاب زہد وقناعت کے علمی، اصلاحی، دنیوی واخروی، اخلاقی، ظاہری وباطنی فوائد وبرکات اور ثمرات کی ایمان افزا تفصیلات پر بھی مشتمل ہے۔ تکمیلِ افادہ کی خاطر کثرت سے مفید ورقت انگیز اشعار بھی ذکر کیے گئے ہیں۔



حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

فلکیاتِ جدیدہ

و

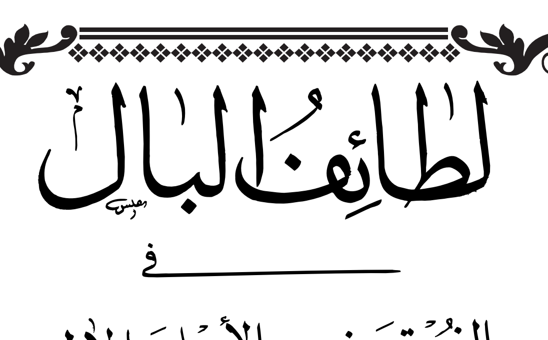
سیر القمر و عید الفطر

تصنیف محدّثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذئ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیب اللہ آثارہ و أعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

علم فلکیات پر اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ستارے کیسے وجود میں آئے؟ سیارے اور ستارے میں کیا فرق ہے؟ ستاروں کی تعداد کتنی ہے؟ نظام شمسی کی پیدائش کیسے ہوئی؟ سیاروں کی دائمی گردش کا راز کیا ہے؟ کیا سماء اور فلک ایک شے ہیں؟ کیا ستارے آسمانوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا ان سے نیچے ہیں؟ تقویم کسے کہتے ہیں؟ ہیئت کے بارے میں قدیم نظریات کیا ہیں؟ ہیئت جدیدہ کے اہم نظریات کون کونسے ہیں؟ کرہ ہوائی سے کیا مراد ہے؟ زیریں سرخ، بالائے بنفشی، لاسلکی اور ریڈیائی شعاعوں میں کیا فرق ہے؟ ہمیں آواز کیسے سنائی دیتی ہے؟ فضا ہمیں نیلگوں کیوں دکھائی دیتی ہے؟ کیا قرآن اور ہیئت جدیدہ کے نظریات میں کوئی اختلاف ہے؟ سال کے مختلف موسموں میں شب و روز کی لمبائی کیوں بدلتی ہے؟ کیا براعظم سرک رہے ہیں؟ سورج گرہن اور چاند گرہن کیوں ہوتا ہے؟ کائنات کتنی وسیع ہے؟ کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی اور اسکی عمر کتنی ہے؟ علم ہیئت میں مسلمان سائینسدانوں نے کیا کارنامے سرانجام دیئے؟ قدیم مسلمان سائینسدانوں کی تحقیقات اور جدید ترین سائنسی تحقیقات میں کتنا فرق ہے؟

مندرجہ بالا موضوعات کے ساتھ ساتھ نظام شمسی کے سیارات کے حالات، چاند کی سرگزشت، آواز، روشنی کی اقسام، شب و روز، زمین کی گردش، سمت قبلہ، معجزۂ شق قمر، عناصر کا بیان، ہفتے کی تقرری کی وجوہات، براعظموں کا بیان، آسمانی بجلی کی تفصیل، زمین کی گردش، عرض بلد و طول بلد وغیرہ کے بارے میں مفصل ابواب ہیں۔ کتاب ہذا کے دوسرے حصے میں عید الفطر اور ہلال عید کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جدید طباعت میں بیشمار قیمتی تصاویر کے علاوہ اسی (۸۰) سے زائد آرٹ پیپر کے صفحات پر رنگین و نادر تصاویر بھی شامل ہیں۔



الفروق بین الأھل والآل

تصنیف محدّثِ اعظم مُفسّرِ کبیر مُصنّفِ افخم، ترمذئ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازِی
طیب اللہ آثارہ واعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

لفظ ''آل'' اور ''اہل'' کے درمیان فروق پر مشتمل مختصر کتاب۔ کتب اسلامیہ عربیہ میں لفظ ''آل'' اور لفظ ''اہل'' نہایت کثیر الاستعمال ہیں۔ ان دونوں لفظوں میں حضرت محدث اعظم مختلف دقیق فروق کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ مدرّسین حضرات اور طلباء کیلئے نہایت قیمتی تحفہ۔

کتاب

الاربعین البازیّۃ

تصنیف محدّثِ اعظم مُفسّرِ کبیر مُصنّفِ افخم، ترمذئ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازِی
طیب اللہ آثارہ واعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالی کی منتخب کردہ نہایت قیمتی چالیس احادیث کا مجموعہ۔



فی

نسبۃ سبع عرض الشعیرۃ

إمام المحدّثین نجم المفسّرین زبدۃ المحقّقین

العلّامۃ الشیخ مولانا **محمّد موسیٰ** الرّوحانی البازی

رحمہ اللہ تعالیٰ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السّلام

علماء وطلباء کے لئے نہایت مفید علمی خزانہ

ہیئت قدیم میں لکھی جانے والی یہ کتاب دراصل تصریح و شرح چغمینی کے ایک مشکل مقام کی شرح وتوضیح ہے۔ عربی زبان میں لکھی جانے والی یہ کتاب بہت سے ایسے قیمتی، علمی نکات پر مشتمل ہے جو اہل علم کے لئے نہایت گرانقدر سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔



كلاهما لإمام المحدثين نجم المفسرين زبدة المحققين

العلامة الشيخ مولانا محمد موسىٰ الروحاني البازي

رحمه الله تعالىٰ وطيب آثاره

جدید ہیئت کے مسائل ومباحث کا عظیم خزانہ وجامع فتاویٰ

مدارس دینیہ کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے اراکین علماء کبار کی فرمائش پر حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے بزبان عربی دو جلدوں میں یہ ضخیم کتاب تالیف کی جس کے ساتھ نہایت مفصل اردو شرح بھی ہے جس کی وجہ سے اردو خواں حضرات بھی اس سے مکمل استفادہ کر سکتے ہیں۔ جدید ترین تحقیقات وآراء پر مشتمل یہ بے مثال کتاب جدید ہیئت کے مسائل ومباحث کا عظیم خزانہ وجامع فتاوی ہے۔ کتاب کے آخر میں علم ہیئت کی اصطلاحات کا نہایت اہم ومفید رسالہ بھی ہے۔ پس ہیئت کبریٰ دراصل تین نادر کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب بہت سی قیمتی اور نایاب تصاویر پر مشتمل ہے۔



کلاھما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدۃ المحققین

العلامۃ الشیخ مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی

رحمہ اللہ تعالیٰ وطیب آثارہ

علم فلکیات کا شوق رکھنے والے حضرات کیلئے ایک درِّ نایاب

یہ دوسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے جس کی وجہ سے اردو خواں طبقہ بھی اس سے مکمل فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک شاہکار اور درِّ نایاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی افادیت و جامعیت کے پیش نظر پاکستان ، ایران ، افغانستان کے بہت سے مدارس نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔ یہ کتاب بیشمار قیمتی اور نایاب رنگین وغیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔ ہیئت کبریٰ ، ہیئت وسطیٰ اور ہیئت صغریٰ تینوں کتب کو سعودی حکومت نے ان کی علمیت و جامعیت کے پیش نظر بڑی تعداد میں منگوا کر علماء کرام میں تقسیم کیا ہے۔



کلاھما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدۃ المحققین

العلامۃ الشیخ مولانا **محمد موسیٰ** الروحانی البازی

رحمہ اللہ تعالیٰ وطیب آثارہ

علم فلکیات کی دقیق مباحث پر مشتمل ایک قیمتی کتاب

یہ تیسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالی نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے مصنف نے اس چھوٹے حجم والی کتاب میں علم ہیئت کی انتہائی کثیر اور دقیق مباحث جمع کر کے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مؤلف کی دیگر تالیفاتِ علم ہیئت کی طرح یہ کتاب بھی جامع، محقق اور جدید مسائل فن پر حاوی ہونے کے علاوہ بہت سی قیمتی رنگین و غیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔



قصیدۂ طوبیٰ

فی

اسماءِ اللہ الحسنیٰ

تصنیف

محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، مصنفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

طیب اللہ آثارہ و أعلی درجاتہ فی دار السلام

پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا لوگوں کیلئے ایک عظیم تحفہ

نہایت مبارک اور بے مثال و بے نظیر قصیدہ

اس مبارک قصیدے میں اللہ جل جلالہ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ سمیت تقریباً پونے دوصد نام نظم کیے گئے ہیں۔ قصیدۂ طوبیٰ عالم اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں اللہ تعالی کے اسماء دعا کے انداز میں بزبان عربی منظوم ہیں اور عوام الناس کی آسانی کیلئے اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ عرب وعجم میں بے شمار علماء وخواص وعوام نے اس قصیدے کو تکالیف، پریشانیوں اور مصائب سے نجات، مشکلات کے حل اور قضائے حاجات کے لیے بے انتہاء مفید پایا ہے۔ قصیدۂ طوبیٰ پڑھنا شروع کیجئے چند دن میں ہی آپ خود اس کی برکات کا مشاہدہ کرلیں گے



قصیدۂ حُسنیٰ

فی

اسماءِ النبی الاعظم

تصنیف

محدّثِ اعظم ، مُفسرِ کبیر ، مُصنّفِ افخم ، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ رُوحانی بازی

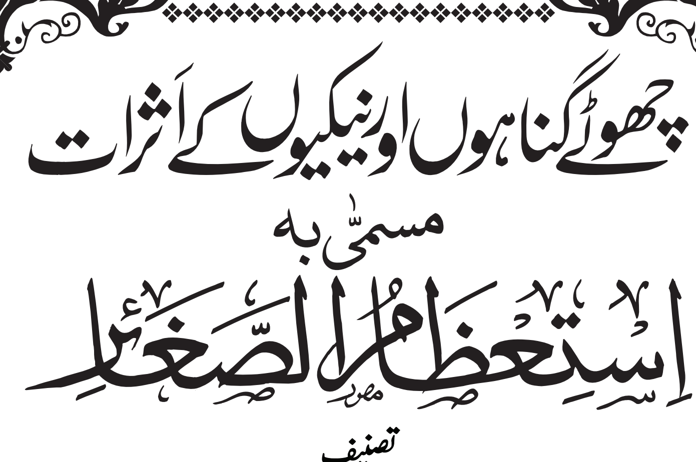
طیّب اللّٰہ آثارہٗ و أعلیٰ درجاتہٗ فی دار السلام

دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا اور نہایت مبارک قصیدہ

حل مشکلات اور قضائے حاجات کیلئے بے انتہاء مفید

قصیدۂ حسنیٰ دنیائے اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں پانچ سو (500) سے زیادہ مستند اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیہ طریقے سے بزبانِ عربی منظوم ہیں۔ تکمیل فائدہ اور آسانی کے لئے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں نہایت مقبول و معروف ہے۔

حرمین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ)، افغانستان، ایران، بنگلہ دیش، امریکہ، برطانیہ، عراق، مصر، سری لنکا، برصغیر پاک و ہند اور دیگر بہت سے ممالک میں بیشمار اولیاء اللہ و عوام اسے بطور وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تکالیف و مشکلات کو دور کرنے اور قضائے حاجات کیلئے نہایت مؤثر، مفید اور مجرب ہے۔ قصیدۂ حسنیٰ پڑھنا شروع کرتے ہی چند ایام میں آپ اپنے ہر کام میں واضح برکات محسوس کریں گے۔



تصنیف

مُحدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا مُحمّد مُوسیٰ رُوحانی بازیؒ
طیّب اللہ آثارہ وأعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

قلب وروح کی تسکین کا سامان لئے ہوئے ایک منفرد کتاب

اندھی مادیت کے اس عہدِ زیاں کار میں گناہوں کی یلغار بڑھتی جارہی ہے جس نے دولتِ ایمان و یقین سے بہرہ مند باعمل مسلمانوں کو سخت صدمے سے دوچار کر رکھا ہے تو عام مسلمان بھی روح واحساس سے عاری اس زندگی میں شدید مایوسی اور پریشانی کا شکار ہیں۔ اس مایوسی کے عالم میں گناہوں اور نیکیوں کی حقیقت اور ان کی تاثیر سے روشناس کروانے والی یہ البیلی کتاب روشنی وہدایت کی طرف انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ زبان و بیان کی تاثیر لیے ہوئے یہ عجیب و منفرد کتاب جس کا لفظ لفظ اور سطر سطر دل کے دریچوں پر دستک دیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مزید برآں اس مبارک کتاب میں امتِ محمدیہ اور گذشتہ امتوں کے بہت سے بزرگوں کے ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔ نیز اس کتاب میں بہت سے ایسے مختصر اعمال و مختصر دعائیں بھی مذکور ہیں جن کا ثواب بہت زیادہ ہے۔



رِزقِ اَولیاءؒ کے پوشیدہ اَسباب

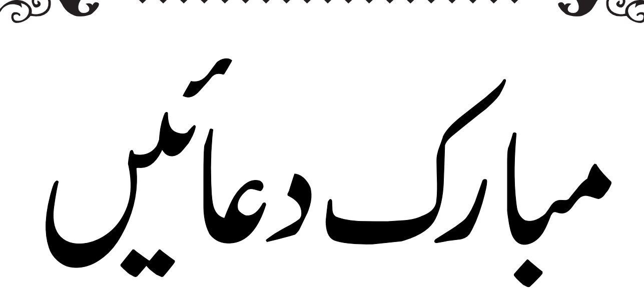
مسمّٰی بہ

تعلیم الرفیق فی طلب الرِّزق

تصنیف

محدّثِ اعظم، مُفسّرِ کبیر، مُصنّفِ افخم، ترمذیٔ وقت حضرت مولانا محمّد موسیٰ رُوحانی بازی
طیّب اللّٰہ آثارہٗ و أعلیٰ درجاتہٗ فی دار السلام

رزقِ حلال کا میسر آنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ زمانۂ حاضر میں ہر آدمی کثرتِ مصائب اور کثرتِ حاجات کے افکار کی وجہ سے پریشان اور بے چین ہے۔ اس پریشانی اور بے چینی کی سب سے بڑی وجہ مال کی محبت و حرص ہے۔ مال کی محبت ہر برائی اور ہر گناہ کی جڑ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان حلال و حرام کی تمیز ترک کر کے ہر گناہ کے ارتکاب پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں رزق حلال کی ترغیب اور حرام مال کی ترہیب سے متعلق عبرت انگیز واقعات، ایمان افروز اقوال، درد انگیز حکایات اور بزرگوں کے نصیحت آمیز مواعظ کا ایمانی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ موقع بہ موقع مفید اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب دراصل حضرت محدث اعظم کی دو قیمتی کتب ''ترغیب المسلمین'' اور ''گلستان قناعت'' کا خلاصہ ہے۔



مرتب

عبدِ ضعیف محمد زُہیر رُوحانی بازی عفا اللہ عنہ وعافاہ

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

چھوٹی اور مختصر دعاؤں کا مجموعہ جس نے ملک بھر میں مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ جیبی سائز کی اس نہایت مبارک کتاب میں ایسی مختصر دعائیں جمع کی گئی ہیں جن کا ثواب و فائدہ بہت زیادہ ہے۔ جو احباب اپنے فوت ہو جانے والے عزیز و اقارب کے لیے صدقۂ جاریہ کے طور پر اس کتابچہ کو طبع کروا کر تقسیم کروانا چاہیں وہ ادارہ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔



خوشخبری: اب تمام دروس www.dars-e-nizami.com سے ڈاؤنلوڈ کیجئے یا YouTube پر سنئے۔
YouTube Channel: Jamia Muhammad Musa Albazi



علمِ صرف میں کمزور طلباء وطالبات کیلئے عظیم خوشخبری

ابتدائی طلباء کیلئے دنیا کی آسان ترین اور جامع ترین علمِ صرف

ترمذیٔ وقت محدثِ اعظم مُفسرِ کبیر، حضرت مولانا محمد موسیٰ رُوحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ

کے انوارات وبرکات والا علمِ صرف کا انتہائی مبارک ونافع طریقہ

اب اردو ترجمہ والا ابواب الصرف کا جدید ایڈیشن بھی دستیاب ہے

مدارسِ دینیہ کے بعض طلباء عربی عبارت نہیں پڑھ سکتے، عموماً اس کی بنیادی وجہ علم صرف میں کمزوری ہوتی ہے کیونکہ علم نحو میں مہارت کیلئے علم صرف میں مہارت نہایت ضروری ہے۔ ایسے مایوس طلباء کیلئے یہ ابواب نعمتِ غیر مترقبہ ہیں۔ بڑے درجات کے طلباء صرف تین چار ماہ کے مختصر عرصے میں ان ابواب کو یاد کر کے اپنی علمی بنیاد کو خوب مضبوط کر سکتے ہیں۔

علم صرف پڑھانے والے مدرّسین حضرات کیلئے ایک عظیم علمی خزانہ

مدرّسین حضرات اپنے تلامذہ کی مضبوط علمی بنیاد بنانے کے لئے ایک مرتبہ یہ ابواب پڑھانے کا تجربہ ضرور کرلیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صرف ایک مرتبہ کے تجربہ سے ہی وہ ان ابواب کو ہمیشہ کیلئے اپنالیں گے۔ پاکستان وبیرون ملک میں طلباء وطالبات کے جن مدارس نے بھی ان ابواب کا تجربہ کیا وہ اس کے ناقابل یقین نتائج دیکھ کر حیران رہ گئے۔

ان ابواب کو پڑھانے اور سننے کا خاص طریقہ جاننے کیلئے حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے مولانا محمد زہیر روحانی بازی حفظہ اللہ کے دروس انٹرنیٹ (یوٹیوب وغیرہ) پر موجود ہیں جن سے بآسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مزید معلومات وتفصیلات کیلئے جامعہ محمد موسیٰ البازی رابطہ نمبر 0301-8749911

جامعہ محمد موسیٰ البازی برہان پورہ، عقب گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ لاہور